



**DELHI UNIVERSITY
LIBRARY**

DELHI UNIVERSITY LIBRARY

Cl. No. 0111,3

168N15

Ac. No. 34184

Date of release for loan

This book should be returned on or before the date last stamped below. An overdue charge of one anna will be charged for each day the book is kept overtime.

جفاونا

ایک دلچسپ انگریزی ناول کا سلیس اُردو ترجمہ ۳۷۷ء کا
متم با شان واقعہ - وفاداری و خوش ملیقی و عام پسندی کا آئینہ -
انسانی ہمدردی کا کچھینہ جس میں ایک حسینہ و لنوا کی وفاداری جس نے
آسروقت اپنے قول کو نبایا اور اُس کے عاشق خفیہ فروش کی دغا بازی
مکاری اور خفیہ فروشوں کے کارناموں کا سچا فوٹو کھینچا گیا ہے۔

مترجمہ

ملک الشعراشی و وارکا پر شا و صاحب نقی بکینہہ باشی مالک نظم اخبار

بار اول ۱۹۱۵ء

باہتمام بادشاہ لال بھار و سیرفینڈنٹ

مطبوعہ نئی دہلی واقعہ لکھنؤ میں

(مطالعہ حق ترجمہ بھی مطبعہ ہند محفوظ ہے)

اطلاع سوس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقین اپنی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہیں قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے پیش بچ کے تین نسخہ جو سادے ہیں ان میں بعض کتب ناول مرغوب دل، اردو کی درجہ کہتے ہیں تاکہ جن فن کی یہ کتاب ہے اس فن کی اور کبھی کتب موجودہ کا رخانہ سے قدر دانوں کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
	شمس و قمر	۱۲	کتب ناول مرغوب دل اردو	۸
	الشمس	۱۲	تشیخ	۸
	انتم حسینہ	۱۲	حیارون کا عیار	۱۲
	را دھاراانی	۱۲	مارگیت	۱۲
	پارہتی	۱۲	خواب کلکتہ حصہ اول و ۲	۱۲
	بہشت برین	۱۲	خوش نصیب	۱۲
	دربار اوومہ کامل	۱۲	ایال پستان	۱۲
	حسن کا ڈاکو	۱۲	ناشاؤ	۱۲
	احمق الذین	۸	ہم خرم او ہم ثواب	۱۲
	نئی دلہن	۸	نئی نویلی	۶
	دلہ روز	۱۲	حرمان خانم	۶
	ناول زن مرید	۱۲	طلویہ کی بلا بندہ کے سر	۶
	فسادہ دو جہان	۱۲	فریب نیرنگ	۱۲
	بگالی دلہن ناول دیوی چودھری	۱۲	طلسم نارنج	۱۲
	بابو شکم چند رچتری کا ترجمہ مترجمہ	۱۲	روح فریاد	۱۲
	نشی جو الابر شاد صاحب برقی	۱۲	کارزار صلیبیہ	۱۲
	بی۔ اے۔ سبج	۱۲	ملک الغریزہ ورجنا	۱۲
	معشوقہ فرنگ	۱۲	غلط فہمی	۱۲
	جو الابر شاد صاحب	۸	شام جوانی	۱۲

34184

حصہ اول



F.A.M.

باب (۱)

”ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات“

اس قصہ کے جسم میں ایک حسینہ دلنواز کی ذات سے سلسلہ ع بین جان پڑی تھی۔ اس کی جاب ولادت نیکسٹن۔ سٹوک میں واقع ہوئی تھی جس کی وسعت رتھم پتھ سے لیکر آرول نامی دریا کے ساحلون تک محدود و محیط تھی اور اس کا درمیانی حصہ ولف کسل کے نام سے مشہور تھا جس کا سلسلہ سات پہاڑیوں سے شروع ہو کر جنوب کی طرف انش بورن پر پوری سے جا ملا تھا۔

حالانکہ یہاں کے پہاڑی سلسلے تعداد میں سولہ تھے مگر اس خطے کو سات پہاڑیوں کے نام سے شہرت تھی۔ یہ وہی مقام ہے جہاں سلسلہ ع میں ارل آف ولف کسل اور ڈینس سے خونریز لڑائیاں ہوئی ہیں یہ ایک وسیع و غیر آباد جنگل ہے جہاں یا تو بھیر بان چراگرتی ہیں یا شکار کھیلے جاتے ہیں۔ آرول کے متصل بھیتی باڑی کا کام شروع کر دیا ہے جس میں جو کی پیداوار اچھی ہوتی ہے یہیں ایک جھوٹے میں مسٹر ڈنسن کی زمیندارسی تھی جس کو گھوڑوں کا نہایت ہی شوق تھا اس کے یہاں ایک باپ کے ساتھ اس کے بیٹے بھی کام کیا کرتے تھے۔ اس کے گھوڑوں کا سار بہت ہی اچھا تھا گھوڑے بھی آٹھوں کا سنگیت تھے

اور اُس زمانے کی حالت دیکھتے ہوئے انکی غمیان و اجاب آئیں عقین جو تھیں کچ لول ایک بہت ہوشیا رزور تھا تمام قلبہ ران اس کے زیر حکم تھے اور انکی بیٹیوں کو بھی کھیتی باڑی میں کام کرنا پڑتا تھا چھوٹی لڑکی اُسکے خاندان بھر میں بہت ہوشیا رتھی اسکی بہن کو ایک عارضہ نے کمزور کر رکھا تھا۔ اسلئے مارگریٹ ہی اپنے باپ بجائیوں کیلئے کھانا لیجا کرتی تھی سن شہاب کے ابتدائی زمانے کا موقع جسے دیکھا ہے اُسکے دل سے پوچھنا چاہیے کہ انکی سرسری سیر سے حسن پرستوں کے دلوں کی کیا کیفیت ہوتی تھی۔ اسی سن و سال انکی جوانی کے دلوں میں یہ یہ اپنے باپ بجائی کے واسطے کھانا لیجا کرتی تھی۔ اور اس وقت وہاں اور لوگ بھی موجود ہو کر رہتے تھے۔ کھانے میں روٹی پنیر وغیرہ سادے سادے کھانے ہوتے تھے مگر سب لذت و خوشگوار۔ یہ تو خاص روزمرہ اسی طرح کھیت پر جایا آیا کرتی تھی اُسکو مل جوتے والے گھوڑوں کی طرز و روش دیکھنے سے کافی دلچسپی پیدا ہوئی اور انکی سواری کا شوق غالب ہوا۔

طلوع آفتاب کے وقت ہی مارگریٹ کھیت پر پہنچ جایا کرتی تھی ادھر کھانے کی تیاری باپ کے سامنے رکھی اور گودین جابھی باپ بیٹی کو خوشی سے پیار کر لیا کرتا تھا اور بیٹی باپ کے باپ جوش محبت میں آپسے گھوڑوں کی پیٹھ پر سوار کر دیا کرتا تھا اور وہ انکو بڑے شوق سے چلایا کرتی تھی فرصت کے وقت اپنے باپ سے اسکا یہی سوال ہوتا تھا کہ شام کو پھر آؤں اس انکی غرض یہ ہوتی تھی کہ ہل کے گھوڑوں پر سوار ہو کر گھر جانے کو لے۔

باپ بجائی اسکو گھوڑے پر سوار دیکھ کر خوش ہوا کرتے تھے کبھی کبھی کوڑا بھٹکانے سے گھوڑے ہوا سے باتیں کرنے لگتے تھے مگر اسکو مطلق غور یا جھجکت معلوم ہوتی تھی بلکہ گھوڑے دوڑاتی ہوئی اپنے گھر پہنچ جاتی تھی۔

رفتہ رفتہ وہ ہل کے گھوڑوں کو پانی میں تیرانے لگی اور شہسواری سے اسکا دل اور بھی خوش ہوتا تھا۔

بعض اوقات وہ اپنے بھائی کے چابک سے کل گھوڑوں کو باقاعدہ
گھر لے جا کر اصطبل میں خود ہی باندھ دیا کرتی تھی۔
اسکی سواری میں نہ کوئی گھوڑا الف ہوتا تھا نہ دولتی جھارتا تھا
اور نہ کہیں اڑتا یا بدلگامی کرتا تھا۔
اڑیل سے اڑیل کھٹے سے کھٹے بد معاش سے بد معاش گھوڑے اسکی
راں سواری میں ایسے سدھ گئے کہ چابک سواروں کی عقل دنگ
ہوتی تھی۔

بانی میں گھوڑوں کو تیرنے کی ایسی مشق ہو گئی کہ چابک کی ضرورت ہی
نہ تھی صرف اڑکے کا اشارہ اُنکے لیے کافی تھا۔
مارگرٹ کی شہسواری نے لوگوں کو متحیر کر دیا کرنا کیا معنی اسکا آسن
بھی کبھی نہ اٹھڑ پاتا تھا وہ ہر حالت میں نیکی پیچھے رہتی جی بھی رہتی تھی مکان
سے کھیتوں تک اسکی شہسواری کا آواز نہ بلند ہو گیا۔
نوجوان سوار دیکھتے تھے تو اسکی شہسواری پر حشش کر جاتے تھے
شدہ شدہ کیچ پول فریقے کی ترقی نے ہمسایہ محنتی اقوام کی طرح
آگے قدم بڑھایا اُس فریقے کے زمیندار عموماً زراعت پر پیشہ تھے اور
متفرق مقامات پر انکی کاشتکاری کام کر دیتا رہتا تھا مگر مزدوری ہمیشہ لوگ
زمین جو تباہ کر رہے تھے اور اسکی سکونت ایک ہی جگہ مستقل رہتی تھی اس
فریقہ والے اپنے مزدوری ہمیشہ احباب و اقربا کے ساتھ ایسے اتفاق سے
رہا کرتے تھے جیسا طرح امراد و دودھ مند رستن بھینسی سے زندگی بسر کرتے ہیں۔
مسٹر وٹسن کی آر اے بی پر کیچ پول اور کرکٹ نل نامی دو خاندان کام کیا
کرتے تھے ان کے مکانات علیحدہ علیحدہ منتشر اور ایک دوسرے کے
اصطبل سے جدا تھے اُنسے کبھی کبھی باہم ملاقات بھی ہو کرتی تھی جس سے
اُس میں غیب ہی اتحاد اور کچھ جتنی کی رسمیں قائم ہو گئیں ایک فرقہ
نیکٹین میں رہا کرتا تھا اور دوسرا آر اے بی مزدور پر۔
اسی لیے جب کبھی نیکٹین میں جانے کا اتفاق ہوتا تو کیچ پول والوں کو

دوستوں کا مکان دستیاب ہو جایا کرتا تھا اور علی ہذا فریق ثانی یعنی
کریک بل والوں کو بھی آراغنی مزروعہ کے متصل کچ پول والوں کے
جھوٹے قیام کے لیے مہیا ملا کرتے تھے۔
عموماً جمعہ کے روز باہم ملاقات ہوا کرتی تھی کیونکہ کچ پول کے لوگوں کو گرجا
میں آنے کے لیے مسافت طے کرنا پڑتی تھی وہ کریک بل فرقہ کے
مکانوں میں آتا کرتے تھے اپنا کھانا ساتھ لے جاتے تھے اور دن میں دو مرتبہ
گرجا کی زیارت سے مشرف ہوتے تھے

اس زمانے میں آجکل کی سی تعلیم نہ تھی انکی تعلیم و تربیت کا دار و مدار
صرف نیکٹن کی ہمسائی پر تھا۔

ان ایام میں تعلیم کی چندان ضرورت بھی سمجھی نہ جاتی تھی حالانکہ انگلستان
کے تاج دار جارج سوئم کی متبرک خواہش یہی تھی کہ
ہر ایک جھوٹے مین رہنے والا انجیل ضرور پاس رکھے اور اسکی تلاوت
بھی کیا کرے

کچ پول والے گوڑھے لکھے نہ تھے مگر مذہب کے پابند تھے ہر بزرگ
خاندان ہر روز صبح و شام کے وقت باؤزلند عیال و اطفال کو دعا مانگا کر
اپنا کام کاج شروع کرتا اور سونے کو جاتا تھا۔ ایسے بزرگوں کی آنکھ
متعلقین و متوسلین ٹی غرت کیا کرتے تھے۔

آٹکا چال چلن بھٹیک اور ضرور ویرہ بہت اچھا تھا فن زراعت میں
بھی خوب ہی مشاق تھے۔ اور تعلیم و تربیت کا بھی شوق تھا۔

تیرہ سال کی عمر میں مارگریٹ بہت ہی ہوشیار ذہین اور نیک اطوار
لڑکی ثابت ہوئی اسکی ماں جب کہین چلی جاتی تھی تو وہ اپنے پانچ چھ
برس کے بھائی کو اپنے پاس رکھا کرتی تھی اس لیے اسکو اسکی خاص محبت
ہو گئی تھی اسکی مرضی بہن دائم المرض اور نحیف امیتہ تھی لیکن سینے پر رونے
میں خاندان کا کوئی شخص اس کے مقابل نہ تھا۔

وہ بہت نیک مزاج حلیم الطبع خوش تقریر۔ سنجیدہ خیال اور بے زبان

لوٹکی تھی اور مارگیرٹ سے اسکی طبیعت میں بہت کچھ فرق تھا۔
 مارگیرٹ کے بچپن کا ایک ماجرا اس موقع پر قابل ذکر ہے جس سے
 اسکی ذکاوت و فراست کا کسی قدر اندازہ ہو سکتے گا۔
 ایک روز اسکی ماں نے مسٹر ڈنٹن سے شور بالانے کے لیے اسکو
 بھیجا اسکے باپ بجائی اور مالک آگئی سب اسوقت تک کہیں فاصلے
 پر نکلے کی کٹائی کر رہے تھے کوئی ڈنٹن کے مکان پر موجود نہ تھا۔ مارگیرٹ
 دروازے پر پہنچی تو اندر سے کسی عورت کی چیخ سنائی دی وہ دوشی ہوئی
 باورچی خانہ میں تھی تو صاحبہ خانہ کو ہوش و حواس پڑا ہوا پایا۔
 گو مارگیرٹ چودھری برس کی تھی مگر اسنے اپنے اوسان خشک رکھے
 اسوقت جبکہ دو لڑکیاں آنائی بی بی کے سر پہنے کھڑی ہوئی سرپرست رہی
 ہیں اور ایک کمرہ بجا ہوا تھا کہ
 ”ہے ہے مخدومہ معظمہ کو کیا ہو گیا ہاے ہاے یہ تو ہمیں بے سرپرست
 چھوڑ گئیں“
 مارگیرٹ بولی کہ شور نہ کرو۔ تمھاری مخدومہ مکر مہ صحیح سلامت ہیں
 ذرا سا پانی نے آؤ۔ سر کھول دو۔ قیص اتار دو اور آرام کرسی پر لٹاؤ۔
 یہ کارروائی ہو چکی تو اسنے مخدومہ کا منہ دھلایا ایک لڑکی سے کہا کہ
 سر کر لے آئے اور دوسری کو ہاتھ پانوں سہلانے کی ہدایت کی جس سے
 اسکو کچھ کچھ ہوش آنے لگا۔ جب سانس اور بعض خشک ہو چکی تو اسنے
 ایک چھوٹری کو کھیت پر روانہ کیا اور خود ڈاکٹر بلانے کیلئے گھوڑا کس کر
 سوار ہو گئی اسکے ہاتھ میں نہ چابک تھا نہ گھوڑے کی پیٹھ پر زین۔ اسنے
 ریت سے پتہ بنا ہوا تھا مگر یہ جو ہوا ہوئی تو گھوڑا بھی کھوئی جو ڈکڑ ہوا سے
 باتیں کرنے لگا لوگ حیران تھے کہ یہ آندھی کا سا جھونکا کدھر جا رہا
 ہے کسی کی گھوڑے اور سوار پر نظر نہ پڑتی تھی۔
 جتنی بگیاں راستوں میں جا رہی تھیں سب پیچھے رہ گئیں اسکو خیال
 تھا تو صرف مخدومہ اور ڈاکٹر کا۔

ایڈیا ٹرل ورن کی گاڑی بھی بڑی تیزی سے جا رہی تھی اسنے گھوڑے کو سرپٹ جاتے دیکھا اور ملازم نے آواز بھی دی لیکن یہ ہوا کے گھوڑے ہی پر سوار رہی آندھی کا ایک جھونکا آگے ہی بڑھتا گیا۔

آخر کار وہ گھوڑا سرپٹ دوڑاتی ہوئی منزل مقصود پر جا پہنچی اسوقت ڈاکٹر کے دروازے پر ایک شخص گھنٹی بجا رہا تھا۔ یہ اسکو یہ دیکھ کر گھوڑے سے اتر پڑی اور صاحب سلامت کرنے کی دیر ہی لگی کہ ایک بیسٹر لگ گئی ذرا سی دیر میں دروازہ کھلا اور وہ ڈاکٹر سے بولی کہ

”مجناب تشریف لے چلے۔ میری محذومہ کی طبیعت نا سار ہے“ جس شخص نے گھنٹی بجائی تھی وہ گریٹ ہیلنگ کا ایک دولت مند زمیندار اور ڈاکٹر کا شناسا تھا جسکی مشہوریتیں ساؤتھ کیت کے نام سے شہرت تھی اسنے مارگریٹ کی عقلندی کا حال سنا تو اپنی ملازمت میں رکھنے کا خواہشمند ہو گیا مگر اسنے خاموشی کے سوا کچھ جواب نہ دیا۔

ڈاکٹر کی گاڑی تیار تھی پس وہ سوار ہو گیا اور مارگریٹ کو بھی پاس بٹھایا۔ اسنے میں ادھر ادھر کی باتیں ہوتی رہیں بعد ازاں مارگریٹ ڈاکٹر سے بولی کہ ”میں آقا سے دریا دت کیسے بغیر گھوڑا لے آئی تھی اگر وہ ناراض ہوں تو آپ ذرا سمجھا دیجیے گا“

ڈاکٹر نے صاحبہ خانہ کو بہت اچھا پایا اسکو خدشہ گارنٹون سے معلوم ہوا کہ مارگریٹ کی مستقل مزاجی و ذکاوت طبع کی وجہ سے اسکی طبیعت درست ہوئی ہے۔

سنو کھل کر ڈاکٹر پھر مارگریٹ کو گامی پر سوار کر کے اسکے گھر گیا اور اسکی بہن سوسن کو علاج بتا کر اسنے قیصلے سے کہ گیا کہ اگر پھر ضرورت ہو تو مارگریٹ جھکوبے ٹکٹ لے آسکتی ہے“

مارگریٹ اداسکی عزیمت کا جگہ جگہ جانے لگا اور تمام لوگ اسکے فن شمسواری سے عالم حیرت میں تھے اسنے اپنی تعریف کا آوازہ بلند کیا تو گھوڑے کی سواری ترک کر کے حسانہ نشین ہو گئی حتیٰ کہ اسنے

باپ بھائی کہنے لگے کہ :-

”دیکھو ایک دن تم گھوڑے پر سوار نہونا بھول نہ جاؤ تب سہرا
اسکا جواب یہ ملتا تھا کہ ”خس کم جہان پاک“، لوگوں کی نگارہ بازی
سے توجان نہ کئے گی“

”سوسن کو طبیعت کے اس انقلاب سے بہت ہی حیرت ہوئی اور
شکر گزاری کے عوض اُسکو افسوس رہنے لگا کہ ”گمین مار گریٹ اُس
خانہ نشینی سے بیمار نہ پڑ جائے“

انہیں ایام میں مسٹر فیصل نے اُسکی طلبی کے واسطے اُسکے چچا کو بھیجا
جسکے ساتھ اُسکو فوراً ہی جانا پڑا اعزاء و اقربا اس ملازمت کو اُسکے لیے
نیک فال سمجھے اور گو مار گریٹ کیلئے دودھ دوہنے کا کام بالکل نیا تھا
مگر وہ عام لوگوں کی نگاہوں سے بچے رہنے کو بہت ہی مبارک سمجھی اور
چچا کے ساتھ ہوئی۔ چلتے وقت اُسکی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے
دل ہرایا اُسکی مفارقت طبیعت کو سخت ہی ناگوار تھی اگر کچھ اطمینان
تھا تو یہ کہ اُسکو اُسکے باپ اور بھائیوں سے کبھی کبھی خیر و عافیت معلوم
ہوتی رہے گی۔ اُسے سوسن سے کہا کہ :-

”بہن تجھ رانا نہیں۔ جب ضرورت ہوگی میں تیمار داری و خدمت گزاری
کے لیے حاضر ہواؤں گی۔ میں جب تک اُداس دیکھتی ہوں تو کلیجہ
تڑپ جاتا ہے۔“

اسکا جواب ملا کہ :- ”پیاری خدا حافظ۔ جواب اچھی طرح رہنا کام میں کبھی
غفلت نہ ہونے پائے۔ چارلس یا جان کبھی کبھی تمکو دیکھ آیا کرے گی تمہاری
جدائی مجھے خود گوارا نہیں جسوقت طبیعت خراب دیکھوں گی ضرور دلوں بھجوں گی
کچھ دنوں دہان رہ آؤ کیونکہ یہاں تم کوئی کام نہیں سیکھ سکتیں“
مار گریٹ سب سے رخصت ہوئی مسٹر فیصل کی ملازمت اختیار کرنے سے
قبل اُسے شرط کی کہ کبھی گھوڑے کی سواری کا تذکرہ نہ آنے پائے۔
اس بات سے اُسکا آقا اس لیے خوش ہوا کہ سواری کے ذوق شوق

سے جو ہرج ہونارہ نہ ہونے پائے گا چنانچہ نہ آسکو خود رغبت ہوتی تھی اور نہ کوئی تحریک کرتا تھا اور بس یہی معلوم ہوتا تھا کہ وہ غم سواری کی کبھی عادی ہی نہ تھی

آسکی خدمت میں نے آسکو نہایت ہی ہوشیار پایا آسنے بہت ہی جلیلہ سب کام سیکھ لیے اور بڑی لیاقت سے خدا تعالیٰ نے وہ تمام دینے لگی آسکو ہر وقت صفائی کا خیال تھا نیک طبعی سے غرض تھی اور وہ وہ وقت میں خوب ہی مہارت پیدا کر لی۔

پندرہویں برس کی عمر ہی سے نوجوانوں کی مشتاق نگاہیں اس پر لوٹ پڑے ہونا شروع ہو گئیں۔ سو سن اس زمانہ میں سال کی تھی مگر آسکو مارنے نے ہل کے پانی پینے کے قابل بھی نہ رکھا لہذا آسنے اپنی بہت کوشش محبت میں بلا لیا جس نے آکر جان و دل سے تیمار داری شروع کر دی۔

پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ کچ پول اور کریک نل کے قبیلوں سے ایک اراضی فروعہ پر کام کرنے کے باعث رشتہ اتحاد مضبوط ہو گیا تھا چنانچہ اسی اثنا میں اس سر کریک نل کے بیٹے کے بیٹے کی تقریب پیش آئی جس میں سو سن کی شرکت مقدم و ضروری تھی۔ مگر سو سن کا حال ناگزیر تھا لہذا اسکے عوض مارگریٹ کو نیکن میں جانا پڑا تا کہ وہ اس تقریب میں شریک ہو۔

اس سر کریک نل نے اپنا مکان خوب ہی آراستہ کیا ضروری چیزوں کی دکانیں لگا دیں اور زراعت کے کاروبار پر خانگی تجارت کو ترجیح دی۔ دکان میں چار پنیر بکھن، شکر، تباکو وغیرہ چیزیں فروخت ہوتی تھیں اور اس بیوپار میں آسکو لیا منافع ہوا کہ دولت و عزت میں بھی نمایاں ترقی ہوئی اور کاروبار بھی رفتہ رفتہ بڑھتا ہی گیا۔ سر کریک نل نے اس تقریب میں خاص ہی خاص لوگ مدعو کیے تھے جس میں سے ایک کا نام اسٹیفن لاد تھا جسکی کشتیاں پارسیج اور لینڈ گارڈ فورس میں چلا کرتی تھیں

سرکاری ڈاک بھی انہیں کشتیوں پر آیا جا یا کرتی تھی لہذا گورنمنٹ کی طرف سے بھی مشاہرہ مقرر تھا جس سے لوگ اُسکے اعزاز کو اور بھی تسلیم کرتے تھے۔ اس شخص کی بی بی انتقال کر چکی تھی اُسکا بیٹا ولیم لاڈل تھا جو بھی اپنے چا کے پاس رہا کرتا تھا اُسے جہاز سازی بھی سیکھی اور جہاز رانی بھی یاد تھی۔

مسٹر کب مشہور شاعر اور جہاز ران اسکے اُستاد تھے اُنھوں نے ولیم لاڈل کی کپتان بارگٹھ سے سفارش کی جسکے جہاز ہاکیسڈنگ آیا جانا کرتے تھے پہلے تو ولیم لاڈل نے انکار کیا مگر چچا کے دباؤ اور کپتان کی تحریص و ترغیب سے اپنے باپ کی اجازت حاصل کر کے اُسے یہ خدمت قبول کر لی۔

جب نیگلٹن مین رسائی ہوئی تو اُسے اپنے باپ سے کہا کہ:۔
”مجھے پیسے کی تقریب مین شرکت کی ہوس رہی ہے“

باپ نے جواب دیا کہ ”تھارے نا نہالی لوگ برسے شریف مین چٹان مین کریمک نل والوں کے یہاں جانے والا ہوں تم بھی اپنے کچ پول کے دوستوں سے وہیں ملاقات کر لو۔ شاید مارگیرٹ کچ پول بھی وہاں ہو جو غالباً اپنی بیماریاں کے عوض وہاں ضرور آئی ہوگی“

ولیم مارگیرٹ کچ پول کا نام سنکر چونک پڑا اور بولا کہ
”دو برس ہوئے مین نے یہ نام کانون سے سنا تھا۔ پینٹون کے کپتان برگڈر اسکی شہسواری کی بہت ہی تعریف کرتے تھے“

باپ بولا کہ ”مان غالباً وہی مارگیرٹ ہوگی جسکی تم تعریف کرتے ہو“
ولیم نے کہا۔ ضرور وہ ایک لائق نازنین ہوگی جھگڑا اُسکے دیکھنے کا از حد اشتیاق ہے“

آخر اسکی عمر کیا ہوگی؟

جواب۔ ماشاء اللہ۔ سولہ برس کا سن ہو گا۔ شباب کا آغاز ہی ہے نیگلٹن مین پوپنچتے پوپنچتے نوجوان کا دل سفر پوری سے اُچاٹ ہو چلا

دونوں باپ بیٹے ہوتے ہوتے سٹر کر یک نل کے یہاں چوپائے۔
مارگیرٹ نے بڑے سلیقے اور تیز سے آگئی خاطر تو واضع کی دعوت میں
صرف باپ بیٹے شریک تھے یا مارگیرٹ۔

پستے کی دعوت میں مکان مہانوں سے بھرا ہوا تھا اور
جائے تنگ است دردمان بسیار

کی کیفیت تھی ولیم اور نوجوان مہانوں پر
کبوتر باکبوتر باز با باز بکڑ بکڑ کندہم جنس باہم جنس پر داز
کی مثل صادق آئی اور یہ سب باہم کھیل کود اور لگانے بجانے میں وقت
صرف کرنے لگے۔
قول ہے کہ

تراویدہ دیوسف راشنیدہ شنیدہ کے بودمانند دیدہ
اپس وچ میں تو ولیم نے مارگیرٹ کی تعریف ہی سنی تھی کہیں چار
آنکھیں ہونے سے دونوں کے دل مل گئے اور یہی شعر حسب حال ہو گیا
الفٹ کا تب مزہ ہے کہ دو دل ہوں بیکار

دونوں طرف ہو آگ برابری ہوئی
مارگیرٹ کا سن بھی ابھی کچھ نہ تھا مگر بڑی ضابطہ و صابر تھی با اینہم
اس وقت اسکی طبیعت پر محبت کا ایک خاص اثر ہوا اور وہ بھی باحقون
سے کلیجہ تمام کر رہ گئی۔ قصہ کہانیوں میں لوحسن و عشق کے دفتر کے دوسرے
دیکھنے کو لجا تے ہیں مگر مس مارگیرٹ اور ولیم لاؤ کے تذکرے میں مبالغہ
ہے نہ تصنع جو کچھ ہے وہ کچھ چٹا ہی ہے یہ

پستے کی تقریب ختم ہو گئی سب لوگ رخصت ہو ہو کر اپنے اپنے گھر وں کو
جلدیے جنین ولیم لاؤ بھی اپنی محبوبہ ولیم لاؤ کے صدمہ مفارقت کو کلیجہ
سے لگائے ہوئے شامل تھا یہ نوجوان متواثر مارگیرٹ کے مکان کی طرف
سے گزر کر شوق ملاقات ظاہر کرتا رہا اسے چچا کو خوشی تھی کہ اسے بھائی
یعنی ولیم کے باپ کی خوش قسمتی نے ولیم کو سفر بحریر سے متفر کر دیا۔

رفتہ رفتہ قبائل بھی دل لاڈ اور مار گریٹ کی لگا ہون کو بھانپ گئے اور بڑے جوش مسرت سے اشارتاً و کینا بتا ایک دوسرے کو مبارکباد دینے لگے۔ مستورات نے مار گریٹ کو کھیت پر کام کرنے کی تکلیف دینا غیر ضروری سمجھی اور مالک آراضی بھی ان دونوں کے دیدار فرحت کثرت سے محفوظ ہونے لگا۔

صرف غریب سوسن ہی تھی جسکو خاندان بھرمین دل لاڈ کی صورت سے تفرقہ آسکو کل اغوا و اقرار سے زیادہ اپنی بہن مار گریٹ کی آئندہ راعتوں کے واسطے فکر تھی۔ گو اسکا جسم بالکل ٹھل گیا تھا مگر دور اندیشی کی طاقت رو بہ ترقی تھی۔ اُسے ولیم لاڈ کی لرگ رگ بھان لی۔ دل میں پیٹھ کے مزاج کا خاصہ دریافت کر لیا گوئی تشب و فزائ نہ تھا مگر وہ نہ سمجھی اور کوئی اور بیچ نہ تھی جسکو اُسکی نظر نہ دیکھ سکی۔ گو وہ اپنے حالات کو گوشہ دل میں ہی چھپائے رہی اور مار گریٹ سے بھی ہتھ پھوڑ کر کچھ نہ کہا مگر ولیم لاڈ کا دماغ کہ وہ اُس سے بظن رہا کرتی ہے اُسے مار گریٹ سے اس بات کی شکایت کی تو ایک روز باتوں باتوں میں اپنی بہن سوسن سے پوچھا کہ

”کیوں بہن۔ تم ولیم لاڈ اور مجھے کیلے ناراض رہتی ہو؟“
اُسے جواب دیا۔ ”مار گریٹ۔ تمہارا خیال بالکل غلط ہے میں تو یہ سمجھتی تھی کہ تم بہتری ہی کی خواہان رہتی اور تمہیں دیکھ دیکھ کر ہی جیتی ہوں۔“
مار گریٹ بولی کہ مجھکو تو کچھ بھی ناراضگی معلوم نہیں ہوئی ہاں ولیم لاڈ کہتے تھے کہ تم اُسے تشیدہ سی رہا کرتی ہو۔“

سوسن نے جواب دیا۔ ”بہن تم یہ بات نہیں سمجھتیں۔ میں تمکو جان و دل سے پیار کرتی ہوں اسیلئے تمہارے اور چاہنے والے براہ مننے ہیں۔ لاڈ ہمارا اہمان ہے اور تم سے محبت بھی کرتا ہے مگر میں صرف تمہارے بھلے کے لیے یہ چاہتی ہوں کہ اُسین کوئی نقص نہ ہو۔“
مار گریٹ بولی کہ ابھی اُسکا سن ہی کیا ہے شادی کے لیے برسوں

چاہیے۔ سن بلوغ تک نہ معلوم کیا سے کیا ہو جائے گا۔
 سوسن نے جواب دیا کہ بے شک، ابھی سے دیکھ لو کہ آسنے اپنے
 باپ چچا کی مرضی کو طاق پر رکھ دیا اور وہی کی جو دل میں آئی گمر یہ کوئی ششکا
 کی بات نہیں میں وہ بات چاہتی ہوں جس میں تمہارا بھلا ہو۔
 ان باتوں کا سلسلہ ختم نہ ہونے پایا تھا کہ یکایک لاڈ لگیا اور آسنے
 اطلاع کی کہ بھگو کپتان برگڈا نے فلکسٹوفری میں طلب کیا ہے چارلس
 کچ بول بھی کھیت پر موجود ہے انکو کسی ضروری کام کے لیے مجھ سے ملنا ہو
 اچھا ناگیرٹ۔ میں چند روز کے لیے تم سے رخصت ہوتا ہوں غالباً
 کپتان بھگو بحری سفر میں ہمراہ لے جائے گا لیکن میں زیادہ دن نہ لگاؤں گا
 جلد چلاؤں گا۔ امید ہے کہ تنخواہ بھی معقول ملے گی اور اوپر سے بھی
 قرارداد فی یافت ہو کرے گی۔
 گو مارگیرٹ کو اپنے عاشق زار کی جدائی کا سخت صدمہ ہو مگر اس نے
 ضبط سے کام لیا۔

اسکو اسکی سلامتی سے غرض تھی اور کسی بات کا لالچ نہ تھا۔ اور
 امید بھی تھی کہ جلد ہی ملاقات کی نوبت آجائے گی۔ اس سے انعاموشی نیم رضا
 کے انداز سے اشاروں اشاروں میں خدا حافظ کہہ کر گویا
 بسفر رفتنت مبارک باد سلامت روسی و باز آئی
 کہہ دیا اور ویم لاڈ نے باپ چچا سے بغلیہ ہو کر بستر صلاحت کی طرف رخ کیا
 اور رخصت کی درخواست کی۔
 سوسن نے لیٹے لیٹے ہاتھ بڑھا کر مصافحہ کیا اور بڑی دھیمی آواز سے
 بولی کہ نہ۔

ولیم میں تم سے کچھ کہنا چاہتی ہوں معنی تمکو اپنے رویے کے بدلنے کی کتنی
 ضرورت ہے تاکہ تم سے اور میری بہن سے اچھی طرح نباہ ہو سکے۔
 تمہارے مزاج میں ابھی اوچھاپن ہے اچھی طرح سنجیدگی نہیں۔ خدا کو
 ہر وقت سمجھنا کہ حاضر و ناظر ہے۔ اس سے ہمارے تمہارے دل کے

راز مخفی نہیں اُسکو سچی محبت اور صدق عقیدت پسند ہے اگر یہ نہیں تو کوئی شخص اُسکے فتنہ و عذاب سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ تمھارے چانچڑ میں کوئی نقص نہیں لیکن تمھاری زبان تمھارے بزرگوں کی قدر و منزلت نہیں کرتی۔

میرا بصدق

اگر ناندیشے ماند شے دیگر نمی ماند،

اب چل چلا ہوں آج اس ملاقات کو آخری سمجھتی ہوں اسلئے میرے کہنے کا برا نہ ماننا لیکن اگر اس نے زندگی قائم رکھی تو جھکو خواہش ہے کہ تعین اس سے بہتر حالت میں دیکھوں۔

تمکو اُن لوگوں کی قدر کرنا چاہیے جو بے لوث بھی خواہ ہوں۔ نہاشی لوگوں کی دنیا سازی پر گرویدہ ہونا اچھا نہیں جو کام کرنا ثابت قدمی سے۔ تلون مزاجی ضرر رسان ہوتی ہے۔

میں اپنی بہن کو جان و دل سے چاہتی ہوں اگر تم اپنے موجودہ خیالات کی اصلاح نہ کرو گے تو مجھے چند ان خوشی نہ ہوگی۔

میری نمائش کو گرہ باندھے رکھنا اور کبھی فراموش نہ کرنا۔ اگر تمھاری ذات سے مارگریٹ کو کچھ دکھ پہنچا تو میں عاقبت میں تمھاری دانگی ہوگی۔ اچھا خدا حافظ جہاں رہو خوش رہو،

ولیم لاڈرخصت ہو گیا۔ اسوقت سب کی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے۔

مارگریٹ کو عاشق جان باز کی مفارقت کا نہایت ہی صدمہ تھا لیکن بہن کی تیمارداری اور دلجوئی کی لچبی نے اُسکے بیقرار دل کو بھلا دیا اور اُسکی اُمیدیں اُسکو دھارس دینے لگیں کہ:-

ہمنشین جب مے ایام بھلے آئینگے بے بلائے مرے گھر خود وہ چلے آئینگے لاڈ کی روانگی کو تین ہی ہفتے گزرے ہوں گے کہ سوسن کا وقت جہاں آگیا۔ جون کی چوبیسویں تاریخ کو سوسن مارگریٹ سے بولی کہ:-

”ذرا مجھ کو اٹھا کر بھلا دینا دم ٹوٹنے کا وقت آ گیا ہے“
 یہ آواز سننے ہی سب خرد و کلان ارد گرد جمع ہو گئے۔ مان باب
 بھائی سب کی آنکھیں آنسو بہانے لگیں۔ اس کا چھوٹا بھائی اڈورڈ ایک طرف
 جا بیٹھا۔ مارگریٹ نے بہن کو اٹھا کر چھاتی سے لگا لیا۔ سو من نے
 مغفرت کی دعا مانگی اور آخر میں اپنی بہن سے وصیت کی کہ:-
 خبردار ولیم لاڈ کے ساتھ شادی نہ کرنا اس کے تعلق سے ہمیشہ تمھاری
 زندگی حرام رہے گی خوب یاد رکھو کہ راستی و نیک روشی میں انسان کی
 نجات ہے۔ پیاری مارگریٹ۔ بلکہ، تم اسے بھندے میں نہ پھنسننا
 بے بس ہاتھ رہا تمھارا اور صاف صاف زبان دو کہ اسے ساتھ
 شادی تو نہ کرو مگر۔“

مارگریٹ نے اقرار کیا کہ ہرگز ہرگز اس کے ساتھ شادی نہ کروں گی
 اہل خاندان کے دل پر بھی اس کی وصیت کا اثر ہوا اور وہ بھی بالاتفاق
 بول آٹھے تھے۔

تم اطمینان رکھو تمھاری وصیت کے خلاف کوئی بات نہو نے پائی
 سوکسن نے گویا دلی مراد پائی اسے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر
 ایک ایک کے حق میں دعائے خیر کی اور ایک مرتبہ آخری ہچکی پس
 بولتے ہی بولتے جان عزیز جان جان آفرین کو سوپ دی۔

باب (۲)

ترغیب و تحریص

لاڈ سے والدین سے ملاقات کر کے کپتان کی ملاقات کو سمندر کے
 ساحل پر گیا کپتان نے بڑے تپاک سے ملاقات کی اور کہا کہ:-
 ولیم لاڈ بین نکو ایک عمدہ دینا چاہتا ہوں میرا جانا بیاہنے

دیا یاد رہے کہ کیسا ہی طوفان ہو اسپر اثر نہیں کر سکتا۔ ہر وقت تم اسپر قابو رکھو گے۔

لاڈلے نے جواب دیا۔ مجھے جواز رانی میں کچھ پس پیش نہیں لیکن میں اس روزگار کو پسند نہیں کرتا۔

کپتان بولا کہ میں سمجھ گیا کہ تم اپنے باپ کے ساتھ کھیت جوت بو کر اپنی مٹی خراب کر دے یا جواز سازی میں تنھاری زندگی برباد ہوگی۔ افسوس کہ تنھاری دنیاوی ہستی کا یہ حشر۔ مجھ کو تنھاری بیاقت دیکھ کر تنھارے حال پر ترس آتا ہے اگر یہ نہوتا تو میرے لیے دنیا میں لالچ سے لالچ آدمیوں کی کمی نہیں۔

ولیم لاڈلے نے کہا کہ تو یہ کہیے کہ آپ مجھ کو ایماندار سمجھ کر اس خدمت پر مقرر کرتے ہیں یا خفیہ فروش بناتے ہیں۔ میں اس کام کو مطلق پسند نہیں کرتا میرا باپ ایک متدین سرکاری ملازم ہے پس میں ان کی عزت میں فرق ڈالنا نہیں چاہتا۔

کپتان بولا میں خفیہ فروش کیوں؟ کیا میرا پیشہ خفیہ فروشی ہے تصویر کا ایک منچ نہ دکھا کر دوسرا رخ بھی دیکھ لینا لازم ہے۔ ولیم بولا کہ کچھ ہو۔ لیکن سراسر گورنمنٹ سے دھوکا بازی ہی ہے کپتان نے جواب دیا۔ اسی آنکھیں بند نہ کر دو جو شخص سب سے زیادہ ٹھوڑوں نوکروں۔ بارود۔ ریشم۔ اون وغیرہ وغیرہ کے لیے سب سے زیادہ ٹیکس دے وہ دھوکے باز۔

خبردار ایسا کبھی نہ کہنا۔ میری تجارت آزاد ہے۔ اگر میں اپنی ضرورت کے لحاظ سے اور آدمی مقرر کروں تو اس میں کسی کا کیا اجارہ ہے۔

ولیم نے کہا کہ میں ایماندار امی سے آزاد تجارت کے لیے لوگ ملازم رکھے جائیں تو پچھ مصلحت نہیں لیکن آپ کا منطقہ تو کچھ اور ہے اسی لیے میں ملازمت سے کانون پر ہاتھ رکھتا ہوں مجھے اس غذا کی ضرورت نہیں جو پیٹ میں مہتم نہ ہو سکے۔

کپتان بولا کہ آراضی خرو عہ میں جانے اور پیشے کی تقریب میں شرکت کرنے سے قبل تو تمہارا خیال ایسا نہ تھا۔

اچھا جاؤ کھیتی باڑی کرو تم کھیت جو تنا بونا جانو یا جہاز رانی۔ یاد رکھو کہ ہر دارے کے سوا کبھی اور کچھ بھی کھلا سکو۔

ہاے اُس جہاز رانی سے نفرت جس کے لیے بڑے بڑے لوگ لپچا تے ہیں۔ خیر تم جانو اور تمہارا کام

سمجھانے سے ہلکو تھا سر و کار اب مانو نہ مانو تم ہو مختار شوق سے جاؤ۔ سوکھی روٹی اور گرم گرم پانی سے پیٹ بھر دو۔ جیسی روح ہوتی ہے ویسے ہی اُسکے فرشتے بھی ہوا کرتے ہیں۔

اچھا خدا حافظ

یہ کنگر اُسے جہاز ران کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا مگر اسی وقت اُس نے اُس بی کی سی روش اختیار کی جو جو ہے کو چھوڑ کر بھر کڑتی اور اسی طرح اپنی تفریح طبع کرتی ہے وہ چند قدم آگے بڑھ کر پھر مڑا اور بولا کہ:۔۔۔ اپنی معشوقہ کے بیان جاننا تو میرا بھی سلام کہدینا وہ بہت ہی خوش ہو جائی کہ یہاں نوکری کرنا نہیں چاہیے۔

ولیم نے جواب دیا کہ میری معشوقہ کو میری نوکری کی کچھ پرداہ نہیں وہ صرف سچی محبت کی بھوک ہے۔ وہ چاہے کھیت کاٹے گی چاہے چرخہ چلائے گی خواہ رے سے بٹے گی یا مجھے کسی بات کی خوابان نہ ہوگی بلکہ جہاز کا لنگر توڑ دے گی اور رے سے کاٹ دے گی۔

کپتان نے کہا کہ بہت سچ ہے۔ وہ تمہارے لیے بندھ سکتا ہو اہی بھانک بھانک کر تو بیجے گی۔ تم بھی اُسکا منہ دیکھ دیکھ کر پیٹ بھرنا یا رکیون عقل ماری گئی ہے کچھ کھاؤ دھماؤ گے نہیں تو جو روکیا ہرے ہرے روکھ دیکھ کر خوش ہوگی۔

سچ کہتا ہوں کہ اگر تم دو ایک مرتبہ بھی دوڑ لگاؤ گے تو دو نوں ٹھکانا گرم ہو جائیں گی زندگی بھر عیش ہی عیش کرو گے۔ اگر تمہیں ملازمت

منظر نہیں تو جاؤ اپنا سر کھاؤ۔ یہاں تو کسی نہ کسی کو لیکر ہی جائینگے۔

تم نہیں اور سہی اور نہیں اور سہی

ولیم نے پوچھا۔ کہ کس قدر عرصے تک سفر کرنا ہوگا اور کس مرتبہ؟
کپتان نے جواب دیا۔ یہ امر قسمت پر محمول ہے جتنی جلدی جلدی ہمارے گھر پہنچے گئے
اسی قدر جلدی جلدی ہم واپس آجایا کریں گے سال بونچ و دفعہ تو حنا ہی پرشے گا

ولیم نے پوچھا۔ پھر شرط کیا رہی؟

کپتان نے جواب دیا۔ تم سب کے افسر ہو گے اور سب تمھارے
ماتحت۔ پہلا سفر لینڈ کا ہوگا۔ ثلثا کو پشینہ وغیرہ وغیرہ کی قسم سے
جو چیز ملے وہ تمھاری باقی سب مال میرا۔

پہلے سال جو منافع ہو اسی سے روپیہ مین ایک آنہ تمھارا دوسرے
سال تنہائی کی بنائی ہوگی اور بعدہ مساوی حصہ بانٹ ہے گا

مگر اس وقت جو کہنا سننا ہو کہ لو آئندہ پھر مجھ سے درخواست کرو گے
تو سو کھا جواب دیدون گا۔ خوب سوچ لو ایسا نہ ہو کہ پھر کھانا پڑے۔

ولیم بول اٹھا کہ اچھا جناب۔ ملازمت منظور۔ ایک دفعہ سے
سو دفعہ منظور۔ یہ کہہ کر وہ کام مین مشغول ہو گیا اور اُس کے دل پر سوسن

کے وہ آخری الفاظ نقش تھے کہ :-

تھیں ہر کام مین مستقل مزاجی اور ثابت قدمی کی ضرورت ہے“
اُس نے یہ خدمت قبول تو کر لی مگر اس کا نتیجہ آخر کار کیا ہوگا اسکی بربادی

اور اور وہ کی تباہی! تقدیر نے آخر سے خفیہ فروشی کے۔ جال مین پھنسا ہی
دیا جس سے اُس کو قبل مین نفرت تھی۔ کپتان بڑے بڑا ہی چالاک و

عیار آدمی تھا اُس نے اپنے کاروبار کو بڑی رونق دی تھی اور انگلستان
کے لائق تاجرون کی طرح اپنے جہازوں کو آگے بڑھایا تھا۔

وہ اپنے مال کی فہرست ہر بندرگاہ پر داخل کرتا تھا اور جب زمین
قیام کرتا تھا تو اعلیٰ درجے کے موبارایون اور آڑھتین کے یہاں

لیکن ساتھ ہی ساتھ خفیہ فروشی کی ایسی کارستانیوں میں بھی

جس سے وہ خوب مال مال کا تھا پر جب درگاہ پر اس کے خفیہ فروشوں کا ہنگامہ
 مشہور ہوا تو اس نے درگاہ کی کارکنوں سے ایسی سانٹھ گانٹھ
 کر رکھی تھی کہ کوئی اس کے مال کو بچتا ہی نہ تھا اور کیا بھارت ان کی
 زمین دار کیا شرفا اور کیا کاروباری لوگ سب اس کی عزت کرتے تھے
 چنانچہ یہ قیام کرتا تھا ان کے لوگوں سے اس کی خاص واقفیت
 نہ جانی تھی بالخصوص اس نے ولیم لاڈ کو اس لیے اپنا دست راست بنالیا
 کہ اس کے ذریعہ سے اس کے لیے بہت کچھ منافع کے سرچشمے پیدا ہوتا
 تھے۔ اس کو صرف اس نے ہی مطالب سے مطالب تھا جیسا
 سوچ دیکھا اسی کی راہ سے گرم و نرم سیدہ لکڑا بڑ گیا اس کو
 صرف روپیہ لکھنے سے غرض تھی اسی۔ اسے خفیہ فروشی کو زیادہ سود
 سفید بھجوتا تھا۔ اس کو امید تھی کہ لاڈ کی خدمات اس کے لیے بہت ہی
 بکار آمد ہوگی اور وہ ہمیشہ مطیع و فرمانبردار رہے گا۔ اس شخص نے
 کل معاصر کپتانوں سے زیادہ عمر بانی اور چار برس کے بعد یعنی ۱۸۴۲ء
 میں دنیا سے کوچ کیا۔ تو چونکہ ان جہان داران اس کا دست و بازو
 بن گیا۔ جہاز تیار تھا اس فرسوار۔ تھے کپتان بولا کہ :-
 ”جہان دارانو۔ اپنے لئے کپتان کا استقبال کرو“

جان الیٹ ایک بڑا ہی محنت مزاج آدمی تھا۔ اس کو سنگدل
 بد معاشوں کے ساتھ کام کرنے کی عادت تھی اور اپنے کو طرم باز خان
 سمجھا کرتا تھا اس نے دہلی زبان سے کہا۔
 ”بسیار سہرا بد تا پختہ شود خا ہے“

اس کے بعد ہی لاڈ جہاز پر پہنچا تو وہی جان الیٹ بولا کہ :-
 ”چٹاب کپتان صاحب۔ ابھی تو یہ سیکھتے ہیں جہان دارانی کچھ چرچا
 کاتنا نہیں کہ کاتا اور سے دور سے“
 ہر کیفیت میں آپ کو سکھانے والوں کا ابھی ولیم لاڈ نہیں ہی کیا بقول شخص
 کے آدمی و کے پریشدی“

”مگر مان ایک دن کپتان ہو جائیں گے
کپتان ولیم لارڈ سے مصافحہ کر کے رخصت ہوا لارڈ نے جہاز رانی سے
اتنا کمایا کہ۔“

مارگیرٹ کے لیے بھی اچھے اچھے سٹخے بھیجے مگر افسوس کہ اس کا
نتیجہ اُلٹا ہوا اس سے اس کے باپ کچھ پول اور کرکٹ بال والوں کے
سوا اُسکے دوست و احباب کو بھی بچ و مصائب ہی کا سامنا ہوا۔
اسکا پہلا تحفہ اس وقت مارگیرٹ کے پاس پہنچا جب موخر الذکر کے
اہل خاندان غریب سوسن کی تجہیز و تکفین کرنے کے بعد مرمومہ کے
اوصاف و فضائل یاد کر کے مصروفِ گریہ و زاری تھے۔

مان سرپرست رہی تھی لوگ مانتی کھانا کھا رہے تھے اور سب پر
خاصوشی طاری تھی۔ اسی وقت کسی نے دروازہ پر دستک دی
بسکو سنکراڈ دروازہ مارگیرٹ کے چھوٹے بھائی نے گواڑ کھول دیے
اور نوزاد کو اندر بلا لیا۔ نوزاد کی وضع قطع اُس فرقہ کے خلاف
تھی اُسے آئے ہی پوچھا کہ۔

”یہاں کوئی مارگیرٹ کچھ پول صاحبہ رہتی ہیں“
مارگیرٹ نے فوراً جواب دیا۔ جی ہاں میں ہی مارگیرٹ ہوں۔ آپ کا
کیا کام ہے؟

نوزاد نے کہا آپ ہی مارگیرٹ ہیں تو یہ گٹھری لیجیے۔
یہ کہتے ہی اُسے اپنے کاندھے پر سے گٹھری اتاری اور ایک نالی
اگرسی پر رکھ دی اسکو دیکھ کر مارگیرٹ نے پوچھا۔
”یہ گٹھری کسے بھیجی ہے؟“

جواب۔ میں یہ نہیں جانتا۔ میں ماوڈ سے فری مین کام کر رہا تھا
کہ ایک جہاز ران نے آکر پوچھا۔

”سینکشن سے واقف ہو“

میں نے جواب دیا۔ ”ہاں“

وہ بولا کہ فدا یہ گٹھری مارگیرٹ کچھ پھل کو دے آنا جو ایک قلبہ۔ ان کی لڑکی ہے۔

سوال۔ اسکا نام جو اب۔ اسنے نام تو بتایا مگر غالیا تم کچھ سمجھ جاؤ گی۔
 مارگیرٹ اپنی آرام گاہ میں چلی گئی اپنے جانی اڈورڈ سے گٹھری منگا کر کھولی تو بے بسی پر ہے۔ شال دو شاہین، ٹوپیوں، بیسوں، موزے، قسم قسم کے ٹھکانوں، ریختی فیتون، چائے کے ڈبوں، تماکو، قہوہ اور چاندی کے چرٹوں وغیرہ کی ایک دکان لگ گئی لیکن مارگیرٹ ان قیمتی چیزوں سے مطلق خوش نہ ہوئی اسنے اڈورڈ سے کہا کہ کل چیزیں بدستور باندھ کر واپس کر دو۔ اسکے بعد مارگیرٹ وہاں آئی تو نوادرو نے کہا۔

”تم یہ ادھیات کر کے آنا دو اور اچھے اچھے کپڑے پہنا کر۔ اچھا لے میں اب رخصت کچھ کرنا سننا تو نہیں ہے“
 مارگیرٹ نے جواب دیا۔ ہاں کہنا ہے یعنی تم یہ گٹھری بچسہ واپس لیا کر فریسنڈ سے کہنا کہ حلال کی کمائی سے ایک موزے کی جوڑی بھی بھیجی ہوئی تو میں ان سب تحفوں سے زیادہ بیش قیمت سمجھتی“
 نوادرو بولا کہ مجھکو ایک روپیہ مزدوری ملا تھا اسکا حق ادا کر دینا اب میں گٹھری واپس نہیں لے جا سکتا۔ میں کوئی میکانی آدمی نہیں تم کسی اور کے ہاتھ واپس بھیج دو۔

مارگیرٹ بولی۔ تو پھر تم نکاح حلال مزدور نہیں بننا خفیہ فروشوں کے ساتھ والے

سگ زور اور شعل ہو
 میں یہ گٹھری واپس کرنی ہوں تم نے جا کر کم کیوں نہیں دیتے کہ مجھے تحفہ لینا منظور نہیں میں اس سے نفرت کرتی ہوں“
 اس شخص نے جواب دیا جب تم مجھکو بے ایمان ہی سمجھتی ہو تو مجھے شخصوں سے کیا مطلب۔ میں چلتا ہوں کل دو جان سے ملاقات ہوگی اگر کچھ

ہو تو کہہ دو کہ میں اُس سے کہہ دوں اور اگر کچھ کہنا سنتا نہیں تو مجھ کو کیا مطلب کہ اُس سے کہتا پھروں۔
 وہ تمہارا تحفہ قبول نہیں ہوا۔

لہذا بس خدا حافظ
 یہ کہتے ہی اُس شخص نے چھٹی اور ٹوپی اٹھائی تو مارگریٹ نے اپنے باپ کی ٹوپی اتار کر اپنے سر پر رکھ لی اور ایک جہازی کی سی وضع بن کر بولی کہ
 ”مجھے تو ان قیمتی چیزوں سے یہ ٹوپی پسند ہے نہ اپنے نوجوان سے کہہ دینا۔“

تو دارو نے جواب دیا کہ اس جواب سے بھی وہ خوش ہو جائے گا مگر تم کو ذرا سنجیدگی اختیار کرنا چاہیے۔ یوں تنکاس توڑنا لازم نہیں۔
 یہ کہتے ہی وہ تو دلہان سے روانہ ہو گیا اور مارگریٹ کے دل میں سوچنے کے وہی الفاظ بے رہے کہ
 ”مارگریٹ خبردار ولیم کے ساتھ ہرگز ہرگز شادی نہ کرنا۔“

باب (۳)

(انقلابِ نانہ)

جو اسباب آیا تھا اس وقت کیا مارگریٹ اور کیا اسکے اہل خاندان کسی کو بھی پسند خاطر نہ ہوا سب کا دل چاہتا تھا کہ آئین دیا سلانی لگا دیجے مارگریٹ نے مطلق توجہ ہی نہ کی اس کا دل چاہا کہ لاوارث مال کی طرح اس کو سرکاری اہلکاروں کے سپرد کر دے۔ لاٹھ کے باپ نے اس کو سمندر کے کنارے بھٹکواہی دیا ہوتا مگر مسٹر کریک نے اٹلی خمیوں کا خیال کر کے مارگریٹ سے کہا کہ یہ بھیننے والی چیزیں نہیں آگوستین اور معاہدہ

کھاپی کر سوارت کر ڈالو میں ایک ایک چیز الگ الگ بانڈھے دیتی ہوں
جو چاہنا صرف میں لانا۔ اور جو چاہنا بیچ ڈالنا۔

مارگریٹ نے جواب دیا کہ

سچہ دم تو بایہ فو لیش۔ ۱۔ تو دانی حساب کم و بیش را
مجھے کچھ واسطہ نہیں۔

مال مفت دل حرم۔ مفت راجہ گفت۔ مفت کی شراب قاضی کو بھی چلا لگ
سنس کر یک نل تے منھ میں پانی بھرا ہوا ہی تھا فوراً رال ٹپک پڑی کل
اسباب اپنے گھر بھجوا کر ہر ایک چیز کا سرتا بھرتا کر ڈالا۔

چند ہی روز میں سنس کر یک نل کی گانٹھ مضبوط ہو گئی اور اسے کیچ بول
والے نوجوان کو بھی کچھ محفے بنائے اور مارگریٹ کو بھی عورتوں سا ناخن
کسی قدر عینا کو دیا جس سے بھی اسکو عاشق کی طرف سے نفرت ہی ہی
ہوتے ہوئے مارگریٹ کو اسے عاشق کی لعن طعن سننے کی نوبت آئی اور
شہرہ ہو گیا کہ دل لاڈ سا دل برطانیہ اعظم پر لوٹ مار کرتا ہے

اس زمانے میں اتنے ڈاکے چڑے کہ گورنمنٹ کو آخر و کیمٹی کے اسناد کی غرض
سے ایک فوج متعین کرنا پڑی قزاقوں اور سرکاری فوجوں سے بار بار دوہرہ
لڑائیاں ہوئیں۔ طرفین کے بہت سے لوگ مقتول ہوئے مگر ڈاکوؤں کو
کوئی گرفتار نہ کر پایا۔

ولیم لاڈ اور اس کے ساتھیوں کا ستارہ خوب اوج پر ہوا پکتان برگڈ نے انکی
غوب ہی قدر منزلت کی

جس جگہ بزدلوں نے دم دبائی وہاں لاڈ مچھون پرتاؤ دیکر حرم گیا اور
پیٹھ دکھائی تو مصلحت سے یعنی بمصداق

نہ ہر طے مرکب تو ان تاختم کہ جا با سپر باید انداختن
اسکا آقا اسکو اپنے ہاتھ کی تلوار بھجنا تھا اور اسکی بہادری سے اسکی شہرت
اس کہاوت کی بمصداق تھی۔

کالٹے یا زھہ اور نام تلوار کا ہو،

ایک روز دونوں آقا و ملازم باڈسوں نے مین گئے تو دیر تک ایک جہاز ران کی کیفیت دیکھی یہ شخص بڑا یا رہا سن شراب خوار اور شیر دل آدمی تھا دل میں کسی سے جھجک نہ تھی جس سے دو باتیں کیں اُسکو اپنا کر لینا اسکے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔

اُسے ایک جنگلہ میں ایک شخص کو جھوڑے کے پھوڑے کی طرف جاتے دیکھا جہان سے وہ غائب ہو گیا یہ شخص ماہی گیر کے جھوڑے میں گھس گیا مگر کوئی اور متعین نظر نہ آیا مگر اُسے بارہا ایسے موقع پیش آچکے تھے لہذا وہ سمجھ گیا کہ ضروریہ کوئی خفیہ فرشتہ ہے۔

باڈسے کلفت میں قدم خفیہ فروغون کی ایک زمین دوز جاے سناہتی جہان ایک غار پانی سے بھر تھ اور پانی کے اندر ہی ایک تہ خانہ کی عمارت بنی ہوئی تھی جس میں قسم قسم کا اسباب بھرا ہوا تھا اور بہت سے ہتھیار بھی اسی میں محفوظ تھے۔

مشہور عالم لاڈل کے ساتھیوں اور جان بے نے اسی جگہ پر قبضہ کر لینے کی کوشش کی انھوں نے محنت شاقہ سے غار کی مٹی صاف کی روشن دان سے ہوا کا انتظام کیا۔

میزین لگائیں چٹائیاں بچھائیں اور آرام و سائش کا کل ضروری سامان مہیا کر لیا۔

اس میں جہازی رستے کے ذریعے سے اترنا ہوتا تھا مال و اسباب کے صندوق بھی اسی طرح نیچے پہنچائے جاتے تھے اُس شخص نے ایک شخص کو سہنے اترنے دیکھ کر سمجھ لیا کہ لوگ ملان ترکیب سے غار میں اترتے ہیں اور ضرور اس میں بہت کچھ مال و متاع ہے۔

وہ جہاز ران تو تھا ہی بس خیال کرتے ہی جھپٹ رستے سے نیچے اتر کر پانی میں ادھر ادھر جڑ بڑھ کر اترتا ہے اور پھر لگانے لگایا کرتا وہ ایک شگ کے پاس پہنچا اور سستانے کو بیٹھا ہی تھا کہ تختوں میں سے نیچے جھپٹے معلوم ہوئے یہ وہاں سے پلٹ پڑا اور رستے کے ذریعہ سے

غار میں داخل ہوا جہاں کچھ چھل چھل کی سن گن پا کر اسکا جی دہل گیا کہ بس اب خیر نہیں۔

اتنے ہی میں ادھر آدھرا ڈکّا نعل پہنے لگا اور مسٹر پیٹٹ ٹوٹا وکرا کر اندر گئے تو دیکھا کہ خفیہ فروشوں کا جلسہ ہو رہا ہے اور میس آرمیون سے کچھ باز پرس ہو رہی ہے اس کے پہنچنے ہی ایک شخص بولا کہ مسٹر پیٹٹ تمہارے پیٹ میں پانی اتر گیا ہو گا اس لیے تھوڑی سی شراب پی لو کہ اسکی گرمی پانی کو جسم کر دے ہماری شراب پانی کے اثر کو بالکل مارت دیتی ہے۔

پیٹٹ نے کہا۔ میں آرٹیلنڈ کا غریب باشندہ ہوں مجھے اس سے معاف ہی رہیجئے۔

جواب ملا کہ معاف ایک کوڑی ہوگی آپ دیکھیں کیونکر نہیں پیتے۔ کیا ہم تمہیں سکھادیتے ہیں کہ جان چھپاتے ہو ایک قرط لگاؤ گے تو روح خوش ہو جائے گی پیٹٹ کو چارنا چار قرط لگانا پڑا اور جب وقت شراب سلق سے نیچے اتری اسی وقت رگ میں اسکی تاثیر عملی کا سا کام کر گئی۔ شراب پی یا نہ پیرے تو اسکو کچھ نہ معلوم ہوا مگر انھیں بھاڑ بھاڑ کر دیکھا تو چاروں طرف تو میں لگی پائین۔ تلواریں۔ بند و قون۔ اور اور ہتھیار۔ دن کا ذخیرہ دیکھ کر وہ سمجھ گیا کہ یہ سب مال غنیمت ہی ہے۔

وہ ادھر آدھرا دھشت انگیز نظر سے دیکھ رہی۔ اتنا کہ پستان اسکی دلجوئی کے لیے یوں مخاطب ہوا۔

پریٹک اوپرین نفٹنٹ بیڑی کے پاس میں تم اپنے سفر نے کا جام صحت نوش کرو تو زندگی بھر میں یہ آخری ہی موقع سمجھ لینا۔

ان الفاظ سے اسکو یقین ہو گیا کہ میں خفیہ فروشوں کی کمینگاہ یا جابے پنا میں ہوں۔ اس وقت ہر طرف سے نکلتے ہو رہا تھا کہ ایک پیالہ اور ایک گلاس اور پیٹٹ جیب آخری گلاس بھی خالی کر چکا تو جان لیف اٹھا اور بولا کہ "میں سب خاموش" بعدہ پیٹٹ سے کہا کہ

”مسٹر پشک اور برین۔ اب آپ کی جہان مرضی ہو شوق سے جائیے۔
پیٹ سہمان نواز سی کا شکریہ ادا کر کے رخصتی سلام کرنے ہی کو تھا کہ پھر
آواز آئی۔“

”کہیے آپ کو کس طرح کی موت سے رخصت کروں؟“
یہ سنتے ہی پیٹ کی روح قبض ہو گئی مگر تھادل کا مضبوط ایسلے حواس
سنبھالے رہا اور پوچھا کہ
”وہ آپ کو مجھ ایسے غیب کو کتے کی موت مارنے سے حاصل۔ بگلا مارے
پکھنا ہاتھ کی مثل صادق آئینگی اور کچھ بھی فائدہ نہ ہوگا۔“
جواب ملا کہ کتے کی موت مارنا چلو کون کو ہرگز منظور نہیں،
اسکے بعد آواز سنائی دی کہ ”یارو میان سے تلوار برین بھیج لو“
یہ ایک تلوار برین بجلی کی طرح کو نہ دھنے لگیں اور کانوں میں صدا آئی کہ ”اور برین
اب بتاؤ کہ ہر شخص ایک ایک بوٹی بانٹ لے یا سارا بدن ایک ہی ساتھ قیمہ
کر کے پانی میں پھینک دیا جائے۔“

غریب پیٹ گرد گردا کر بولا کہ ”راضی ہوں میں اسی میں جس میں تری رضا ہو“
اگر بخشنے رہے رخصت نہ بخشنے تو شکایت کیا۔ مسٹر سلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے
دفعۃً ایک صندوق اوپر سے نیچے آ کر جس میں کیشان لاڈ صاحب تشریف
رکھتے تھے۔ ہمارے لوگوں نے پیٹ کی آمد پر مسٹر لاڈ کو طلب کیا تھا اور یہ وہی شخص
تھا جسکو لاڈ نے یاڈ سے کلفت میں بائیس لکے بھجوا دیے تھے پھر لاڈ نے دیکھا
لاڈ کے تیور بھی اسکو دیکھتے ہی غور نہ ہو گئے اسے پیٹ کی طرف لاق سلی آنکھوں
سے دیکھا پیٹ نے بھی جان سے ہاتھ دھو کر منظور کیا اور دل کڑا کر کہے بولا کہ
”جب موت سر پہی ہے تو کیا ڈر۔ پانی ہی میرا کفن ہے۔ پانی ہی میرا قبرستان
جسکا بوجی پاس ہے کرے۔“

آج یا ہم ہی نہیں یا دم تری شمشیر کا
لاڈ نے سنتے ہی ساتھیوں کو حکم دیدیا کہ جو چاہیں کریں اور فوراً ہی پیٹ
کے ہاتھوں میں پیروں میں تھکڑیاں بٹیرا دیں مگر اور وہ جہاز پر لا پھرایا گیا

لاڈکے دل پر اسکی جیٹ نقش ہو چکی تھی پس انذارسانی سے دست کش رہا
 اور جب جہاز اسی کے جزیرے میں داخل ہوا تو کہا کہ
 پیٹرک اور برین تمبس جدا ماعتلہ۔ اپنے گھر چلے جاؤ،
 ولیم لاڈ اسی طرح لوگوں سے برتاؤ کیا کرتا تھا اسکے ساتھیوں نے بارہا سرکشی
 کرنا چاہی مگر خود غرضی مانع رہی۔ ساحلوں کے باشندوں اور کسانوں کا ان
 شخصوں کی ذوات سے فائدہ تھا کیونکہ یہ لوگ انھیں کے یہاں سب اسباب
 غنیمت رکھ دیا کرتے تھے اور انگلستان لاکھ کوشش کرتا تھا لیکن ان لوگوں
 سے ایک پیس نہ ملتی تھی۔

اسی دوران میں اسقدر خوفہ تھافت مارگیرٹ کے پاس پہنچ چکی کچھ انتہا
 نہ تھی۔ مارگیرٹ کا بڑا بھائی چارلس تمام جزیرن مسز کریک مل کو دے آیا کرتا تھا
 اور خود بھی ایسے کلچرے آرائے کا موقع ہاتھ لگتا رہا کہ ہاتھ پاؤں کی کاہلی سے
 منھ میں نہ بچھین جائے لکین۔ نہ قلعہ رانی رہی نہ کاشتکاری۔ سما کی توکیا
 پر حصے کھنے کی اور پھر کوچ سوچی تو کسی سیانگری کی۔ آخر کردہ والدین سے
 جدا ہو کر فوج میں بھرتی ہو گیا اور رفتہ رفتہ ترقی کرتے کرتے یہ نوبت ہوئی کہ لاڈ
 کا نواسیس نے سیفر فارس مقرر کر دیا۔ اسکا ذکر آگے کسی موقع پر آئے گا یہاں
 ضرورت صرف یہ ہے کہ ہم خفیہ فزوشون اور کچ پول والوں سے اتحاد کا نتیجہ
 بیان کر دیں۔

مارگیرٹ کا دوسرا بھائی گندہ ناتراش تھا عیاشی و کثرت مینوشی نے آخر اسکو
 قبر میں سلا دیا اسکی وفات ۱۹۱۷ء میں واقع ہوئی جس سے اسکے والدین
 کو جیتے جی گویا موت ہی کا سامنا ہو گیا۔

جیمس کو شکا رشہ جانور چرانے کی عادت تھی پس ایڈمارٹل وزن
 کے شکار یوں نے اسکو ۱۹۱۷ء کے ماہ دسمبر کی سترھویں تاریخ کو نشانہ
 تیرا جمل کر دیا۔ اسنے مرتے وقت مارگیرٹ سے شکایت کی کہ آکر تم سے
 اور لاڈ سے محبت نہ ہوتی تو میری جان کبھی نہ جاتی۔

ابو سارے خاندان پر تباہی چھا گئی اور گردش آیام نے گھر ہی گھر

مارگریٹ پر انگلیاں اٹھنے لگیں کہ یہ خفیہ فروش اور ڈاکو کی معشوقہ ہے سب جان گئے کہ اسکے جھوٹے مین جہاز ران آتے جاتے ہیں مارگریٹ کوئی بہانہ کرتی تھی تو اثر پذیر نہ ہوتا تھا۔ تحفہ تحائف برابر جھوٹے آئے اس پاس نظر آتے رہتے تھے۔ کریمک نل والون کی آئے دن حسد ہی ہو جایا کرتی تھی اور گو مارگریٹ انکو نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھتی تھی بلکہ تحائف کے نام سے پڑھتی اور لاڈ سے دلی نفرت کرتی تھی لیکن اسے اسکا برا کبھی نہ چیتا بلکہ اس کے حق میں دعاے خیر ہی کرتی رہتی تھی اور اسکو خدا پر بھروسہ تھا کہ اگر محبت سچی ہے تو ایک دن اسکی عادتیں خود ہی درست ہو جائیں گی۔

جب وہ انگشت نمائی سے تنگ آگئی تو اپنے باپ سے درخواست کی کہ تپیلے کہیں اور رہیں۔ کسی اور شخص کی نوکری کریں۔ یہ جگہ مغوس ہے ایسے مقام پر رہنا درست نہیں۔

باپ نے بیٹی کا کہنا کر دیا اور دوسرے مقام پر جا کر محنت مزدوری کرنے لگا جس کے خاندان سے نیکنی ہیئت کی حدود پر سکونت اختیار کی جہاں آڈورڈ ایک شخص کی بکریاں چرانے لگا اور میگزٹ کو فکر ہوئی کہ کہاں نوکری کرے اسکو یہاں اپنے مولدوسکن اور قدیم محسنوں کی یاد آئی اور تبدیل سکونت سے انقلاب کی صورتیں ظہور میں آگئیں۔

ادھر لاڈ کا باپ اپنے بیٹے سے ساز رکھنے کے جرم میں سرکاری ملائی کے عہدے سے برطرف ہو گیا ادھر لاڈ کے چاروں طرف بھی مسیحیتین گھراؤمین۔ سرکاری دوڑ والٹن مارشٹر سے وڈبرج کو جا رہی تھی سو ٹول بیج مین لاڈ سے مقابلہ پیش آگیا۔ تین اہل جہاز مارے گئے باقی جان بچ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ سیری اور لاڈ نے مہرہ روکا اور موت کے مقابلے میں جانا بازی کرنے لگے۔ لاڈ شیر دل آدمی تھا اور سیری اہل سیف مگر اندھیرے میں تلوار کیا کام کرتی تاہم یہ غنیمت تھا کہ دونوں للکار للکار کر وار کرتے تھے اسلئے ایک دوسرے کی شناخت ممکن تھی۔ ڈاکو اور حملہ آور دونوں نے بھاگ کر جان بچائی تھی لہذا صرف یہی دوسرے باقی رہ گئے تھے جن سے

بڑے زور و شور کا مقابلہ ہوا۔ لاڈ اپنے حریف کو بچھے رہتا ہوا ساحل دیرا لے گیا جہاں بری نے جھپٹا ایک لہسی تلوار سیدھی کہ لاڈ مڑے کی طرف زمین پر گر پڑا اسی اُتار میں مقتول کا ایک ہمارا ہی قصاص لینے کو آہو گیا بری نے قہر کی طرح سر پر ہونچک تلوار تو لی ہی تھی کہ جان لہٹ کا وار کارگر ہو گیا تو بری زخمی ہو کر بھاگا تو ہمارے ہونچک تلواروں کا ہڑوسن کر آواز دی اور آتے ساتھ آسے مقام پر پہونچا جہاں امید تھی کہ لاڈ کی لاش پڑی ہوگی لیکن نہیں لہٹ نے اسکو بلالیا لینے کو کہہ کر اُٹھ آیا تھا اور سختے پر لٹا کر جان بچا دی تھی۔

باب ۴

فریب

مارگیر میٹ اپنے باب کے جھوٹے مین مٹی ہوئی مولد و مسکن کی یاد میں فکر مند تھی کہ نکاح سرکاری فوج کے ہاتھوں سے ول لاڈ کی موت کے حادثہ جاننا کتنی خبر نے اسکو اور بھی پریشان کر دیا وہ عالم تفکر میں آسکے باب گھاٹ کے علاج کے پاس جانے ہی کو تھی کہ اتفاق سے وہ خود آگیا اور بولا کہ ”پارسی مارگیر میٹ تنگ و میرے بیٹے کا حال سن کر نہایت ہی رنج ہوگا“

مارگیر میٹ نے پوچھا ”کیا وہ سچ دینا سے جل بسا“

جواب ملا ”نہیں۔ ابھی تک فضل انہی معلوم ہوتا ہے مجھکو اس کے پاس سے چلے ہوئے دو گھنٹے ہوئے ہیں۔ اسوقت وہ سلامت تھا۔ آئے مجھکو تھارے پاس بھیجا ہے کہ نکو بلائے چلوں۔ وہ تمہارا آخری دیدار دیکھنے کا مشتاق ہے“

مارگیر میٹ نے پوچھا ”وہ ہے کہاں؟“

جواب ملا ”میرے گھر والوں کلفت میں۔ ذرا چلی چلو کہ اسکی ہوس کیوں دل میں رہ جائے“

مارگیر میٹ بولی ”آپ ذرا دم لین۔ میں کپڑے بدل لوں چلتی ہوں“

فراموشی دیرین مارگریٹ تیار ہو کر آگئی اور بڑھے شخص کے ساتھ چلتے چلتے راستے میں پوچھا کہ
”کیا بہت سخت چوٹ آئی ہے؟“

جواب ملا: ”ہاں۔ بخار بھی بہت تیز ہے۔ بعض وقت تو معلوم ہوتا ہے کہ سر سام ہو گیا۔ میں نے جس بڑھیا کو تیمارداری کے لیے مقرر کیا ہوا اس کی طرف وہ گھور گھور کر متھن بکھارا اور دبا کر تپا ہے۔ پیشانی پر ایسا گہرا زخم ہے جس میں جی رکھنے کے وقت نہایت ہی تکلیف ہوتی ہے“
سوال: ”آپ نے کسی ڈاکٹر کو بھی دکھلایا؟“

جواب: ”نہیں۔ وجہ یہ کہ قوانین ملکی کی رو سے اسکا بچنا حال ہو جائے منزلے موت میں کچھ شک ہی نہیں۔“
مارگریٹ کو خیال ہوا کہ جو کچھ ہوا وہ تو ہوا مگر لاڈ کی آنکھیں تو کھل گئی ہونگی بلا سے موت ہو مگر وہ دل سے توبہ تو کر لے ہی گا۔ گناہوں کی گتھری سپر لادے جانے سے یہ بات بد رہا بہتر ہے کہ آدمی توبہ سے گناہوں کا کفارہ کر لے۔ اُسے پوچھا۔

لاڈ کو اپنے اعمال و افعال سے کچھ پشیمانی بھی ہے یا نہیں۔ جواب ملا: ”یہ تو بھلکونہیں معلوم مگر ہاں کیتان تو کبھی کبھی برا بھلا کہتا ہے۔ اس کے خیالات میں بہت کچھ تبدیلی معلوم ہوتی ہے۔“

مارگریٹ نے کہا: ”خدا بچھین کند“

بڑھابول اٹھا: ”امین یا رب العالمین“

مارگریٹ نے پوچھا: ”وہ گھر کیسے پہنچ گیا؟“

جواب: ”اسکا ایک ہمراہی جہازران میڈ پر لا کر لایا تھا اس کے ساتھ بائیکل بھی تھی جو خفیہ فروشوں سے واقف ہے۔“

اُسے بیان کیا تھا کہ کیتان کا دوست جان لہن غریب دل کو پہلے اپنے گھر لایا تھا اور جب سنا کہ میرا گھر آدھے میل کے فاصلے ہی پر ہے تو رات کو یہاں پہنچا دیا۔

ان باتوں میں رستہ کٹ گیا جو والٹن کیسل کے کھنڈر میں واقع تھا۔ قلعہ اہل رمانیہ نے تعمیر کیا تھا جسکے قرب و جوار میں اب تک برتن - زیور - سکے وغیرہ دستیاب ہوتے ہیں۔
 ضعیف آدمی پہلے اندر گیا۔ پھر مارگریٹ کو بھی بلا لیا جسے مریض کو عالم غفلت میں پایا۔ اسکی حالت بہت رومی ہو رہی تھی۔ آخر باتوں میں جان معلوم ہوئی تھی۔ چہرے کا رنگ بالکل بدل گیا تھا اور بنجار کی شدت تھی۔ ذرا دیر بعد اسکو کسی قد جھنش ہوئی اور زبان سے آواز نکلی۔
 'ہائے مارگریٹ - ہائے مارگریٹ - کہاں چلی گئیں - خدا کے لیے آ جاؤ - ذرا صورت نو دکھا دو۔'

اسوقت نماز بہت تیز تھا۔ اسکی تکلیف دیکھ کر مارگریٹ کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔ بدعا باب بھی رو پڑا صرف وہ ضعیفہ کچھ بھی متاثر نہ ہوئی جو حالت بیمار داری میں تو اتنی سی کرکٹیں دیکھتی رہی تھی
 مارگریٹ نے اسکی طرف دیکھا تو اسکے دل میں ذرا بھی ہمدردی کے آثار نہ پائے پس وہ سمجھ گئی کہ وہ ضرور کوئی جاسوس بڑھاپا ہے۔ اسکا ثبوت اسی رات کو مل بھی گیا یعنی وہ کسی بہانے سے مکان کے باہر گئی تو مارگریٹ نے دھڑن چاندنی رات میں کھڑے ہوئے کچھ باتیں کرتے دیکھے اور وہ سمجھ گئی کہ انہیں ایک نوجوان لعل ہے اور ایک وہی دیم مائچل۔ جو ذرا ہی دیر میں پریشان ہو گیا واپس آئی اور بولی کہ گھبرانے کی کجویات نہیں۔ ہم اسے بہت جلد اچھا کر لیں گے اگر مارگریٹ اسکی طرف ذرا بھی توجہ کرتی تو ضرور کوئی چمکے کھائی گرا یا نہ ہوئے پایا۔ اسکے دل میں نوجوان کی تندہی کا خیال جاگزین تھا اسکے سچے دل سے محبت تھی۔ اسکو اسکی تبدیلی اطوار کا اطمینان تھا اور صحت کامل کی بھی پوری امید تھی۔

جیون جیون لاؤ کی طبیعت درست ہوئی گئی۔ تیون تیون اسکو اپنے کردار سابقہ سے پیشانی ہوئی گئی اور مارگریٹ کی محبت کا جو سن بڑھتا گیا مارگریٹ کو کچھ بھی لکھی نہ تھی مگر اسکو مذہبی عقیدت بہت کچھ تھی لہذا

لاڈ کو ایک پھیل لادی اور اسکی زبان سے سننے لگی۔ ایک روز مارگریٹ نے کہا کہ

”امد تعالیٰ نے کیسے صاف الفاظ میں ہر مری بات کے لیے ممانعت کی ہے لاڈ بولا کہ ہاں لیکن انسان مجبور ہے۔“

مارگریٹ نے کہا: ”بہت درست۔ حضرت آدم سے بھی گناہ ہو ہی گیا لاڈ نے پوچھا۔ اُن سے کیونکر گناہ سرزد ہوا۔“

مارگریٹ بولی: ”آپ نے پڑھا تھا کہ حضرت آدم کو بہکایا اور سانپ نے عورت کو ورغلا نا۔ اُس رو سے سانپ ہی خطا دار ثابت ہوا۔“

لاڈ نے جواب دیا: ”لیکن عورت بہکائی تھی۔ پھر اپنے شوہر کو دھوکا دیا ایسے دونوں سے زیادہ خطا دار عورت ہی ہوئی مارگریٹ بولی کہ یہ بات ضرور ہے لیکن ظاہر اُس کے مصائب زیادہ ہو گئے اور وہ ایک لوٹدی سے بدترین ہو گئی۔“

لاڈ نے کہا: ”تم بڑی نیک عورت ہو۔ تمہاری سہیلی نے مجھ کو گرویدہ کر لیا۔ انشا امد میں بھی نیک اعمال اختیار کروں گا۔“

مارگریٹ نے کہا: ”تمہارا کچھ اختیار نہیں۔ ہاں امد سے دعا مانگو تو ہر ایک بات ممکن ہے۔“

سرفین کی حالت جیون جیون درست ہوئی تھی تیون تیون مارگریٹ کو اسکی درستی اطوار کا اطمینان بڑھتا گیا مگر وہ مسز مائل سے کھلتی رہی جو ظاہر اطمینان رہتی تھی لیکن دل میں کچھ اور ہی منطقہ تھا۔ ایک روز مارگریٹ نہ تھی پس میدان خالی پا کر آسنے لاڈ سے کہا کہ

”آپ کے اتنا رصحت سے جہاز راؤن کو نہایت ہی خوشی ہے مسٹر سرفین آپ کی قائم مقامی کر رہے ہیں۔ اہل جہاز نے پھر کو تمہاری چنانچہ کپتان نے میری معرفت آپ کی خدمت میں کشمش اور مٹھائی تحفہ بھیجی ہے۔“

لاڈ بولا کہ وہ لوگ بڑے نیک ہیں مگر اب میری اور انکی ملاقات نہو گی مائل نے کہا: ”یہ جنوں عشق تے سے خیالات چہ معنی دارد۔ آپ کی معصوم

میں کچھ بھی عقل ہوتی تو تنکو غریب محتاج بنانا نہ چاہتی۔ مجھ کو اس سے بالکل ہمدردی نہیں اسکو اپنا نیک و بد بھی سمجھائی نہیں دیتا۔ میں جانتی ہوں کہ وہ آپ سے مل جتوا لے گی۔ دن بھر محنت کرانگی اور ہفتے ہفتے بھرتک دم لینے نہ دے گی۔ افسوس تم ایسے شخص کے لیے یہ کام؟
لاڈلے جواب دیا کہ یہ بات نہیں۔ وہ مجھے آرام و آسائش میں دیکھنا چاہتی ہے تاکہ آئندہ کل مصائب سے محفوظ رہوں۔

پاگل بولی کہ۔ آپ ہمیشہ تاریک ہی پہلو دیکھتے ہیں آپ کے ساتھی بے توبہ تھی ساقی ترقی کریں اور آپ کو کھلی پسند ہو تو ترقی پذیر تھی کی بات سے نوجوان بری بھی بند نہ چھوڑا لاڈ اسکا جواب دینے ہی کو تھا کہ مارگریٹ آگئی اور اسکا دل ٹھٹک گیا کہ ضرور اسکی امیدوں پر پانی پھیرنے والی کارروائی عمل میں آئی ہوگی مگر اسنے مایوسی کو دل میں جگہ نہ دی اور اسکا اپنے عاشق کی ترقی محبت سے نہ مرہ اطمینان بڑھا گیا۔

جب کچھ روز گزر گئے تو آخر کو لڑکو کال صحت ہو گئی اور ضعیفگی تیار داری کی ضرورت باقی نہ رہی اور لڑکو اپنے لیے جائز معاشر کی فکر پڑی چنانچہ اسنے مارگریٹ سے کہا کہ

اب ملازمت کی ضرورت ہے۔ میں اب کسی شخص کی نوکری کروں گا اور بددیانتی یا بے ایمانی سے ہر وقت نفرت رہے گی۔

مارگریٹ بولی بہت متروک بہت بدفہم اور بے اعتبار رہتی ہوں گو مجھاری چھوٹی تو۔ نہیں مگر عہدہ ملازمت مجھے خوش مند نہ۔ میں جان رہی تھی جان وں کے لیے دیا دیتی ہوئی غرضی کسی ملازمت اختیار کر دیتی تھو کہ مجھے غرضی وہاں رہا رہا نہ پسند نہیں۔

دونوں ایک دوسرے سے بغض ہوئے۔ مارگریٹ نے بڑھاپہ کی حالت میں کسی بد دوست چاہنے لگی۔ وہ دیکھتے خوش نہیں کہ۔ دیکھتی زندگی سے شکی زندگی کی رخصتوں کی امیدوں میں جان پڑی۔

اب سینے کہ۔ بڑے تیرم تیرسوں سے تو تھوٹھوں نے تقریریں لگ

اسکو باڈی کے نیارمین ہڈی کے نام سے اپنے ساتھ شریک کر لیا تاکہ وہ ہر طرح
ان کا زیر دست بازو بند کر لے مگر ہٹائے چنانچہ اُسے مارگیریت کو کھلا دیا گیا کہ
میں نے ایک ڈپچ سودا گری کو کڑی کر لی جسے اپنے جہاز کی آمدنی میں میری
شرکت منظور کر لی ۛ

پہلے تو مارگیریت کو کچھ شک رہا مگر جب کہین ولیم کا نام نہ سنائی دیا اور نہ کبھی
سمجھے آئے تو اسکو اطمینان ہو گیا کہ الحمد للہ لاؤ کے طور و اطوار درست ہو گئے اور
اس خیال سے اسکی طبیعت اسکی طرف اور بھی راغب و رجوع رہنے لگی۔ ہر وقت عاشق
جانباز کی تندرستی کے لیے زبان پر دعا مانتی اور دل میں تصور پر تصدیق سے ڈھپسی

باب (۵)

صيد و شکار

مارگیریت نے آخر کار ڈاؤن ہم ریج کی خانقاہ کے مستاجر جی کارخانہ میں
ملازمت اختیار کی، صیغین فقار ہا کرتے تھے اور جسکا نام انش برون پراویکا
مشہور تھا یہ عمارت قدیم دیا کے ساحل پر واقع تھی جسکا پانی چاندی کی طرح
جسکا کرتا تھا۔ کھاٹی کے چاروں طرف ڈاؤن ہم ریج کے وسیع جنگل تھے ہر طرف
سبزہ ہی سبزہ نظر آتا تھا بہت سے مکان اپنی قدامت پر ناز کرتے تھے
وہاں کے عام اصلاخ سر فلیپ بروک کے قبضے میں تھے۔

۹۳ صیغین مارگیریت نے ملازمت قبول کر کے اپنی خوشیاری و
دعائی سے آقا اور اسکی بی بی کو اپنا گرویدہ کر لیا تمام وہاں کے ملازم مزدور
بھی اس سے نہایت ہی خوش رہنے لگے ان لوگوں میں سے ایک نوجوان
مارگیریت کی تائید سے واقف ہو گیا جسکا نام کئی بار گزشتہ بابوں میں آچکا ہو
یہ شخص اُس نوجوان اڈورڈ ہیری کا جڑا بھائی جان ہیری تھا جس نے
اپنی دانست میں ولیم لاؤ کو مار کر خاک ہی کا ڈھیر کر دیا تھا اور کئی جان مارگیریت
اور رول لاؤ کے دھوکے و دھوکے سے کما حقہ خبر تھی اور اسکو اسے بھائی کی

زبانی معلوم ہو چکا تھا کہ ولیم لارڈ کی زندگی کا خاتمہ ہو چکا ہے۔
کیا بھلا ظہر دی اور کیا بخیال جوش محبت اس کے دل پر مار گیسٹ کی
الفت ایسی کالفتش فی الجحیر ہو گئی جسکی کچھ حد نہ تھی۔

جان ولیم کا باپ پہلے معمولی طور پر کاشتکاری کیا کرتا تھا لیکن بھقا
سیدار مغز اور اسے پانس کا ایک طریقہ ایجاد کیا جس سے بنجر زمین میں بڑی
تخمیری سے ذراعت میں نمایاں طور پر کامیابی ہونے لگی۔

جب تجربہ بین ترقی ہوئی تو اس نے اسی پانس کا بیہار شروع کیا دور دور
مک جہاز روانہ کیے جس سے اسکی شہرت ہی نہ ہوئی بلکہ خاصہ منافع بھی ہوا
اسکے دوسرے لڑکے نے جہاز رانی اختیار کی اور تیسرے بیٹے نے امریکا
میں جا کر خوب کمایا۔ جان جب میسٹریک مالک پر ایوری گی ملازمت میں
داخل ہونے لگا تو باپ نے چلتے وقت ایک نئی عنایت کی اور نصیحت
فرمائی کہ

”پیارے جان بہت سے لوگوں نے اس سے کم سرمایہ سے دنیا میں
کاروبار شروع کیا مگر وہ پھرنیک چینی سے بعد میں لکھتی کیا کر رہتی ہو گئے۔
اسکے بالعکس ہزار ہا آدمیوں نے لاکھوں کروڑوں روپیہ گرہ سے
گنویا مگر کامیاب نہ ہوئے۔“

”بیس جاگوا یا ننداری مستقل مزاجی اور ہوشیاری سے کام رکھنا
خدا کا بھروسہ ہر وقت لازمی ہے اگر ضد و نہایت اور عقیدہ مندی اور استنبازی
اور دیانت داری سے کام کرو گے تو سرسبزی میں فرق نہوگا اور اگر بوجھ
تقدیر رسیدھی نہ ہو تو ٹھٹھا ماہے بے تکلف چلے آنا۔“

”اچھا خدا حافظ۔ جان رہو خوش رہو بیجان باپ سے ایک گنی پا کر
رضت ہوا سات میل کے فاصلے پر مشٹر ویک کی ملازمت پر تناعت کر لی
اسکو خیال تھا تو صرف وطن کا۔ کاروبار اور اطمینان کا۔ اسی اچھی طرح
خاطر داری ہوتی تھی۔“

اسکی صحت میں فرق نہ تھا۔ ملازمت سے بھی دلچسپی تھی اور کئی احوال

گوارا نہ تھا اسکو مارگیرٹ کے گزشتہ حالات سے واقفیت اور اسکی بات خاص سے کال ہمدیدی تھی مارگیرٹ سے بھی اُسکے ہمدردانہ برتاؤ پوشیدہ نہ تھے۔ جبوقت جان سری کو بدسن ڈاکو کے خوفناک حالات معلوم ہوئے تھے وہ مارگیرٹ کی دیشکنی کے لحاظ سے پوشیدہ دکھا کرنا تھا اور اُسکے دلی جذبات ایسے نہ تھے جس سے مارگیرٹ کو ہریت و آگاہی نہ ملے ہو بائیسہ سری اپنے جذبوں کو کسی برظاہر نہ ہونے دیتا تھا اور اُسکے خوش تشفق کی دبی ہوئی آنک کسی کے سامنے شعلہ زن نہ ہونے پاتی تھی۔

ایک روز راستے میں دونوں سے مدبھیہ ہو گئی۔ اسوقت جان بولا کہ بیجانتی ہو کہ تم بر میری جان جا رہی ہے میں اندر ہی اندر کھل رہا ہوں اور دیکھ لو کہ ابھی تک کسی کو کانوں کان خبر نہ ہونے پائی ۱۱ مارگیرٹ نے کہا۔ ٹھیکے جان۔ تم ایسی باتیں کرو تو بڑا عجیب ہے۔ ۱۲

مارگیرٹ نے کہا۔ میں یہ بات تسلیم ہی نہیں کرتی بلکہ عنایتوں کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ ۱۳

مجھے آپ کی اس بات کا معاوضہ کسی طرح نہیں ہو سکتا۔ لیکن ۱۴، ۱۵، ۱۶ جان بولا۔ اس لیکن کے کیا معنی۔

کیا تمھارے پہلے عاشق کے معاوضہ میں مجھ میں گھٹن لگا ہے۔ کیا ڈیم لاڈ تھیں لڈو دیتا تھا جو مجھے ممکن نہیں ۱۷

مارگیرٹ نے جواب دیا۔ ان باتوں سے کچھ غرض نہیں۔ خفا نہ ہونا مجھے معاف ہی رکھو۔

جان بولا ۱۸ بھلا میں تم سے ناراض ہوں تو بہ تو بہ خیال ہے تو یہ کہ تمھاری زندگی مفت تنہائی میں رائگان ہو رہی ہے۔

ولیم لاڈ بھی زندہ ہوتا تو کوئی بیخ کی بات نہ تھی مگر افسوس کہ وہ اب کہان۔

مارگیرٹ نے کہا۔ محض غلط۔ یاد رکھو کہ جب تک اس امر کی تصدیق

نہ ہو جائے گی مین کسی دوسرے شخص سے تعلق پیدا نہ کرونگی لما

جان بولا کہ۔۔۔ وہ تو مر چکا،

مارگیرٹ نے کہا۔ شاید آپ ہی ایسا خیال کرتے ہوں مجھکو تو سانسان
ہی نہیں۔

جان بولا۔ میرے بھائی اڈورڈ نے خود اپنی آنکھوں سے اسکو گرتے
دیکھا تھا۔

مارگیرٹ نے کہا۔ بہت درست۔ تمھارے بھائی اڈورڈ نے تو زخم کاری
لگا کر سمجھ لیا تھا کہ

”بس وہ مر ہی گیا لیکن خوشی کی بات ہے کہ اسکی جان سلامت رہی۔

جان نے پوچھا۔۔۔ تمھیں اس خبر پر اعتبار ہے؟

مارگیرٹ نے جواب دیا۔ ہاں ہاں! میں نے خود اس زخم کی مرہم پٹی کی جو
تمھارے یہاں کے مہلک وار سے باعث ہلاکت ہی ہوا تھا مجھکو اب بھی
معلوم ہے کہ اسنے ایک معزز تاجر کی ملازمت اختیار کر لی اور بدستور چین
کر رہا ہے۔“

نوجوان کے دل پر اس خبر سے بڑا ہی صدمہ ہوا اسکی زبان بند ہو گئی
مارگیرٹ سے معافی مانگی اور دونوں نے اس وقت کی بات کو رفت و گذشت
ہونے کے لیے قرار دیا کیا اگر افسوس کہ راز داری نہ رہ سکی دونوں کی جان
سے خود ہی پردہ فاش ہو گیا۔

اب راز اڈ کا حال سنئے۔ وہ اسی وقت گرین کاٹیج میں تہلی ایسے
کے متصل کھڑا ہوا وہاں کی سیر دیکھ رہا ہے اور لف سے مارگیرٹ کی
باتیں ہوتی جاتی ہیں۔

لف نے مارگیرٹ کا خیال لاڈ کے دل میں جما ہوا باگپٹی خلی عادت سے
اسکی چیکنی کا گویا بڑا ہی اٹھا لیا اور بولا کہ
”دوسٹر لاڈ۔۔۔ چرچہ باد آباد۔ آپ فوراً رول عبور کر کے اسکو والاٹین
جہاں وہ جہاز پر آئی پھر پالا ہمارے ہاتھ پر۔“

لاڈلے کہا: ”میرا ارادہ ہے کہ نوکری چھوڑ کر شادی کر لوں“
 لٹ بول لگے اس سے تکلیف کے سوا اور کیا حاصل ہوگا ایک عورت
 کے لیے یہ مفید روزگار چھوڑنا کونسی عقل مند کی بات ہے علاوہ برین
 یہ بھی تو اندیشہ ہے کہ کہیں دھرنہ پے جاؤ میری رائے میں بہتر یہ ہے
 کہ نوکری چھوڑ کر اور جو روکو بھی۔^۱ رٹھو۔

پہلے تو ضرور اسکو ناگوار ہوگا مگر پھر رہنے بسنے سے نفرت جاتی رہیگی
 میری دانست میں تو سرکاری حکام کے خوف سے پریشان رہنے کے
 مقابلے میں جہاز رانی ہی ہزار درجہ اچھی ہے۔“

لاڈلے کہا: ”مگر مارٹر سٹ تو جانتی ہے کہ میں نے ایک بیرونی جہاز
 میں ملازمت اختیار کی ہے اور اب میں حرام کی کمائی نہیں کرتا۔“

لٹ بول لگے وہ جو سمجھتی ہے سمجھنے دیجئے آپ اسے ایک بار بے بھر آئین میں
 جلدی سے بالیڈ نہ پہنچا دوں تو خطا دار۔ آپ وہاں اس کے ساتھ شادی
 کر لیجئے گا اور پھر جان چاہیے گا رہیے گا۔

لاڈلے جواب دیا کہ ”اگر یہ بات ہے تو پھر کیا جو کچھ ہتھ پڑھے گا
 آسمین ہمارا تھا۔ اساجھا۔“

جس گرین کا بیج کا ذکر ہو چکا ہے وہ بھی پستان بارگڈنے کرائے پر لے
 رکھا تھا خاص خاص ضرورتوں کے وقت پستان اسی میں بود و باش اُفتیا
 کیا کرتا تھا۔ یہیں نئے نئے ملازم ملازمت میں داخل تھے جاتے تھے اور
 یہیں انکو شکار کی چوری کا فن سکھایا جاتا تھا اسلئے آدمی جال اور مار اور
 سامان تیار رکھا کرتے تھے اور جب موقع ہوتا تھا تو اپنا تاک ہوا شکار
 مار لایا کرتے تھے۔

اگر کوئی سرکاری دور آتی تھی تو انھیں کے ذریعہ۔ سے اسکا بھی سراغ
 مل جایا کرتا تھا۔

یہیں ایک شخص کی بود و باش تھی جو ایک اچھا زمیندار اور صاحب
 جا مدد تھا خود شکار کی عادت نہ تھی لیکن شوق بیٹھے بیٹھے چرا اٹھاتا تھا

اس نوجوان کو شوق تو بے طرح چرایا حتیٰ کہ قانون کی بندشیں بھی
اسکے خیال میں نہ رہیں اُس نے دود و ستون کو بھی طلب کر لیا اور پانچ شخص
شکار گاہ کی طرف روانہ ہوئے تمام سامان شکار آگے آگے تھا اور انکی ساری
چھتے پیچھے۔

لاڈلے سب کو شکار کے وقت کے اشارے بجا دیے مثلاً شکار جال میں
آئے تو آہستہ آہستہ حش نش کر دینا اور خطرناک معاملہ پیش آئے تو سیٹی
بجا کر ساتھیوں کو ہوشیار کر دینا کہ وہ کسی محفوظ جگہ میں پناہ لے سکیں۔
گاڑی آفرورڈ میں جا پہنچی ایک میدان میں جان بچھ گئے۔ گھوڑا ایک طرف
باندھ دیا گیا اور گاڑی بھی ایٹ جگہ کر دی گئی جس پر مالک کا نام تحریر تھا۔
پانچ آدمی شکار کی تاک میں بیٹھے ہوئے تھے کہ تیرا اگر حبال میں
پھنسنے لگے اور شکاریوں نے ایک ایک کر کے انکو پکڑنا شروع کیا بہت
سے تیر بٹیر وغیرہ ان لوگوں کے ہاتھ آگئے اور جب شکار سے فارغ
ہو کر کچھ دور چلے تو کسی نے اس زور سے سیٹی بجا دی کہ
اتنوں اپنے ساتھیوں کا اشارہ سمجھ کر جال وغیرہ سب سامان وہیں چھوڑ کر
ادھر ادھر بھاگنا پڑا۔

مسٹر اسکوار کی روح سلب ہو گئی دم فنا ہونے لگا وہ جان چھوڑ کر بھاگا
اور جھار جھکاڑ میں ٹھٹھٹانے کھولے پھاندا ہوا ایک دلدل میں جا پڑا
جان ایسا پالوؤں دھنسا کہ جان بچانے کے لالے پڑ گئے۔
وہ جتنا ابھرنے کے لیے زور کرتا تھا اسی قدر پالوؤں اور نیچے دھنستے
اُسکو اپنی حماقت پر تاسف تھا کہ نافع اپنے سر پر بیٹھے بٹھائے بل
مول فی۔ سب توفیق جائیں گے جھکویا کی صورت کون ہے اسی خلفش
کے وقت ایک مربع کی آواز سنائی دی اب تو اسکی جان میں جان
آگئی اور سمجھ گیا کہ کوئی خطرے کی بات نہیں۔

چنانچہ وہ بڑی مشکلوں سے دلدل سے باہر نکل آیا۔ تمام کپڑے اور جوتے
کچھڑ سے لت پت ہو گئے تھے مگر اسوقت چارہ کار ہی کیا تھا وہ گھبراہٹ

اپنے ساتھیوں کی تلاش میں پہونچا جہاں معلوم ہوا کہ
 ”کوئی اندیشہ کی بات نہ تھی بلکہ ایک سیارہ دھوکا ہوا تھا کہ کہیں کوئی شخص
 گرفتار کرنے کے لیے نہ آگیا ہو۔“

تھوڑی دور آگے چل کر ان لوگوں نے خوب شکار کھیلا اور لدے بھندے
 گرہن کا بیج میں پہونچے جہاں صاحب خانہ نے سلامتی سے گھر پہونچنے کی
 خوشی میں خداوند کریم کا شکریہ ادا کیا اور جب صبح ہو گئی تو شکاریوں کو بھی
 رخصت کر دیا۔

اس شکار سے اُسکو بہت ہی پشیمانی تھی پس اُس نے سب تیر لندن سے
 مسٹر مسن بیچ شراب فروش کے پاس بھجوا دیے اور پرسوں تک اپنی شکار باز
 کی کسی کو کا لوتن کان خبر نہ ہونے دی۔

باب (۶) رنگ میں جھنگ

۲۹۔ ستمبر ۱۹۰۷ء کو فصل کاٹنے کے موسم سے قبل رات کے وقت ڈاؤن
 ہم ریج کے پرائیوٹ فارم کے دروازے پر ایک جہاز ران پانی مانگنے آیا۔
 چونکہ آپسوج کی قربت کے سبب سے اکثر جہاز ران ہمیں آیا جایا کرتے تھے
 لہذا مارگیر ریٹ کچ پول نے حسب معمول بلا توقف پانی پلا دیا۔ تشنگی مٹنے پر
 نوادار دے پوچھا۔

”پرائیوٹ فارم ہی بہت؟“

جواب ملا۔ ”جی ہاں“

سوال۔ ”اپسوج یہاں سے کتنی دور ہے؟“

جواب۔ ”صرف چار میل“، مگر فرمائیے تو کہ آپ کہاں کے باشندے ہیں
 نوادار۔ ”ایسٹروم سے آتا ہوں۔ جہاز بندرگاہ پر لنگر انداز ہے میرے
 پاکستان نے میری زبانی مارگیر ریٹ کچ پول سے یہ پیغام کھلا بھیجا ہے۔“

”وہ کل نو بجے رات کو بندرگاہ پر ملین“

سوال۔ ”آپ کے کپتان کا نام کیا ہے؟“

جواب۔ ”ولیم لاڈ“

گو اس شخص سنی وضع قطع بالکل بدلی ہوئی کھٹی مگر دراصل وہ لاڈھی کے ساتھیوں میں تھا اور جسکی اصلی غرض یہ تھی کہ جب طرح ہو وہ غریب لڑکی کو یہاں سے کسی اور بیرونی مقام پر لے جا کر خراب و برباد کرے۔

دوسرے روز ستمبر کا آخری دن تھا فضل دروہونے کے موسم کی خوشی میں وہاں ایک جلسہ دعوت منعقد ہوا جسکی کل تیاری مایگریٹ ہی کو کرنا پڑی اور اسے عورتوں اور لڑکے لڑکیوں کے علاوہ چودہ اشخاص کے لیے کھانا تیار کیا جلسہ میں ہر ضابطے اور اصول کی پابندی تھی اور کوئی کام خلاف قاعدہ نہ تھا۔ سال میں ایک مرتبہ تمام شادی شدہ لوگ بی بی بھون کے ساتھ دعوت کھاتے تھے اور کھانا انھیں چیزوں کا پکنا تھا جو اس فصل میں پیدا ہوئی ہیں۔ پیر الودی نام میں چھ بجے شام سے شرکار دعوت کی آمد آمد شروع ہو گئی مزدور وین نو شخص متحضر آئے اور پانچ ناکھدا۔ عورتیں صرف چار ہی یقین جگے ساتھ بچے بھی تھے۔

نشستگاہ بہت عمدہ طور سے سجی گئی تھی اور عیش و نشاط کے تمام سامان مہیا تھے اور ستومات نے مایگریٹ کو انتظام میں بہت کچھ مدد دی اور کوئی نفیس موسمی کھانا نہ تھا جو تیار نہ ہوا ہو۔ صاحب خانہ مع دختر مہانداری و میزبانی میں بڑی سرگرمی سے مستغرق گیا اور نوکر چاکر اپنی اپنی خدمت کی انجام دہی میں مصروف ہو گئے۔

انگلستان کے مزدور وین کو بھی کھانا عمدہ ہی پسند ہوتا ہے وہی بڑی غربت سے بال بھون سمیت دعوتوں میں شریک ہوتے ہیں۔ اس جلسے میں باب بیٹوں اور ان بیٹیوں نے اپنے آقا کی سرسبزی کے واسطے خداوند کریم کا شکر یہ ادا کیا۔

دعوت بڑے لطف سے برخواست ہوئی مایگریٹ تمام برتن دھو کر

قاعدے سے رکھکرا ورکل کلموں سے فانیغ ہو کر ساحل بحر پر جانے کیلئے آمادہ ہوئی اور ناکتہذا نوجوانوں نے اپنی اپنی محبوبہ دلتواز کی شان میں عاشقانہ و محبتانہ گیت گانا شروع کیے۔ مارگریٹ نے باورچیخانے کا دروازہ بند کر کے فرغل ہین کی اور شال اوڑھ کر چاندنی رات میں ساحل کی طرف حل کھڑی ہوئی۔ محفل دعوت میں پہلے ایک گنوا لے نوجوان نے راگ چھیڑا مگر اسکی بے سُرئی آواز اور بے تکی دھن سامعین کو پسند نہ آئی اور جیک بیرری سے ایک پیرٹکی ہوئی چیرکی فرمائش کی۔ جیک بیرری بولا کہ

”نہ مجھ کو معاف رکھیے“

صاحب خانہ نے کہا کہ

”تو خیر اپنی محبوبہ کا نام ہی بتا دو“

جیک نے سٹ پٹا کر سکوت کے ساتھ سر جھکا لیا اسکی ایک محبوبہ دلتواز تھی جسکا نام لیٹے ہوئے اسکو حجاب معلوم ہوا اور سوچا کہ لوگ منجھکا ڈرائیئے عالم ظلموشی میں ہزار ہا طرح کے خیالات اس کے دل میں پیدا ہوئے اور اسکی جان عجیب ہی خلقتشار میں ہوئی۔ مگر اس سکوت سے کچھ فائدہ نہ نکلا اور صاحب خانہ نے پھر اصرار کیا کہ

”اپنی محبوبہ دلفریب کا نام کیوں نہیں بتاتے۔ اسمین چوری کی کون بات ہے؟“

جیک اس پر بھی خاموش ہی رہا اور رہ رہ کر دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔ دل رجز نے بھانسنے کی نیت سمجھ کر دروازے اچھی طرح بند کر دیے اور جب گلاس اس کے سامنے آیا تو وہ بولا کہ

”جیتک جیک کی معشوقہ کا نام معلوم نہ ہوئے گا تب تک مجھ کو شراب حرام ہے“ کیون جیک اپنی محبوبہ کا نام کیوں نہیں بتاتے چھپانے کیون ہوا جیک نے جواب دیا۔ ”اس لیے کہ وہ مجھ کو نہیں چاہتی“

اس جواب پر ہر ایک شخص ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگا اور کہیں باتیں ہونے لگیں کہ۔

”وہ عورت کون ہے جو جیک بیری ایسے ایماندار اور با وفا شخص سے گریز کرتی ہے“

”کمین آقاے نعمت کی تو مٹی نہیں“
 ”غالباً ٹیلڈا بکر غلہ فروش کی لڑکی ہوگی“

”ہو نہ ہو مگر ہار پر کی مٹی معلوم ہوتی ہے“

مگر جیک پر ایسا عالم سکوت طاری تھا کہ سب کی عقل خط ہو رہی تھی
 بسا ہے لوگ تو ہم کرنے لگے کہ کمین انکی بی بی تو نہیں ہے اور کنو اردن کو
 شک ہوا کہ انکی معشوقہ پر تو اسکی طبیعت فریضہ نہیں لہذا اس نے جان میں
 سب بول بھٹے کہ

”تیار اپنی معشوقہ کا نام کیوں چھپا رہے ہو۔ کیا وہ ہلو گون کی شناسا ہے؟“
 جیک نے جواب دیا۔ ”جی ہاں۔ آپ سب صاحب اس سے واقف ہیں“
 اس جواب پر پھر آپس میں مہرگوشتیان ہوئے مگر ایک اور شخص ایک دوسرے کے
 کان میں عورتوں کے نام گمانے لگا اور آخر یہ طے پائی کہ جن طرح بنے نام ضرور چھپنا چاہیے
 جان روک جیک سے بولا کہ یہ بھی اتم قانون کو نہیں توڑ سکتے تمہیں نام بتا
 پڑے گا۔ ہون چھپا چھوٹنے والا نہیں“

سب لوگوں نے تائید کر کے جیک کو مجبور کیا تو اسکی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے
 صاحب خانہ نے یہ کیفیت دیکھی تو جیک سے زیادہ اصرار کرنا مصلحت نہ سمجھی
 اور رخصت سے بولا کہ

”تنب تک آپ ہی اپنی چیز سناؤ ایسے کہ دور تو چلے، رجز بڑا بے تکلف
 آدمی تھا اسنے بہانہ کی ایسی پتھر مٹی ہوئی کہ چیز سنائی کہ سامعین بھرک بھرکے
 اور جان استنائی کے دھرائے کا موقع آیا ہم آواز ہو کر سر سے سر لٹانے لگے
 اس پر ایوری فارم میں کہ مالک آراضی بہار یہ مبارکیا دستکدہ کل مردون
 عورتوں اور لڑکے لڑکیوں کو اس موقع پر معمولاً اٹکے تقسیم کیا کرتا تھا اور
 سب کو نقد انعام کی شراب منگادی جاتی تھی چنانچہ اسنے فیملی کھول کر
 سولہ شلنگ اس حساب سے تقسیم کیے کہ ۱۰ شلنگ چودہ مردون کے

حصہ میں آئے اٹھ شنگ لڑکوں کے حصے میں اور باقی عورتوں کے حصے میں اس تقسیم کی گڑبڑ میں جیک بیرسری موقع ناگتا رہا مگر بھاگ نہ سکا کیونکہ کڑا بند تھے آخر جیب اسکی جان کسی طرح نہ چھوٹی تو کہنا ہی پڑا کہ بیرسری طرف سے مار گریٹ سیکم پول کا جام صحت نوش فرمائیے۔

مردوں عورتوں اور لڑکے لڑکیوں نے یہ نام سنا تو کیا رنگی زور سے ہنس پڑے اور مٹھکے کے ساتھ مبارکباد دینے لگے۔ جیک بالکل مین گیا اور جس وقت حاضرین محفل قہقہے لگا لگا کر مار گریٹ کا جام صحت نوش کرنے لگے تو اسکو ایسی عداوت معلوم ہوئی لگھڑا کر بھاگ کھڑا ہوا اور دور تک چھوٹوں کی آواز سنی۔ اسکو یہاں کے لوگوں کو منہ دکھانا ناگوار ہوا پس اسنے اپنے باپ کے گھر کی طرف رخ کر دیا اور اسکے وہ الفاظ یاد آئے جو اسنے حققت کہنے وقت نصیحتاً زبان سے نکلے تھے یعنی

”جب بھی تمکو تکلیف ہو فوراً گھر چلے آنا یہ گھارا گھر ہے۔ جب تک میں جیتا ہوں اور جب تک تمھاری ماں زندہ ہے تب تک ہم دونوں بڑی خوشی سے تمکو پیچھے سے لگاؤں گے“

جب یہ وطن میں پہونچا تو سب سے پہلے ٹیٹن کے زبان نے ٹوکا تو کون جانے جواب لایہ جان بیرسری۔

سوال یہ کیوں آ کیوں اکہاں؟
بیرسری بولا۔ آخہ سر گڈنگ آپ مین۔ کیسے موتم تو خراب نہیں۔
مین کٹائے کٹائے نوگٹن چلا جائیں؟
گڈنگ نے کہا جنگل کی طرف سے جاؤ تو اچھا ہے۔ مگر یہ تو کہو کہ ابے وقت میں ایسا جلسہ چھوڑ کر کیسے آنا ہوا؟

بیرسری نے جواب دیا کہ۔ دعوت بڑے لطف کی تھی سب میسماں خوش و خرم مین مجھکو چند احباب سے مشافروسی تھا ایسے چلا آیا۔
گڈنگ بولا کہ مین تو سمجھا تھا کہ کوئی چور ہو گا مگر تو نکل پڑے خیر جاؤ مین بھی پراپوری مین جانے والا تھا کہ دیکھوں آج رات کو کیسی گڈری۔

یہی نے کہا کہ سب لوگ آپ کو دیکھ کر نہایت ہی خوش ہونگے اور بہت ہی
تیاگ سے استقبال ہوگا۔ اگر تکلیف نہ ہو تو مالک خانہ سے میری ملاقات
کا ذکر فرما دیجئے گا تاکہ وہ دروازے بند کر لیں اور میری منتظر نہ رہیں،
گڈنگ بولا۔ بہت اچھا یہ بھی کہ دن گنا اور تمھاری غیر حاضری میں تمھارا
جام صحت بھی نوش کروں گا،
یہی نے کہا۔ سب سے خفنی سلام عرض کر کے میری طرف سے
یہ بھی کہ دیجئے گا کہ دعاے خیر سے یاد کرتے رہیں۔

باب (۷)

”جنگ وجدل“

انگریز سائل بحر پکھڑی ہوئی چاندنی رات میں پانی کی لہروں کو چھیتی
نظر سے دیکھ رہی ہے اُسکی نگاہ بار بار دورہ ورتک اس انتظار میں
دوڑ دوڑ جاتی ہے کہ کہیں کوئی جہاز نہ آتا نہیں۔

فرار ہی دیر میں آہستہ آہستہ ایک جہاز اُسکی طرف وارد ہو جسکو کلین
نامی جہاز ران چلا رہا تھا اُسکی عمر زیادہ مٹی پہلے ماہی گیری کرتا تھا مگر بعد میں
جہاز رانی اختیار کر لی یہ شخص بڑا ہی دہمی اور بھوت پرست کا نہایت ہی قائل
تھا اسکا سارا بدن گھوڑون کی پڈیوں سے ڈھکا ہوا تھا جنہر سحر و افسون
نقش تھے اور اُسکے جہاز پر بھی گھوڑون کی نعلین جا بجا اٹیسے جڑی ہوئی
تھیں کہ کوئی بھوت پرست آزار نہ پہنچا سکے۔

۲۔ اکتوبر ۱۸۵۷ء کے طوفان عظیم میں تھرمتہ کچھ کارگر نہ ہوئے اسکا جہاز
ایسا ڈوبا کہ اُسکی حالت تباہ ہو گئی۔ یہ شخص بہت ہی مستقل مزاج و سنجیدہ
توڑنا۔ ہوشیار۔ اور فہم تھا اور اُسکے دماغ کو ہر وقت غور و فکر سے
رعیت بہا کرتی تھی جہاں کہیں لوگوں سے ملاقات ہوئی وہاں اُسے
بھوتوں پریتوں کے ایسے ایسے قصے بیان کرنا شروع کیے کہ سامعین

دنگ رہ گئے بارہا لوگوں نے ساہا سال کے بعد وہی قصہ سنا جو وہ ایک دفعہ بیان کر چکا تھا گمراہ دی قوت یا دداشت کہ حال کیا جو ایک لفظ یا نام کا بھی فرق ہوا ہو۔ آئے جن الفاظ میں پہلے قصہ سنا تھا اُنھیں الفاظ میں ساہا سال کے بعد ہی متواتر وہی قصہ بیان کر دیا کرتا تھا اسکو لوگ کلسن کہتے تھے اگر آئین رہنسن کرو سو کے نام سے شہرت ہوئی۔

بھوت پریت آئے بال تو چنے ناک کان ٹروڑنے کا نہ معا توڑنے اور طرح طرح کی تکلیف دینے آیا کرتے تھے اور اسکا قول تھا کہ
”وہ دیکھو بھوت پریت میرے سامنے کھڑے ہیں“

بچے رہنا کہیں بھارے پاس بھی نہ آجائیں
یہ شخص مصیبت زدوں کا بڑا ہی ہمدرد تھا اگر ایک پھلی یا ایک پیسہ بھی پاس ہوتا تو دے ڈالنے میں تامل و تامل نہ کرتا تھا۔

جسوقت رہنسن کا جہاز تیز ہوا کے جھونکے میں آگے بڑھنے لگا تو کیا کہ
اسکی نگاہ ایک کشتی پر پڑی جو تیزی سے آ رہی تھی اور جسکو یاد تندر کے جھونکوں نے آئے جہاز سے آگے نکال دیا تھا چہرے آواز آئی کہ

”یہ کسکا جہاز ہے؟ کسکا جہاز ہے؟“

جواب ملا کہ ”میں رہنسن کرو سو کا“

سوال۔ ”اور کھان آئے؟“

رہنسن نے آواز پہچان لی اور بولا کہ

”آخا۔ بول لاؤ۔ میں تمکو آواز سے پہچان گیا۔“

کھان کا ارادہ ہے؟ اور کہہ کر کا قصد ہے؟

”تمکو بھوتوں کی کشتی کھان سے مل گئی۔“

لاؤنے جواب دیا۔ ”یہاں بھوت پریت کا ڈر نہیں مگر تم اپنی کمو۔ ہو گئی ہو“

جسے تم کبھی رات تک منزل مقصود پر نہیں پہنچ سکتے

رہنسن نے کہا۔ ”میں وقت مناسب پر پہنچ جاؤں گا کیونکہ میرا

جہاز ہلکا ہو گیا میرے جہاز کے بھوت کو تم نے اپنی کشتی پر سوار کر لیا

تھامے پاس بیٹھا ہوا ہے وہ پریت ہی ہے۔
 لاڈ نے قصہ مختصر کرنے کے لیے اپنی کشتی آگے بڑھا دی شام کے وقت
 چاندنی نے ہر طرف کھیت کرنا شروع کر دیا۔ سمندر کی لہریں چاندنی کی طرح
 پھٹکنے لگیں سبز زار کے درختوں کی ہری ہری پتیاں ہوا سے مل جل کر
 دھوپ چھاؤں کی کیفیت پیش نظر کرتی تھیں جبکا فرحت بخش نظارہ دیکھتے دیکھتے
 ساحل بالکل قریب آگیا تو لاڈ ہراسی سے بولا کہ
 ”مستشرق! کیا پیشین گوئی کرنے ہو؟“
 اگر اس ساحل پر میرا شکار رہا تو لگ گیا تو آئندہ جو کچھ دستیاب ہوگا
 وہ تمھارا حصہ“

لہف نے جواب دیا۔ ”کام سدھ رہی ہے“
 لاڈ نے کہا کہ ”مجھے شک معلوم ہوتا ہے۔ کشتی کو پار کون لگائے گا“
 لہف بولا کہ ”میں سب انتظام کر لوں گا آپ بفکر رہیں جس طرح یہاں
 آئے ہیں اسی طرح چل بھی دیں گے“
 لاڈ نے کہا کہ ”میری بات یاد رکھنا“
 میں اپنے حصے سے زیادہ ہی حصہ نکو دوں گا۔ ایک عمدہ تحفہ بھی
 اس کے علاوہ ہوگا۔

لہف بولا کہ ”میں کشتی پر لیٹا رہتا ہوں جو وقت آپ سیٹی دینگے میں آپ کا
 دست راست بنکر جان و دل سے مدد کروں گا“
 لاڈ نے کہا کہ ”اچھا۔ بس۔ بس۔ خاموشی مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ
 وہ خود ہی کنارے پر کھڑی ہوئی ہے“
 لہف بولا کہ ”مجھے بھی کچھ سفید سفید دکھائی ضرور دیتا ہے مگر جانتا ہوں کہ
 پرچ کا جھوٹا ہوگا“

لاڈ نے کہا کہ ”نہیں خوب غور سے دیکھو۔ میری نظر تم سے تیز ہے میں
 دیکھ رہا ہوں کہ وہ جھنڈی ہلا رہی ہے“
 اچھا تم اپنا انتظام کر دین ساحل پر آتا ہوں کشتی روک دو پچھلے

چلنے کے لیے تیار رہنا۔ سستی کا موقع نہیں مکر کے رہو
یہ کمکر لاڈ کشتی سے اتر کر قدم بڑھاتا ہوا دھن ہو بچا جہان و فادار
مارگریٹ انتظار سے بچیں کھڑی کھڑی سمندر کی لہریں کن رہی تھی اُس وقت
اُس کے دل میں امید۔ ولیم۔ خوشی و بیچ۔ محبت و شوق کا غلبہ تھا اور
باری باری یہ سب حالتیں اسکی طبیعت پر اثر پذیر ہو ہو جا کر تھیں۔
وہ سوچتی تھی کہ لاڈ کسی اور غرض سے نہیں آتا بلکہ مجھ کو یہ خوشخبری سنائے گا
کہ اُس نے ایمانداری اختیار کر لی اور شریفانہ ملازمت سے زندگی بسر کرنے کا
ذریعہ نکال لیا۔

غریب مارگریٹ کی زندگی کا جزو اعظم سچی محبت تھی اور جس وقت اُس نے اپنے
سایہ ولیم کا خیمہ مقدم کیا۔ اسکی اصلی خوشی۔ پاکیزگی نفس۔ وفاداری اور
انفقت صادق کے جوش نے اپنی جسم تصویر نگاہوں کے سامنے زندہ
کھڑی کر دی مگر یہ نظارہ لمحے دو لمحے ہی کا مہمان تھا لاڈ کے اطوار و خصال
میں اب تک کوئی تبدیلی واقع نہ ہوئی تھی چنانچہ عشق و محبت کے معاملے میں
بھی اُس کا خیال تغیر پذیر نہ ہوا مگر مارگریٹ کی بات ہی اور تھی اُسکا سراپا زندگی
کوئی تھا تو لاڈ کا تصور

اگر وہ جانتی کہ ویسا ہی پاک شعلہ اسی تیزی سے جھپک بیری کے دل میں
بھڑک رہا ہے تو غالباً وہ لاڈ کو نظروں سے گر کر جھپک بیری کو دل میں
دیدیتی مگر جہاز ان کے کردار و افعال کے تقاضے کو تسلیم کرتے ہوئے بھی
اُسکو اس امید پر اسکی محبت تھی کہ اُس ضرور اُسکے خصال و اطوار درست
کر دے گا۔

صاحب سلامت اور بغلگری کے بعد ہی لاڈ بولا کہ
”پیارے مارگریٹ۔ کشتی تیار اور جہاز ساحل پر لنگر انداز ہے چلی چلو
میں زندگی بھر تمہاری خدمت و رضا جوئی کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں گا۔“
مارگریٹ نے پوچھا ”ولیم کہاں ہے چلنا چاہتے ہو؟“ مجھ کو تمہارے مالک
کے جہاز پر چڑھنے سے مطلب؟ وہ کبھی تمکو تمہاری بی بی کے ساتھ لے گا۔“

کرنے کی اجازت نہ دے گا۔ میں تو سمجھتی تھی کہ تم میرے والد کے مکان میں میرے ساتھ شادی کرنے اور آگے بڑھانے میں آگوشکین و شفی دینے کے لئے ہو،

لاڈ بولا کہ تمکو میری محبت کا دعویٰ ہے مجھے مطلق فرصت نہیں میں صرف جوش محبت سے تھکے پاس آگیا کہ تھیں بڑی الفت کے ساتھ کسی ملک میں لے جا کر شادی کر لوں۔ گریا دیکھ کر آگے شتہ ذرا بھی حلقہ و حال کیا تو بس آخری سلام ہوگا پھر میری صورت دیکھنے کو ترسا کر دے گی،

مارگریٹ بولی۔ ویسے۔ اگر تم جھوٹ نہیں بولتے۔ اگر تمہاری نیت درست ہے اور تم نے جائز وسائل سے روپیہ پیدا کر کے کوئی مکان لے رکھا ہو اور میری بس اوقات کی صورت نکال لی ہو تو رخصت لیکر کیوں انگلستان ہی میں شادی نہیں کر لیتے؟

لاڈ بولا۔ مجھے ایک مدت تک رخصت نہیں مل سکتی اور جب شادی سے مطلب ہے تو کیسا انگلستان اور کیسا آقا کا ملک،

مارگریٹ نے کہا کہ بہت درست۔ لیکن غیر جگہ کی شادی کو اکثر ملکوں کے لوگ نامبارک سمجھتے ہیں۔ مجھے اُسکی رضامندی سے سروکار ہے جسے چھکو اس غالب غمخیزی میں یہ یہ ظہور سے راستہ کیا۔ چھکو منظور نہیں کہ میں والدین کو اطلاع دیے بغیر انکو بیخ و تردید میں چھوڑ جاؤں۔

لاڈ بولا۔ اگر انکو اطلاع نہ بھی ہوئی تو کون ہرج کی بات ہے مجھے ہر وقت یہی وہم و گمان رہتا ہے کہ تم مجھ سے کسی اچھے کی فکر میں رہتی ہو گی؟ مارگریٹ نے کہا کہ تم بھی تبدیل ہو جاؤ تب بھی میں تھیں کو جاہلی رہو گی مجال کیا جو فرق ہو۔ تم گھر کیوں نہیں چلے چلے گئی ابھی گرجا میں میرے والدین کے روبرو شادی ہو جائے۔ اب رہا کسی اور شخص کا معاملہ اُسکی بھی سن لو کہ وہ چاہے مجھ سے محبت کرے آئین میرا اختیار نہیں مگر میں بھی تو اس سے رضامند ہوں

لاڈ نے پوچھا۔ تو کیا کوئی اور بھی تمکو چاہتا ہے؟

مارگیرٹ سٹ تھا تو کبھی مگر صاف کہہ دیا کہ ایک شخص نے اظہار محبت تو کیا تھا مگر میں کبھی رہی اگر اسکو تمھارے قتل کا حال نہ معلوم ہوا ہوتا تو کبھی ایسی جرأت نہ کر سکتا۔ میں نے تمھاری سلامتی کا یقین دلا کر اسکا معاملہ دور کر دیا اور بدستور میں تمھاری ہی محبت کو کلیجے سے لگائے ہوئے ہوں۔“

لاڈ نے پوچھا۔ ”اسکو معلوم ہو گیا کہ میں زندہ ہوں؟“

جواب۔ ہاں

لاڈ نے کہا۔ ”کہ تم نے تو یہ میری گرفتاری ہی کی کارروائی کر دی۔“

جواب۔ نہیں نہیں۔ میں نے صرف اُس سے اُس حالت میں مجبوراً ذکر کیا جب وہ تمھارے قتل کے اعتماد پر شادی کے لیے زور دیتا تھا۔

لاڈ نے پوچھا۔ وہ کون شخص ہے؟ اگر اُسپر تمھارا اعتماد نہ ہوتا تو کبھی یہ ذکر نہ کرتیں۔

مارگیرٹ نے جواب دیا۔ وہ بہت ہی ایماندار آدمی اور بڑا ہی شریف زادہ ہے۔ پراوری فارم میں روزانہ برتاؤ سے میں اُسکے خیالِ حلیں سے بخوبی واقف ہوں۔ وہ ایسا شخص نہیں جو تمھارے خلاف خبری کرتا پھرے،

لاڈ بولا۔ تو پھر کیا ہماری شادی کے دن اسکو مشہ بالابنانا۔

مارگیرٹ نے جواب دیا۔ اگر تمکو کچھ اعتراض نہ ہو تو میں اسکے لیے بھی رضامند ہوں۔“

سوال۔ ”اُسکا نام؟“

جواب۔ ”جان سیری۔“

سوال۔ ”باشندہ ٹوٹکشن؟“

جواب۔ ”ہاں۔“

لاڈ نے پوچھا۔ ”وہی نا جو سرکار کی طرف سے بحری محافظ ہے اور جسے میری پیشانی پر گھماؤ خم لگایا تھا۔ جسکے اچھا کرنے میں تمکو سخت تکلیف اٹھانا پڑی تھی؟“

مارگیرٹ بولی کہ۔ ”وہ چوٹ تو کب کی اچھی ہو گئی۔“

لاڈ نے جواب دیا کہ ”نہیں نہیں سبھی کسرباقتی ہے۔
 مارگیرٹ بولی کہ ”تو وہ کس شخص سے نکال دینے کے لئے جس زخم کو اچھا
 کیا ہے اسے آپ کی طبیعت کی بھی اصلاح کر دی ہوگی“
 لاڈ نے کہا ”خدا دیکھنا تو کیسا عوض لیتا ہوں“
 مارگیرٹ بولی کہ ”پیارے ونیم مرد آدمی دل میں کینہ نہیں رکھا کرتے
 اسے بھائی نے بھیجی تیری مہربانیاں کی ہیں۔ اسے یہ راز کبھی ظاہر ہونے دیا
 کہ میں ایک خفیہ فروش کی بی بی ہوں۔“ انھیں لگا۔ کہ اب تم اس عجب سے
 یاد بھی نہیں کیے جاتے میرے اتنا کہنے کا بھرا نہ مانتا مجھے تھا ہے پچھلے عذاب
 کا خواب میں بھی خیال نہیں آتا۔

لاڈ عالم سکوت میں ایک ہاتھ اپنی چھاتی پر رکھے اور ایک ہاتھ مارگیرٹ
 کے گلے میں ڈالے ہوئے پانی کی لہریں گتے لگا۔ اس کے چہرے سے آثار غضب
 نمایاں ہو سکے بدن کا خون آونٹنے اور بدن غصے سے کا پینے لگا۔

مارگیرٹ نے پوچھا ”کیوں کیوں مزاج کیسا ہے؟“
 لاڈ نے جواب دیا۔ ”کچھ یوں ہی سردی کی پھڑپھڑی آگ کی نشانی پر دوا موجود
 ہے۔ کھاؤں گا تو طبیعت بجلی جلی ہو جائے گی،“
 مارگیرٹ نے کہا ”میں جا کر لے آؤں،“

لاڈو لاڈ نہیں نہیں۔ تم نہ جاؤ۔ میں خفیہ فروش ہوں۔ دنیا جھکو تھوکتی
 سچ میں سنے تعاریں رسوائی کر آدمی خیر اب خفیہ فروش تھا ہے گھر چل کر شادی
 کیے لیتا ہے شادی کرنے سے سب سمجھ ہی تو جائیں گے کہ میری شادی پلٹ ہو گئی
 اور شکو بھی کوئی یہ نہ کہے گا کہ تو خفیہ فروش کی جو رہو ہو۔“

مارگیرٹ نے کہا کہ ”اگر تعاریں طبیعت نہیں بدلی تو جو کھوٹیک ہے لیکن
 میری خواہش یہ تھی کہ تم انگریزی ملازمت اختیار کر کے جاز رانی کرتے تو اچھا
 تھا کیونکہ جسے ایک مرتبہ قدیم انگلستان کے جینڈے کے نیچے جاز چلایا آگئی
 معافی میں فرق نہیں۔“

لاڈ نے جواب دیا کہ ”اس معاملے میں زیادہ اصرار نہ کر جھکو، ہیلڈ ہنس

مکی ماتحتی منظور نہیں ہاں اس وقت تمھارے کہنے کا موقع ہو گا جب تم میرے ساتھ
بالینڈ چل کر شادی کر لو۔“

مارگریٹ نے کہا کہ ”میں معقول عذر کر چکی ہوں تم بہت زیادہ زور نہ دو
میں تمھارے لیے کام کاج چھوڑ کر آئی ہوں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کر سکتی
بس اب یہ وعدہ کرو کہ فلان وقت ملاقات ہوگی میرے کام ہر ج پرے
ہیں۔ تمھارے ہی فرصت نہیں۔“

لاڈ بولا کہ ”اب ملاقات کجا۔“

مارگریٹ نے پوچھا ”کیوں۔“

لاڈ نے جواب دیا ”کیون کیون سے کچھ فائدہ نہیں کشتی پر چلی چلو اور
میری بیج و راحت کی شریک ہو جاؤ۔ مجھ کو تمھاری طرف سے اطمینان
ہو جائے اور تم میری مشیر خاص کا کام دو۔“

مارگریٹ نے کہا ”ولیم مجھ کو میرے عزیز واقارب سے چھڑا کر میری تعین
و تعب سے لیے سارے ملک کو پریشان نہ کرو۔ میں بغیر والد سے پوچھے تمھارے
ساتھ کشتی پر نہیں چل سکتی ذرا مدد میدان بنکر گھر چلو اور کھلے بندوں بیچ کھیت
مجھ کو اپنا کر تو بیاہ رہے کہ میری زندگی کا دار و مدار تم ہی پر ہے اور کوئی کسی اور
شخص کو دل نہ دے گی۔“

لاڈ بولا ”لیکن میں تمھارے بغیر کیونکر زندگی قائم رکھوں۔ میں تمھارے
عذر لنگ سننے نہیں آیا۔ مجھ سے لگی لپٹی باتیں نہ کرو جو کہنا ہو صاف صاف
کہ دو۔“

مارگریٹ نے جواب دیا کہ ”میں تمھاری ہوں اور ہمیشہ تمھاری ہی
جی رہوں گی بشرطیکہ سب سے سارے شادی ہو جائے۔“

لاڈ نے کہا ”ہرگز ممکن نہیں۔“

سوال ”کیوں؟“

جواب ”ایسے کہ میں خفیہ فروش ہوں۔“

مارگریٹ ”پہلے تھے تو ہوا کہ واپ تو نہیں ہو۔ تینے پڑا ساتھ ہو۔“

نام بدل ڈالا اب رہے اطوار انکی تبدیلی کا حال محسوس معلوم نہیں۔
لاڈ بولا۔ ”پیری۔ اُسکے بھائی اور اور لوگوں کو تو علم ہے۔ آج ہی رات
کو آنکھوں نے مجھے پہچان لیا۔“

مارگیرٹ نے کہا۔ ”جب نام ہی بدل ڈالا تو پھر کیا؟“
لاڈ نے جواب دیا۔ ”نام تو ضرور بدل گیا خلقت تو نہیں تبدیل ہوئی
میں ہنوز خفیہ فروش ہی ہوں۔“

مارگیرٹ بولی۔ ”نہیں نہیں۔ ایسا نہ کہو۔ تم ایک بڑے مغز شمشک کے
ملازم ہو۔“

لاڈ نے کہا۔ ”محض غلط رائے جس پر حسن خفیہ فروش کی شہرت مبنی ہے
وہ میں ہی ہوں۔“

مارگیرٹ۔ ”یہ نام سن چکی تھی لاڈ کی تقریر سے اُسکے اوسان خطا ہو گئے
عالم حیرت میں اُسکی نظر کشتی پر جم گئی بدن میں حس و حرکت باقی نہ رہی اتنے ہی میں
اُسکا نازک ہاتھ ایک زبردست پیچے کے منجھنے میں کس گیا جیسر وہ گھبرا اٹھی
اور بولی

”یہ دست درازی چہ معنی دارد؟“

جواب۔ ”نہ چلوگی تو زبردستی چلنا پڑے گا۔“

مارگیرٹ۔ ”میں تو ہرگز نہ جاؤں گی۔“

لاڈ۔ ”تم کیا تمھارے فرشتے جا میں گئے۔“

مارگیرٹ بولی۔ ”ولیم۔ شرم شرم شرم۔ کیا محبت اسی کا نام ہے؟“

لاڈ نے جواب دیا۔ ”ہاں ہاں اسی کا نام ہے۔“

مارگیرٹ۔ ”ولیم۔ یہ حرکت بہت ہی ناشائستہ ہے بس ہاتھ چھوڑ دو

لاڈ۔ ”میں تم کو کشتی پر سوار کیے بغیر دم نہ لوں گا۔“

مارگیرٹ۔ ”جب تک جان میں جان ہے تب تک تو ممکن نہیں۔“

لاڈ۔ ”کہتا ہوں۔ سیدھی طرح چلی چلو۔ پھر شکایت نہ کرنا۔“

مارگیرٹ تنگ آگئی اُسکو بھاگ جانے کے سوا اور کچھ چارہ نہ تھا

بس اُس نے ہاتھ جھڑانے کے لیے ایسے ایسے دھنگا رنگائے کہ لاڈ کا خون بھی پسینا ہو گیا اور جب کوئی قابو نہ چلا تو بڑی زور سے سیٹی بجا دی۔ نوٹا ہی ایک شخص کشتی پر بھاگ کر یہ کہتا ہوا آیا کہ

”ہن آتی دیر۔ مگر کچھ مضائقہ نہیں۔ دیر آید درست آید۔“

جان لہف نے شیر کی طرح جھپٹ کر مار گریٹ کے بازو بکریے اور اُس نے بے بسی کی حالت میں زور سے چیخ ماری تو آواز دور تک قانون میں گونج گئی ناظرین کو معلوم ہوا کہ نوجوان بیری اُس جگہ کی طرف سے اپنے مکان کو جا رہا تھا یہ چیخ سُننے ہی وہ آواز پر جا پہنچا اور چاندنی بن دیکھا کہ ایک شخص کسی عورت کو زبردستی پکڑے لیے جا رہا ہے اور دوسرا شخص اُسکے پیچھے چلا نہیں دیتا۔ اُدھر دو ٹکڑے جوان تھے اور یہ اکیلا۔ ایک اور دو کا مقابلہ ہی کیا مگر یہ تھا شیر دل اس سے ضبط نہ ہو سکا زور سے لٹکا رہتا ہی کہ

”اُو بد معاشو چھوڑو عورت کو۔“

مار گریٹ بیری کی آواز پہچان کر چلانے لگی کہ ”جان بھاری دہائی ہے مہ سچا لو۔“

اُس آواز نے دونوں فریقوں سے ڈبھٹ کر ادی۔ بیری سچی محبت پر جان قربان کرنے کو تیار ہو گیا اور اُسکے دو حریف قصاص لینے پر تل گئے۔ لاڈ نے مار گریٹ کو زمین چھوڑ دیا اور جان لہف کے ساتھ بیری پر ٹوٹ پڑا دونوں بڑے تومی الجشتہ اور چالاک و زبردست جہاز رہا تھے اور دونوں کے پاس تلوار بن اور بند و قین و قین۔

لہف نے سامنے آتے ہی اپنی پستول۔۔۔ فیر کی مگر نشانہ خالی گیا۔ بیری کے پاس کوئی ہتھیار نہ تھا پس اُس نے شاہ بلوط کی ایک موٹی شاخ توڑ لی جس سے ایسا آواز کیا کہ حرفت زمین پر ڈھیر ہو گیا اُسکے بعد لاڈ کی باری آئی تو اُس نے بھی بندوق ہی کا نشانہ لگایا جس سے بیری کا باپا بازو بیٹھا رہ گیا۔

بیری کے تحت چوٹ آئی فدا دیرا سکی آنکھوں کے نیچے اندھیل

چھپایا رہا مگر آخر کو منجھلا اور بیرسی لاڈ سے پھری گد کے کی سی جھوٹ ہونے لگی
زندگی اور موت دونوں نے شرط بندی تھی کہ دیکھتے ہیں پالا کسکے ہاتھ رہتا ہو
پہلے بیرسی لاڈ کو مارتا ہوا پیچھے ہٹا لے گیا اور جب اسکی تلوار ہاتھ سے
چھوٹ کر دس گز کے فاصلے پر پانی میں ڈوب گئی تو یکایک اٹ بھی چاق چوہ
ہو کر جا بھٹھا اور چار ہاتھ ایک ہاتھ سے مقابلہ کرنے لگے۔ بیرسی کے پاس
صرف شاہ بلوط کی شاخ تھی اور لاڈ و لطف کے ہاتھوں میں پستولین کیسی کا
قول ہے کہ

”مردے از غیب بروں آید و کارے بکند
چنانچہ اسی مہنگا مہ خونریز کے موقع پر وہ جہاز بھی وہیں آکر لنگر انداز
ہو گیا جو لاڈ کو راستے میں ملا تھا۔

رہنسن کرو سو مار دھار کی آواز سن کر عین اسوقت کناے اتر پڑا۔
جسوقت بہادر اور وفادار بیرسی بیہوش ہو کر زمین پر گر رہی تھا

لطف لاڈ سے بولا کہ
”بس لے۔ اب کھسکو۔“

مارگیر پٹ کو موقع ملا تو وہ وہاں سے بھاگ کر پراپوری فارم میں
آئی اور وہاں کے حاضرین جلسہ سے بااواز بلند کہاتے
”جلدی ساحل پر جاؤ بیرسی قتل ہو رہا ہے“

محافظ شکار گاہ پستولوں کی آواز سن چکا تھا پس ادھر سے وہ
ووڈ پڑا اور ادھر سے دعوت کے شرکار سب نے دیکھا کہ بیرسی بیہوش
پڑا ہوا ہے زخموں سے خون کے فوارے جھوٹ رہے ہیں۔ سانس آتی جاتی
ہے مگر ذرا مشکل سے اور کلمہ دھرتا ہے تو آہستگی کے ساتھ۔

وہ اسکو آہستہ سے اٹھا کر پراپوری فارم میں لے گئے جہاں نوجوان
شانے کے زخم کی تکلیف اور درد کی شدت سے کرا رہا تھا۔

رہنسن کرو سو نے اپنی عادت کے موافق وہی ساگ چھیڑا شروع
کر دیا کہ

بس یہ سب بھوتوں کا فعل تھا۔ اسے نامرد و کم بھی ہوشیار رہتا
کہ میں تم پر بھی چھیٹ نہ آ جاؤں۔ فقط

باب (۸)

علاج معالجہ

مارگریٹ الٹی سیدھی گری تو بہت دیر تک بدحواس رہی اُس نے وہ غلغلہ
سنا جو اُس مجروح کو لانے وقت مکان بھرنے کو سچ رہا تھا جسے ساحل پر اسکی
بھدرودی کر کے پستول کی گولیاں بڑی مردانگی سے کھائی تھیں۔ اسکو اپنے
عاشق سے ملنے کی جو خوشی تھی وہ گویا زہر قاتل ہو گئی۔ اُسکے اسوقت تک
رونگئے کھڑے ہوئے تھے کیجیہ دھڑ دھڑ کانپ رہا تھا۔ مجروح کی زندگی سے
میلوسی اُسکے دل بٹاری تھی اور ایسے ایسے دوسو سات دل میں پیدا
ہو رہے تھے کہ اطمینان کا کوئی پہلو بھی نظر نہ آتا تھا اسی آنا دین ڈاکٹر آگیا
اور مجروح کی حالت دیکھی تو متغیر پائی۔

بڑھا ماری گی بھی ایک ہاتھ مریض کے سر پر رکھے اور ایک ہاتھ سے پہلو ہلاتے ہوئے
بیٹھا تھا اور قبیلے کے لوگ ایک ایک سے پوچھ رہے تھے کہ آخر ہوا کیا؟
راہنسن نے اپنی اگلا شروع کی کہ

”اچھی دہی بھوت آ گئے اور گولی مار دی“

سوال ہوا کہ کیسا بھوت؟ وہ آدمی تھا یا بیچ حج کوئی شیطان؟
راہنسن نے جواب دیا کہ آدمی نہیں وہی بھوت۔ وہی پریت۔ جو کئی دنوں
مچھیر بھی داکر پرچکے میں مگر میرے طلبہ سمون کے اثر سے اگلی بھی پیش نہیں گئی۔
میرے پاس وہ وہ تعویذ ہیں کہ ان کیمبتوں کی کچھ دال نہیں گل پاتی ورنہ یہ تو
مجھ کو کب کا چٹنی کر جیتے ہوتے۔“

یہ کہتے ہی آسنے یہ اگلا شروع کیا کہ

اوفلان - اور اسکے ڈھکے - خبردار آگے قدم نہ بڑھانا بس یہاں سے دور رہ۔
کیون بڑھا چلا آتا ہے ابھی اپنے طلسم سے کام لوں گا تو جل بھن کر رہ جائیگا
سخنہ لوگوں کے دل پر اس مجذوب کی سی بڑکا کچھ اثر نہ ہوا۔ وہ سمجھ گئے
کہ یہ شخص جھٹی ہے اور سوچے کہ مارگریٹ سے تعینش کرنے پر اصل کیفیت
معلوم ہوگی۔

رائیس بولا - ”ہاں ہاں بس یہ بات سچی ہے مارگریٹ کو ضرور بھوتوں کا حال
معلوم ہوگا۔ یہ بھوت جنت ہی جلد مستورات پر غلبہ پاتے جاتے ہیں“
مارگریٹ بلائی گئی جسے رائیس کو دیکھ کر پوچھا کہ
”کیا تم رزائی کے وقت موجود تھے“

رائیس نے جواب دیا - ”ہلے تم بتاؤ کہ تم نے کیا جنگ و جدل دیکھی تینوں
لڑائی سے پیشتر ہی تمکو دیکھ چکا تھا“

مارگریٹ کو اسکے جواب پر کچھ سوال و جواب کا موقع نہ ملا وجہ یہ کہ سڑک
اُس سے پوچھنے لگے کہ کہو ہوا کیا؟ کیا واردات گذری۔ کیا وقوع ہوا یا؟
سوال جواب کے وقت بڑھا۔ رائیس بھوتوں ہی کا دکھڑا اور پریتوں ہی کا لاگ
الاپتا رہا۔ اسکے بعد جب اور سوالات ہوئے تو بڑھا۔ رائیس بولا کہ
پارو تم سب لوگ جانتے ہو کہ ولیم لاڈمر چکا ہے اور اُسکی لاش سمندر کی مین
میں دفن بھی ہو چکی پس اُسکو بھوت پریت کہو گے یا بدستور ولیم لاڈ

مارگریٹ بولی کہ وہ مرا ہی کب؟
رائیس نے جواب دیا - ”موت ہوئی۔ اُسکی ہڈیاں بھی گل شرگئی ہو گئی۔ یہاں
ایک بڑے معتبر شخص سے خبر لگ چکی ہے اور یہ وہ شخص تھا جسے اسکو خود ریت
میں دفنایا ہے۔“

تم لوگوں کو عقل نہیں تم بھوتوں پریتوں کو کیا جانو۔ ولیم لاڈ مر ہی گیا
تب تو بھوت ہو کر مارگریٹ کے مجھے ٹپا ہے۔“

مارگریٹ ان باتوں سے گھبرانے لگی مگر یہاں اس بات کی تصدیق
وصحت ہو رہی تھی کہ ولیم لاڈ زندہ ہے کہ نہیں،

ولیم سمپسن ایک سنجیدہ آدمی تھے اُنکو اس معاملے سے بہت ہی حیرت ہوئی
 اُنھوں نے مارگریٹ سے جا کر پوچھا کہ
 ”آخر کل رات کو تمھیں کون آدمی ملا تھا؟“

مارگریٹ نے جواب دیا۔ آپ سے بہتر۔ آپ سے افضل۔ مگر آپ سے بڑھ
 سمپسن نے کہا کہ میرا مشاہدہ ہے کہ کوئی شخص اس منظر اور نظر تھا یا کوئی اور۔
 مارگریٹ بولی کہ میرا دل غمزدہ ہے اُسے مین نے کہہ دیا کہ
 ”وہ بھوت نہ تھا بلکہ فرشتوں سے اچھا تھا۔“

سمپسن نے کہا کہ تو میری بھی بات یاد رکھو کہ سب سے پہلے اُسی کو پھانسی
 ہوگی وہ صرف اسی سزا کے لیے پیدا ہوا ہے۔
 مارگریٹ بولی کہ تمھارے منظر میں خاک تمکو اس وقت مجھے زبان لڑانے کی
 کیا ضرورت ہے؟

سمپسن نے کہا کہ دیکھتی رہو تمھیں اور اُسے دونوں کو مزہ مل جائے گا۔
 جاتی کہاں ہو مجھے ذرا اطلاع دینے بھری دیر ہے۔“

اس شخص کے طرز کلام سے مارگریٹ کے تن بدن میں آگ لگ رہی تھی
 مگر وہ ضبط کر گئی اور تقریر کا پہلو بدسنے کے لیے بولی کہ

اس شخصیت کو جانے ہی دیجئے فضولیات سے کیا فائدہ؟ حضرت ہنس
 کے پاس جایئے وہ آپ کی صفات طبع کر دینگے۔ سمپسن بولا کہ وہ تو کہتا ہے
 مجھکو اگر ڈاکٹر کا انتظار نہ ہوتا تو میرے جواز کے منکر کب کے اٹھ گئے ہوتے
 تم اُس شخص کا نام کیوں چھپاتی ہو جس سے تم ملی تھیں اور جسکو۔۔۔ جس
 بھوت پریت بتا رہا ہے۔“

مارگریٹ تنگ آگئی اُسے اُنک کر کر سی پر سر رکھ لیا لیکن سمپسن کی زبان
 قہقہے کی طرح چلی ہی گئی اور بولا کہ

ہم ایسوں سے جیسے نہ گمانا تم خفیہ فروش کو پر دے مین رکھنا چاہتی ہو
 مگر یہاں بجائے اچھوڑ ڈالنے والے ہیں خوب یاد رکھنا کہ تم دونوں کی اہلیان
 مٹی پلید ہو جائے گی۔“

مارگیریت اٹھ کر نشست گاہ میں دوڑی گئی اپنے آقا کے قدموں پر سر رکھ دیا اور عرض رسا ہوئی کہ
”اس شخص سے میرا ہنڈ پھڑائیے۔“

یہ تو میرے گلے کے لیے گڑبھرا ہنسنا ہو رہا ہے
آقا کی بی بی نے اس کو اپنے پاس بٹھالیا اور اس کا شوہر یعنی صاحبزادہ اس کے
دوروں باتیں کر کے وہاں سے بیٹھک میں آیا جان ڈاکٹر کو موجود پایا اسے روٹی
دکھا دی اور ڈاکٹر نے پوچھتے ہی ایک تولیا اور گرم پانی کی فرمائش کی بعدہ
مریض کو اچھی طرح چارپائی پر لٹا دیا۔ رگ رگ مٹولی یس یس دیکھی اور مجروح
اعضائی دیکھ بھال کر کے حاضرین سے کہا کہ
”آپ لوگ ذرا اس کو سمجھال کر بٹھائیں۔“

اور پھر آواز دی کہ جان سیری۔ جان سیری ہ مزاج کی کیا کیفیت ہے؟
کئی لوگوں نے یوں نام لے کر پکارا مگر اس نے کچھ جواب دیا نہ حرکت کی
ڈاکٹر نے عضو معقولہ اور اچھی طرح دیکھ بھال کے کہا کہ
”مجباب اس کا شانہ آڑ گیا اور اس کی اصلاح آسان نہیں۔“

لیکن گھبراہٹ محض فضول ہے میں دعوے کے ساتھ اس کو اچھا کیے دیتا ہوں
اچھا آپ لوگ ذرا سنبھالے ہیں میں اپنی حکمت سے تدبیر کرتا ہوں
ڈاکٹر نے ایک گولی تو شانے سے نکالی اور دوسری سینے سے نکال کر
مرہم پٹی کرنے کے بعد ہوش و حواس کی درستی کے واسطے دوا میں لکھ دین اور
صحت کا اطمینان دلا کر چلنے کو آٹھ کھڑا ہوا

مارگیریت ڈاکٹر کی ہدایت کے موافق فلائین سے مجروح کے ہاتھ پاؤں
وغیرہ سنکتی جاتی تھی اس کی زبان پر کوئی حرف نہ آنے پاتا تھا مگر زخمی کی حالت
لو دیکھ دیکھ کر آنسو نہ جھکتے تھے۔

ڈاکٹر نے اس کی حالت اطمینان بخش دہن نشین کرا کے دوا کا نسخہ جوالے کیا
اور بالین مریض کی گفتگو میں بہتر ہو گئی۔

ابن کی زبان کب چپ رہنے والی تھی اسے وہی بہوتوں پر بتوں کا

راگ چھتر کر مغز چرنا شروع کر دیا اور غلط وہی تھی کہ لاڈ جب مرچا ہے تو نہ
کیونکہ ہونگنا بر ضرر وہ پریت ہو گیا ہے جسے مین بچشم خود ساحل پر حملہ کرتے ہو
دیکھ چکا ہوں اگر اس وقت میں نہ پہنچ جانا اور میرے جاوے اثر تعویذ کا گر نہ ہو
تو مارگریٹ تو کیا یہاں کے سب لوگ اس کے زور اٹھا جا ہو جائے یہی نہیں بلکہ
مجھ کو اب بھی اندیشہ ہے کہ اگر میں یہاں نہ ہوں تو کسی کی غیریت نہیں۔

ڈاکٹر کے سے باہر آیا لوگوں نے صوبہ معمول اس سے مریض کی حالت
دریافت کی تو اس نے بیان کیا کہ ضرب تو ضرور شدید و تھلک ہے لیکن جان کا
کئی بات نہیں۔ انشاء اللہ مریض میں نے بھرمین اچھا ہو جائے گا صرف عندا کا
پرہیز چاہیے اور جس حرکت میں احتیاط۔

علامہ برین اس کے دل کو کوئی صدمہ نہ پہنچنے پائے اور جو بات ہو وہ خاطر
کے خلاف نہ ہو۔

اس کے بعد ڈاکٹر نے مارگریٹ کی نبض دیکھی اور تشخیص کی کہ ضرور حرارت تلی
مارگریٹ نے شکریہ ادا کر کے قلبی حرارت کی تشخیص پر صا د کیا۔ اور اس کا
سبب وہ واقعہ بتایا جس سے اس کی طبیعت اس وقت تک پریشان تھی۔
ڈاکٹر نے پوچھا کہ آخر تمھارے ایسے عاشق ڈاکٹر کو یہ حرکت کرنے کی کیا
ہمت ہوئی؟

مارگریٹ نے جواب دیا کہ میری زبان سے میری کا ذکر نکل گیا تھا،
ڈاکٹر بولا کہ یہ کہو رقابت کی بات پیش آگئی۔

مارگریٹ نے کہا کہ میں تو ذکر کرتی مگر لاڈ کو ترجیح دینا تھی اس لیے کجفت زبان
کو سچ بولنے میں عار نہ ہو۔

ڈاکٹر بولا کہ بڑے غضب کا معاملہ ہے اگر خدا نخواستہ میری مر گیا تو لاڈ کو
پھانسی سے نہیں بچ سکتا۔

مارگریٹ نے کہا کہ تو بس میری سلامتی کے واسطے دعا کیجئے اور کیا عرض کروں
ڈاکٹر نے پوچھا کہ یہ تم دنیا کے دکھلاوے کی نظر سے کہتی ہو یا الفت کی نظر سے
مارگریٹ نے جواب دیا۔ خواہ کسی نظر سے ہو میں اسے ایک

نوجوان سمجھتی ہوں۔ وہ مر جائے گا تو اُسکے والدین کو بڑا ہی صدمہ ہو گا،
ڈاکٹر بولا کہ۔ واقعی اُسکے والدین جیتے جی ہی مر جائیں گے۔ میں سچے
دل سے چاہتا ہوں کہ وہ اچھا ہو جائے اُسکے تندرست ہونے ہی پر لاڈ کی
زندگی کا دار و مدار ہے ورنہ زبان۔

ڈاکٹر نے چلتے وقت ہدایت کر دی کہ مریض بڑے سویرے ہی اپنے والدین
کے بیان پہنچا دیا جائے تو بہتر ہے چنانچہ وہ خبر پاتے ہی آہو پئے اور
اپنے نور نظر کو بڑے انتظام سے اپنے مکان میں لے گئے جہاں الفت دری
و مہر ماری نے علاج معالجے میں کوئی کسر نہ چھوڑی وہ اسکی مایوسی ٹکٹیف
کے وقت تسلی و تشفی دیتے اور ہر وقت ہاتھوں ہی میں دل لیے بہتے تھے
باپ کو مارگریٹ اور بیڑی کے عاشقانہ تعلقات کی خبر بھی لہذا وہ بھگتا رہتا
تھا کہ طبیعت اچھی ہوئے تو اجنبی امکانات کو شش سے کبھی دریغ نہ کر کے
تکلو تمھاری مراد پر پہنچا دوں گا،

قصہ کو ناہ بیڑی کے لیے استراحت کا معقول انتظام ہو گیا اور والدین
بڑی دجائی کے ساتھ اسکی تیمارداری کرنے لگے جس سے اسکی حالت میں
نمایان تبدیلی کا خوش کن آغاز شروع ہو گیا۔

باب (۹)

خلجان

ہوا موافق تھی موسم طوفان خیز تھا لہذا اُن دونوں جہاز رانوں نے
اپنی کشتی کا لنگر اٹھا دیا جنکو فوراً اوپر پہلے ٹون خرابے سے ساقبہ اور سامنا
ہوا تھا کشتی روانہ ہوئی پانی کے جزر و مد اور موجوں کے کلاطم سے کچھ بھی
زحمت نہ ہونے پائی اور اُسے اپنے سواروں کو راتوں ہی رات منزل مقصود پر
پہنچا دیا۔

پاکستان کو رات بھر بیڑی کے رشک و حسد سے نیند نہ آئی اُسکی آنکھوں

غصے کی چٹکاریاں اڑتی رہیں اور اسکے چہرے سے غیظ و غضب کے شعلے
 ہی بھڑکتے رہے۔ آلوسی دریا کے پار ہونا سول نہ تھا اسکو عجب رکرتے ہوئے
 بڑے بڑے جیالوں کے چھٹکے چھوٹتے تھے مگر انکے لیے ایک مشکل اور یہ بھی
 کہ کہیں مجید نہ ٹھل جائے اور سزا میں نہ ٹھگتا پڑیں۔

مگر شکر ہے کہ دن نکل آیا آفتاب کی روشنی پھیل گئی اور اُٹھون نے وہ سنا
 کی حالت میں ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر دینی کشتی کھینا شروع کی
 جہاز انون میں بڑی ٹکنب ہوئی اُپر سے ہی اندیشہ خوف میں مبتلا ہے
 کپتان برگڈ بھی بوکھلایا ہوا بھڑٹا تھا کہ کہیں سرکاری دور آتی نہ ہو مگر دراصل
 کچھ بات نہ تھی۔ ول نہ کشتی پر سوار تھا وہ مائے خوف کے خشکی پر نہ آتا اسکو
 یہ بھی دہشت تھی کہ کہیں ہیر کی یا کوئی آسکا حا جی غرض لینے نہ آتا ہو۔

ان لوگوں کی جان ہر وقت معرضِ خسرین رہا کرتی تھی وہ لوٹ مار کا
 موقع ہو خواہ سیرتک رہا ہر وقت یہ خوفِ نین بھینس رہے۔ بے تحاشے اور جو نہ گھٹتا
 غنیمت سمجھا جاتا تھا۔ جان بچاؤ پستان پر گڑھے سے نہ تھی ہو۔ دیوں لڑکی سا
 سرگزشت بیان کی۔

برگڈ نے کہا۔ ورنہ دینے کیا تھا تو بہت سی غراب بچن یہ کہو کہ بچ گیا
 ورنہ وہ ہوتا اور اس پس پرچ کا قید نہ جان سے چٹانسی کے جیسے بجات
 ہی نہ ہوتی۔

جان بچاؤ دین ایک تیرناتہ ہون سکا تو جہاں۔ خون کی ہر
 سے آڑا ہی دیا جائے اور ہم سب ہر سن ہر سن کے نام سے پکارا کریں
 ول نہ تو کے نام کی شہرت ہو چکی ہے۔ ایسے سکا نتیجہ ٹیک نہیں۔

کپتان برگڈ نے کہا کہ ول نہ ڈیرا خوش نصیب آدمی ہے دیکھ لیتا کہ
 ایک دن وہ روئے زمین کا گزبے محو میں مسکو جو۔ دراز مقام پر بھیج دیا
 اور چوسن بے کہتی کے نام سے عمور و غیرہ کی تجارت کر کے فائدہ اٹھا دیا
 کپتان لنگ کی خفیہ برائی اس کے جہاز کے لیے طعن میں رہا آتی کی رہا ہے
 مگر اپنی اس سیدہ جیسے کی بارہویں تاریخ کو طاعت کا رسم پڑھا کر

مقام کی بچہ نہ ہو گئی اور کوئی بات باقی نہ رہی جو طے نہ ہو گئی ہو۔
 اسی وقت حاضرین موقع نے ایک ایک کا جام صحت نوش کیا
 اور بجز اٹلانٹک عبور ہونے کے واسطے سب نے دعائیں کیں جسکے آگے
 کی مسافت تین مہینے سے کم نہ تھی۔

مالک جہاز نے سب کو بخوابین تقسیم کر دین اور زار راہ کی ضرورتوں
 کے لیے کافی ودافی سرمایہ دیدیا تاکہ راستے میں کسی کو کسی قسم کی تکلیف
 نہ ہو۔

سب نے اپنے مالک کے حکم کی تعمیل کی ایک ایک کر کے جہاز پر سوار ہوئے
 اور طے کر لیا کہ کس کس مقام سے گزر کر منزل مقصود پر پہنچنا ہوگا۔
 اسی اثنا میں برسی پر حملہ آوری کا ملک بھڑین اعلان ہو گیا۔ اشتہار
 جاری ہوئے مجرموں کی گرفتاری کے واسطے انعام مقرر کیے گئے۔ جاسوسوں
 نے سراغ رسانی کا بیڑا اٹھایا۔ بخر چھوٹے ام نو بیان تیار کی گئیں اور
 حکمہ سراغ رسانی نے تیل پانی ایک کرنا شروع کر دیا لیکن جان لفت کا جہاز
 اپنے کپتان کو لیکر کین کا گمین پہنچ چکا تھا ایسے کوئی خطرے کی بات
 پیش نہ آئی اور اہل جہاز حسب معمول اپنے فنکار مارتے ہوئے ساحل مراد پر
 پہنچ گئے جہاں خفیہ فردشون کی جماعت نے بے ہوش و خروش سے خیر مقدم
 کر کے آخر میں اطلاع کی کہ

جناب۔ آپ لوگ تو ہمیں آفت میں چھوڑ کر مرے میں ہے خرابی ہوئی تو
 ہم لوگوں کی۔ نو جوان برسی کے قاتلوں کی سراغ رسانی کے واسطے دوبارہ حاضر
 روپیہ کا انعام مشہور ہوا ہے حکمہ تفتیش و جرائم کے اہلکاروں نے ہمارے
 ناگ میں دم کر دیا جب دیکھے سر پر سوار ہیں جڑی مشکلوں سے ابلک جان
 بھی ہے۔ ہم تو بیان سے کہہ سکتے ہیں اب آپ جانیں اور آپ کا کام۔
 نیکی بدی کے آپ ذمہ دار۔ مگر یاد رکھیے کہ یہاں جان جو شکون لکھی ہوئی
 ہے اچھا پہلوگ تو رخصت ہوتے ہیں۔

یہ کہنے ہی ان لوگوں نے اپنا سب مال و سلب جہاز پر لا دیا اور وہاں سے چلے گئے

باب (۱۰)

”مفارقت“

بیری کے والدین اور ارباب خاندان کو ایک بہادر بیٹے کو اپنے یہاں بستر علالت پر پا کر نفرت و تکلیف ہوئی انھوں نے جرمی محبت سے اپنے محنت جگر کو بھائی سے لگا با اور بیمار داری میں مشغول ہو گئے۔ اس کے زخم رفتہ رفتہ اچھے ہونے لگے اور ہوتے ہوئے ایک روز اس نے خفیہ فرشتوں کے جنگ و جہل کی خبر بھی تو تھجہ کا زبرد کی تحقیقات کا از حد شوق پیدا ہوا اور بھائی اور وڈو سے ملاقات کرنے کی وجہں سوچ رہی۔ اس سے باب کو اور وڈو کا پتہ ٹھکانا معلوم نہ تھا لیکن اس نے اس کی تلاش میں آدمی بھیجے تو وہ رخصت لیکر اپنے والدین اور بیمار بھائی کے دیکھنے کو آیا با توں با توں میں لگا کا ذکر چھڑ گیا تو اور وڈو نے کہا کہ

”میں اس سے خوب واقف ہوں وہ اپنے بچاؤ کے لیے نام اور مقام تبدیل کرنا رہتا ہے۔ میں اس کو گرفتار کر سکتا ہوں مگر وہ ضرور سامنا ہونے ہی بچھڑا کر دے گا۔“

بیری نے کہا۔ اچھی نہیں۔ وہ سمند میں ڈوب جائے گا تھا رہا با ہی کیا سنگا اور وڈو بولا۔ کیونکر معلوم ہوگا کہ وہ مر گیا جب تک اس کی لاش نہ ملے تب تک موت کا یقین کرنا بے فائدہ ہے۔“

بیری اور وڈو کی باتوں سے یہ معلوم ہو گیا کہ دونوں لاڈ کے خون کے پیاسے ہو رہے ہیں۔ مریض اپنے بھائی کے قیام کے نہانے میں خوش و غم رہنے لگا اور اس کی صحت روز افزوں ترقی کرنے لگی جب اور وڈو کی رخصت ختم ہو گئی تو دونوں ایک ساتھ پہاڑی پر سیر کرتے ہوئے دکھائی دیے اور یہ باتیں ہونے لگیں جب تک کوئی اندیشہ کی بات نہیں میں تمھارا مجید دل چاہتا ہوں کہ کون کا اندوہی میں معلق رہنے نہ کروں گا۔ میں تم کو اپنی نقل و حرکت کا

خبر بھی دیتا رہوں گا۔“
جیک نے کہا۔ تم خوب ہوشیاری رکھنا۔ میرے واسطے اپنی جان
خطرے میں ڈالنا درست نہیں۔ تمہارا رویاں بھی دکھا کر مجھ کو بڑا ہی صدمہ
ہو گا۔“

بھائی نے جواب دیا کہ آپ پر جان بھی نصیب ہو تو میں اپنے کو بڑا ہی
فوش نصیب سمجھوں۔“
جیک نے اپنے پیارے بھائی کو رخصت کیا اور ڈوڈن دھچ کی طرف
روانہ ہو گیا جہاں وہ ملازم تھا۔

نوجوان سیری خوش و خرم اپنے گھر واپس آیا باپ کے کاروبار میں مدد
دینا شروع کی اور کبھی کبھی اپنی بہنوں کے ساتھ بھی کھیل کر دل بہلا دیتا
تھا والدین کو اطمینان ہو گیا کہ موسم بہار میں اُسکی اہلی صحت پھر عود کر آئے گی
اور وہ پہلے سے بھی زیادہ تندرست ہو جائے گا۔

اب غریب ماگیرٹ کا حال سنئے کہ اُسکے دل کو کوفتوں سے کسی وقت
نجات نہ تھی۔ ولیم لاڈ کی گرفتاری کے واسطے اشتہار جاری اور انعامات
مستمر تھے پس اُسکو ہر وقت یہی دھڑکا رہتا تھا کہ کہیں وہ گرفتار نہ ہو گیا ہو
بلکہ بارہا یہ خبر بھی سنائی دی جاتی تھی کہ اُسکا محبوب جان نواز یا بھولان ہو گیا
نومبر کے پہلے میں وہ آقا سے رخصت ہو کر اپنے والدین کی خدمت میں آئی
یہاں افلاس کا ایسا دور دوڑا ہوا کہ اسے عشق و محبت کی سخت آزمائش کا
موقع پیش آیا۔ موسم سرما شروع ہی ہوا تھا کہ نوجوان سیری اُسکی ملاقات کو آیا
اس وقت یہ پہلے سے بہت ہی زیادہ کمزور و نحیف تھا لیکن ماگیرٹ کو اس بات
سے بڑی ہی خوشی ہوئی کہ وہ نوٹنگھم سے پایادہ آیا ہے اُسے بڑی خاطر
تواضع سے بٹھالیا اور بہت کچھ آؤ بھگت کی۔

اس وقت دوہر پر دو بج چکے تھے اُسکا باپ کیمت میں کٹائی کر رہا تھا۔ اُسکی
مان کوٹھے پر لیٹی ہوئی تھی چھوٹا بھائی بھڑیاں چر رہا تھا اور وہ بند تیرتھائی
اُسے سیری کی گذشتہ مہربانیوں اور خصوصاً اُس روز کی جانبا زیول کا

شکریہ ادا کیا جب وہ زخمی ہوا تھا۔
 میری نے جواب دیا کہ ”شکر گزاری کی کون بات ہے؟ میں نے جو کچھ خدمت
 کی وہ داخل فرض بنتی اسکا کسی پر احسان ہی کیا۔
 مجھے تمھاری تارک لوطنی کا بڑا افسوس ہے اب تمھیں یہیں رہنا منظور ہے
 یا کہیں اور ملازمت اختیار کرو گی۔“

مارگیرٹ بولی کہ اب تو میں بریڈ سٹن میں اپنے چھائیڈر کے پاس رہو گی
 جنھوں نے مہربانی سے مجھ کو یاد فرمایا ہے۔ وہ رہتے تھے یہ مجھے مکان دینے کا
 نوجوان نے کہا ”تمھیں مکان کا توڑا اب کیا میرا کھڑا کھڑا نہیں۔“
 میں خاص سچی بات پوچھنے کے لیے آیا ہوں مہربانی کر کے تشفی بخش جواب
 دینا۔“

مارگیرٹ نے جواب دیا۔ میں آپ کی مہربانی کا شکریہ ادا کرتی ہوں ہے نصیب
 کہ میری زندگی آپ کی خدمت گزاری و رضا جوئی میں صرف ہو مگر کیا عرض کروں
 کہ ایک بات سے مجھ پر ہون۔“
 میری نے پوچھا کہ ”وہ کیا؟“

مارگیرٹ نے جواب دیا۔ ”وہی جسے آپ بخوبی جانتے ہیں یعنی جب تک
 ولیم لاؤ زندہ ہے اور جس وقت تک اس کے مرنے کا علم نہ ہو جائے گا تب تک
 میں کسی کے ساتھ شادی نہ کروں گی۔“

میری نے کہا۔ ”تکو اسکی خطرناک زندگی اور سمندر کے خطرات کا حال معلوم
 ہونے پر بھی وہی خیال خام اور وہی پہلا خطبہ بانی ہے۔“
 مارگیرٹ بولی۔ ”جی ہاں۔ اس بات کا افسوس ضرور ہے لیکن خدا پر ہجو
 کرتی ہوں جو مقلب القلوب ہے وہ چاہے تو بد کو نیک کر دینا اس کے نزدیک
 کچھ مشکل امر نہیں چنانچہ جب تک دم میں دم ہے تب تک اسی عقیدے پر
 جمی رہو گی۔“

میری نے کہا۔ ”مگر یہ سب خیال خام ہی ہے دیکھ لینا ایک روز کوئی نہ کوئی
 سمندر اسکو بہہ مٹ کر جائے گا۔“

مارگریٹ نے جواب دیا۔ باشر۔ مگر چاہے جس قدر دت تک مجھ کو ٹھیک خبر معلوم نہ ہو میں اپنے خیال کو نہ بدلوں گی۔
 سیری نے پوچھا کہ اگر کوئی اُسکو اپنی آنکھوں سے مردہ دیکھ چکا ہو تو اُسکی بات کے یقین کرنے میں تو تم کو تامل نہ کرنا پڑے گا؟
 مارگریٹ نے جواب دیا۔ نہیں، جب تک خود آنکھوں سے نہ دیکھ لوں گی یا کئی آدمیوں سے کافی شہادت نہ ملے گی تب تک مجھ کو اُسکی موت کا یقین اگر گزہر گز نہ آئے گا۔
 سیری نے پوچھا۔ اگر اُسکی موت کی تصدیق ہو گئی تب تو مجھ کو یاوسی کی نہیں؟
 مارگریٹ نے جواب دیا۔ بشرطیکہ میں اُسوقت تک زندہ رہی مگر آپ کی باتوں سے میرے کان کھڑے ہوتے ہیں۔ فرمائیے کہ میں آپ نے کوئی بد خبر تو نہیں سنی ہے۔ لٹل جلد بیان کر دیجئے؟
 سیری بولا کہ پیاری مارگریٹ۔ تمہارے نازک دل کو صدمہ پہنچے گا اسلئے معاف ہی رکھو۔
 مارگریٹ نے کہا۔ خدا کے لیے جو کچھ بات ہو کہڑا لیے۔ مجھے ضبط و تحمل کی تاب نہیں۔

سیری بولا۔ "افسوس ول لاؤ دنیا سے رخصت ہو گیا۔"
 سوال۔ کیسے معلوم ہوا؟
 جواب۔ میں نے اُسکو چشم خود دیکھا تھا؟
 سوال۔ کہاں؟
 جواب۔ یہاں جیسی فری میں؟
 سوال۔ کیونکر معلوم ہوا کہ وہ لاڈھی کی لاش تھی؟
 جواب۔ میرے بھائی نے اُسکی ٹوٹی پھوٹی کشتی رات کو دیکھی تھی لاڈھے پاس ہی تین اور شخص بھی مردہ پڑے ہوئے تھے۔ بھائی نے مجھ کو اطلاع دی تو میں نے باڈی میں جا کر لاڈ کو دیکھا۔
 معاف کرنا کہ میرے پیٹ میں بات نہ پچی اور تم کو نائن نائن مغموم کر دیا۔

مارگیریت بولی کہ اُس میں آپ کا کیا قصور؟
 آپ نے جو سنایا دیکھا وہ کہہ دیا مگر جب تک میں اپنی آنکھوں سے
 دیکھ نہ توں گی تب تک اعتبار کر ہی نہیں سکتی تو جھجکاؤ آئی جان کا ہمیشہ کھٹکا
 لگا رہتا ہے لیکن خدا کی قدرت سے مایوس نہیں ہوئی کیونکہ جانتی ہوں
 وہ بڑا سبب الاسباب ہے۔

بیری نے کہا مگر وہ شخص ایسا تھا جسکے اطوار درست ہو سکتے مارگیریت بولی۔ خیر یہ تو
 خیال ہے لیکن جھجکاؤ جانا فرض ہو گیا میں ابھی جاتی ہوں۔ بالفعل آپ اچھے
 ذکر نہ کریں مجھے واقعات ماضی پر نظر غائر ڈال کر آئندہ زندگی کے معاملات پر غور کرنا ہے
 ہاں ذرا یہ تو بتائیے کہ غریب لاڈ کی لاش کہاں دیکھنے کو ملے گی۔
 بیری نے جواب دیا۔ بادھسی فری کے کشتی خانے میں۔

مارگیریت فوراً چلنے کو اٹھ کھڑی ہوئی بیری نے پوچھا
 کیونکر جاؤ گی؟ میں کبھی یہ حفاظت ہو چکا آؤں؟
 مارگیریت نے جواب دیا۔ آپ کو تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں ہاں
 گھوڑا گاڑی دیدیجئے تو بڑی عنایت ہو۔ میرا چھوٹا بھائی مجھے ہو چکا دیکھا
 بیری نے کہا یہ گاڑی تو آدھ گھٹنے میں حاضر ہو جائیگی۔ اسے علاوہ
 کچھ اور حکم تو نہیں۔

مارگیریت بولی کہ اور کچھ نہیں۔ فقط شکریہ قبول ہوا اور اگر کل آپ یہیں
 تکلیف کریں تو میں قدم بوسی کر اپنا فخر سمجھوں گی۔
 بیری بہت اچھا، کہکر رخصت ہوا اسکو خوشی تھی کہ لاش کشتی پر
 مل گئی تو پو پو بارہ ہو جائیگی اور اپنی خوش کن امیدیں گھر پہنچتے ہی گھی
 بھجوا دی۔

بیری کو رات پہاڑ ہو گئی، گھنٹے گنتے گنتے اندھی روگ آ گیا احمد
 خدا خدا کر کے ملاقات کا وقت آیا تو مارگیریت کے مکان پر پہنچا جہاں
 وہ بادھسی کے دایس آجلی تھی۔ گویہ کچھ فکر مند معلوم ہوئی تھی مگر بیری کا شکریہ
 ادا کیا اور بولی کہ۔

میں گئی تو آپ کے بھائی سے ملاقات ہوئی وہ بڑی مہربانی سے پیش آئے لیکن خطا معاف آپ اور آپ کے بھائی کو بڑا مغالطہ ہوا،
بیری نے کہا ”مغالطہ چہ معنی دارد؟ میرے بھائی اور لاڈ سے تو بچنی
واقفیت تھی۔

مارگیرٹ بولی ”واقفیت ہو کرے
مگر میں نے تو مغالطہ اور ہی کچھ پایا۔ میں نے آپ کے بھائی سے لاڈ لے
لے تھے کا وہ زخم دریافت کیا جس کا میں نے علاج کیا تھا مگر وہ نہ بتا سکا۔
اگر مجھے یہ شناخت نہ ہوتی تو میں بھی دھوکا کھا جاتی مگر الحمد للہ کہ وہ شخص
ولیم لاڈ نہ تھا۔

آپ کے بھائی نے ایک روز کی رخصت لی ہے غالباً وہ آپ سے اس
مغالطے کا ذکر کرنے کے لیے آپ سے ملے گا۔
بیری کی بندھی امیدیں ٹوٹ گئیں ماریو نے اس کا دل شکستہ کر دیا وہ بولا کہ
”خیر اب میں اس ملک کو خیر باد کہتا ہوں مجھ کو ہواں رہنا تو ارا نہیں کناڈا
میں زندگی کے دن کا توں گا لیکن تمہاری یاد کبھی فراموش نہ ہوگی ہر وقت
تمہاری تصویر تصور کی آنکھوں میں جڑی رکھوں گا۔ تم بھی اگر کبھی بھی یاد
کر لیا کرو گی تو احسان ہو گا۔

مارگیرٹ نے جواب دیا ”میں بھلا آپ کی عنایتوں کو فراموش کر سکتی
ہوں۔ ایک غریب لڑکی کے دل سے کبھی آپ کے احسانات بھولنے والے ہیں
خدا آپ کو ہمیشہ سلامت باکرامت رکھے میری دعا ہر وقت یہی ہوگی
بیری نے کہا کہ نہ جانے مجھ کو خدا کہاں لے جائے ایسے ایک مرتبہ
آخری سلام اور کرجاؤں گا اچھا اب میں رخصت۔
دونوں نے گرجوشتی سے مصافحہ کیا اور ہر ایک نے ایک دوسرے
کے لیے دعاے خیر کی۔

بیری مکان بر آیا تو اوڈوڈ کو موجود پایا دونوں بھائی باہر میں ہاتھ
یلے ہوئے کھیتوں کی طرف نکل گئے جہاں اوڈوڈ بیری نے مارگیرٹ

کی ملاقات - اپنے مغالطے اور رائیگریٹ کی خوشی وغیرہ کا بڑے موثر الفاظ میں ذکر کیا اور یقین دلایا کہ ”رائیگریٹ کی الفت صادق ایسی نہیں جو زندگی بھر اسکے دل سے نکل سکے“

نوجوان بیری کی حالت اسکے بعد سنبھل گئی وہ بڑے ذوق و شوق کا روبرو کرنے لگا اور آئندہ زندگی کے زمانے کی خوش کن پیش بندیاں دکھائی دے رہی تھیں۔

باب (۱۱) آخری ملاقات

اس زمانے میں نیوساوتھ ویلز اور گورنمنٹ کے مابین یہ عہد نامہ ہو چکا تھا کہ بوٹانی بے اوپلورٹ جیکسن میں جہازوں کی آمد و رفت جاری کی جائے مگر انتظام چوکس نہوایا طوائف الملوکی کے سبب سے کسانوں نے دھان کی بود و باش پسند کی حالانکہ سوسو ایکری زمین بہت ہی سستے دام پر دیجاتی تھی۔

ایک روز نوجوان بیری نے اپنے باپ سے تذکرہ کیا تو اس نے کچھ رقم دیکر اسکی حوصلہ افزائی کر دی۔

اتفاق سے کپتان جانسن کا ایک جہاز اسی نوآبادی میں عنقریب ہی جانے کو تھا چنانچہ ملاقات ہونے پر کپتان نے بہت سی رعایتوں کے وعدے کیے اور تمام ضروری سامان مہیا کر دیا۔

اہل خاندان نے بیری کی دعا کی جدائی کو مد نظر رکھ کر اسکے لیے تحائف تیار کیے بنوں نے دو شائے بنا دیے اور اہل خاندان و اہل قصبہ نے سوتی اور ادنیٰ کپڑے سی ہی کر نذر کرنا شروع کیے۔

آخر جہاز کی روانگی کا دن آگیا۔ غریب عازم سفر کو چلتے وقت مارگریٹ کی یاد آئی وہ حسب وعدہ آخری ملاقات کے لیے اس کے گھر جا پہنچا اور بڑے عزم و محبت سے بولا کہ

”پیارے مارگریٹ - آخری سلام کے لیے حاضر ہوا ہوں ایک ایسی
نو آبادی کا سفر دیش ہے جہاں بیک خیال کے بھی باتوں شل ہوتے ہیں“
مارگریٹ نے جواب دیا ”ہاں یہ کیسے بہت اچھا سفر وقت مبارک
میری بولا ”پیارے یا درکنہ کہ جب تک قالب عفری میں جان ہے
تب تک تمھارے سو کسی کی الفت کو دل میں جگہ نہ دوں گا خواہ کتنا ہی
عروج ہو جائے خواہ گھر میں کتنی ہی دولت تھی بڑی ہوشا دی کا نام نہ لوں گا
مارگریٹ نے کہا ”جناب - ایسا نہ کیے - ایسی باتوں سے جھکو دکھ ہوتا
آپ ابھی نو جوان ہیں آپ کو بچوں پر سونا چاہیے - کائنات میں رہنے کے قابل
نہیں ذرا دوسرے ملک کی ہوا گھنے دیجئے آپ کا یہ خیال خود بخود تبدیل ہو جائیگا
میری بولا - میری نسبت ایسا اگمان کبھی نہ کرنا - اگر تم مستقل مزاج ہو تو میں بھی
ثابت قدم ہوں اگر تمھارا خیال تبدیل ہو سکتا ہو گا تو میں بھی کچھ اور کا اور
ہو سکتا ہوں - میری آرزو تو یہ ہے کہ تم میری زندگی کا سرمایہ بن جاؤ لاڈ بہ معاش
ہے آس کا خیال چھوڑ دو اور میرے ساتھ چلی جاؤ میں کل سو برس پہلے شادی
کر لوں گا تب جہاز پر قدم رکھوں گا - کپتان دس بجے جہاز لے آئے تھے گاہم تم
دونوں جہاز ہی پر بیٹھی مون منائیں گے -

پیارے بیچ کتنا ہوں کہ لاڈ کے ساتھ تمھاری زندگی حرام ہو جائے گی
مجال کیا ایک دن بھی عیش سے رہ سکو۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ تم مجھ پر
اسکو کیوں ترجیح دیتی ہو؟ اس میں کوئی سبب کبھی نظر آتا ہے۔ میں خدا کو
حاضر ناظر کر کے کتنا ہوں کہ عمر بھر بڑے عیش و آرام سے رکھوں گا،
ماریگرٹ پہلے تو کچھ دیر خاموش رہی بعدہ بولی کہ

”جناب مجھ کو معاف ہی رکھیے۔ میں قول سے بے قول ہونا نہیں چاہتی
میں نے یہ زبان ہے دو انگل کا چمڑا نہیں۔ گو میری پسند ٹھیک نہ آتے

تب بھی میں زندگی بھر اپنے قول سے پھرنا نہیں چاہتی۔ اس میں کچھ کلام نہیں کہ

آپ بہت ہی معقول شخص ہیں مگر لڑکوں کو آپ سے بہتر ہی سمجھتی ہوں پس آپ اب اس بات پر غور کریں۔ میرا دل میرے قابو سے باہر ہے۔ میری طبیعت کا جلال اس کی طرف زندگی بھر رہے گا۔

بیری نے کہا یہ تو اچھا میرے یہ آخری الفاظ سن رکھو اگر ان کو بھی نہ
اس کان سے اُس کان اڑاؤ الا تو بس میں ہمیشہ کے لیے تنہا رہ جاؤں گا
یاد رکھو کہ جس طرح تم لاڈ کو پیار کرتی ہو وہ اُس طرح مجھے محبت نہیں
کرتا اگر اُسکو تمھاری کچھ بھی الفت ہوتی تو میں مجھے اصرار نہ کرتا وہ واقعی
تمھارے قابل نہیں۔ ایک بڑا ہی بیہودہ آدمی ہے۔ میری بات پتھر کی لکڑی
وہ بکو تباہ کر دے گا تم اُسکے ساتھ برباد ہو جاؤ گی کسی کام کی نہ رہو گی آج
نہ معلوم اُس نے تمھاری کتنی آرزوؤں کا خون کیا اور خدا جانے کیسے کیسے
صدے دیے ہیں وہ تمکو بھی اپنے ساتھ لے ڈوبے گا۔ جنگلون جنگلون
کی ٹھوکریں کھائے لگائے بس صاف صاف کہہ دو کہ میری استدعا منظور
ہے یا نہیں۔

آئیں گے۔ میرے جواب دیا کہ جان سیری یون تو میں آپ کی لوثی ہوں
مگر خواہش پوری نہیں کر سکتی۔ اسکو دل میں محفوظ ہی رکھیے۔ سیری
مایوسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور رخصتی سلام کر کے بولا کہ

اچھا یہ تحفہ تو قبول کر کے نشانی کے طور پر اپنے پاس رکھے رہو گی
 پڑھی نہیں مگر خیر کبھی نہ کبھی پڑھ جاؤ گی تو میری سوغات کام دے رہی
 جو میری والدہ نے مجھ کو عنایت کی ہے۔ اچھا اب میں غصت میرا تحفہ
 احتیاط سے رکھنا۔ خدا تمکو برکت دے گا۔ اب مجھے زندگی بھر نہ دیکھا۔
 یہ لکھ کر اس نے ایک چھوٹی انجیل مارگریٹ کے ہاتھ پر رکھ دی جسکی جلد
 میں دو نوٹ سو سو دو سو کے رکھے ہوئے تھے جنسے کسی غریب ملک میں
 ایک نوادار مسافر بڑی آسائش کے ساتھ بسر و تجارت کر سکتا تھا۔

ایک روز زمین افلاس کے ایام میں مارگیر سیٹ کرایہ مکان اور باپ کے قرضے سے
 بیباق ہو گئی
 مارگیر سیٹ نے شکریہ ادا کر کے تحفہ لے لیا۔ اور بیری رخصت ہو کر مکان
 پر واپس آیا اور اعزہ و اقارب سے مفارقت اختیار کر کے قدم انگلستان
 کے ساحل کو خیر باد کہہ گیا۔ چند اور لوگ بھی قسمت آزمائی کے لیے ہم سفر تھے
 جہاز اسی بیرونی نوآبادی کی طرف تیزی سے روانہ ہوا جسکو بعد میں مشرقی
 دنیا کے ایک زرخیز جزیرے کی عزت نصیب ہو گئی۔

باب (۱۲)

”خیر مقدم“

تنہائی بھی انسان کے واسطے بڑی ہی تکلیف دہ ہوا کرتی ہے نہ کوئی
 یار و همگسار ہوتا ہے نہ دلجو نہ غمخوار۔ پریشان حال غریب مارگیر سیٹ بھی
 اسی دام مصیبت میں گرفتار تھی اور صدمہ مفارقت جھیلنے جھیلنے اسکا
 نازک دل شیشے کی طرح چرچور ہو رہا تھا گو مدت سے سلسلہ غلط و کتا بہت
 بندھا مگر لوگ اُسے انگلیاں اٹھائے رہتے تھے۔ اور وہ خود بھی سب سے
 کشیدہ رہتی تھی ایسے لوگ بھی اُسکی طرف متوجہ نہ ہوتے تھے۔
 اُسکی ماں کی عدالت روزانہ روبرو تھی لیس اُسکو تیار رداری سے
 سروکار تھا یا خانہ نشینی سے مطلب اتفاق سے ایک روز وہ پراپوری
 فارم میں بعضی ماں کے لیے کوئی چیز مانگنے لگی جہاں اُسکی سابقہ آقا کی بی بی
 اچھی طرح غمی فرمائش ہم پہنچا دی اور خود مرصعہ کے بالین پر اگر حالت
 افلاس میں ضروری اعانت فرمائی۔
 مرصعہ کی حالت ردی تھی۔ علاج معالجے کے لیے روپیہ دیکھا تھا

جو کچھ بونجی تھی سب تلپٹ ہو گئی۔ زمان کی کچھ آمدنی رہی نہ مارگریٹ کا کوئی ذریعہ معاش علاوہ برین اس وقت تک جان بیری کے عطیے کا بھی علم نہ ہوا تھا پس اسکو بڑی ہی مالی دقتیں پیش آتی رہیں آخر سال بھری مارگریٹ کے بعد مان نے دلغ مفارقت دیا جسکا رنج مارگریٹ کے لیے ناقابلِ برداشت تھا مگر مشیت ایزدی سے چارہ ہی کیا۔

اب قبرستان کا ایک معاملہ دیکھئے۔

جب تجھیز و تکھیز ہو چکی اصلاحی مآلِ محل دیے تو ایک اجنبی وہاں موجود رہا جس نے وہاں کے بڑھے محرز کو یہ کہتے سنا کہ

”اب قبر دست کر دینا مافیٰ رنگی“

نوادار نے پھر سن کر پوچھا کہ ”کتنے دن صرف ہونگے“

جو اب ساگر بوند بانی کے دن ہے تب تو زیادہ دن صرف ہونگے اوساگر گری کا موسم رہا تو حلد کام ہو جائے گا“

سوال ”لاگت کیا آئے گی؟“

جواب ”ایک شلنگ چھتیس۔ مین تو اپنے پاس سے یہ رقم صرف کر دیتا مگر ڈرتا ہوں کہ مرحومہ کے خاندان والے نہ دین تو مفت آؤ بیٹھ کر نو لے جاؤ“ والی مثل صادق آجائے“

سوال ”کیا اسے خاندان والے ناوہند اور بے ایمان ہیں۔“

جواب۔ آپ پر دسی نہ ہوتے تو کیچ پول والوں کے حال سے بخوبی واقفیت ہوتی“

نوادار نے کہا کہ ”کسی ایک کا نام لو“

جواب ”مارگریٹ ہی کو دیکھ لیجئے“

سوال ”اسکے چال چلن پر کیا دھیما ہے“

جواب ”وہ اپنے لوگوں کے ساتھ شادی نہیں کرتی اوساں میں بھلا پروہونی نہ لے بیٹھی ہوئی ہے جس نے اظہارِ محبت کر کے پہلے تو فوب سب سے لگا دیکھا یا مگر بعدِ حیثیت تک بگاڑ دی اور سارے زمانے میں یہی ہو رہا ہے“

سوال :- کیا یہ عورت بدعین ہے ؟
جواب :- یہ بات تو نہیں مگر شریفوں سے تعلق پسند ہی نہیں کرتی اس لیے
لوگ بھی اُسکو نظروں سے گرائے رہتے ہیں۔

نوادرو کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے اور پوچھا کہ
”یہ نوجوان عورت اپنے گھری میں رہتی ہے یا کہیں اور ؟“
جواب :- اُسکو کوئی اپنے یہاں ٹکنے ہی نہیں دیتا اس لیے گھری میں بڑی اُکڑی
ہے اُسکے خاندان والے دعا مانگتے رہتے ہیں کہ کہیں اُسکا چھینا ہونے چھو جاتا
اور اُسکو سو پاؤں کا انعام ملے جاوے۔“

سوال :- اُسکے خاندان والوں کی بسر وقات کیوں کر ہوتی ہے ؟
جواب :- اُسکے باپ کی آمدنی شاید ہفتہ وار ایک شلنگ ہے اور
چھوٹے بھائی کو ڈیڑھ مہینے ملتے ہیں مگر اس موسم گرما میں بڑی تنگدستی ہے
غالباً مکان کا کرایہ بھی ادا نہ ہو سکے گا خانگی خرچ تو دور کنارا۔“

سوال :- اُسکا قرضہ کتنا ہوگا ؟
جواب :- اگر وہ دین تو سولہ شلنگ تو میرے ہی ہوئے لیکن اُنہیں اتنی
مقدورست کہاں کہ دس شلنگ کفن کے دین۔ ساڑھے تین شلنگ گورکھی کے
ایک شلنگ گھنٹے کے اور ڈیڑھ شلنگ پادری کے۔“

نوادرو بولا کہ ”ڈیڑھ شلنگ تعمیر قرضے کے لاکر ساڑھے سترہ شلنگ
نہ ہوئے علاوہ برین کچھ دکان کا بھی تو قرضہ ہوگا۔“

جواب ملا کہ ”یہ کیا ساڑھے تین شلنگ فلائین کے بھی شاید ادا
نہ ہوئے ہونگے۔“

اجنبی نے جیب سے ایک اشرفی پیش کی اور کہا کہ
”اسی سے سب قرضہ چکا دو۔“

غریب عمر نے سونے کی گئی چمکتی ہوئی دیکھتے ہی ہاتھ بڑھا دیا اور بولا کہ
”بہت اچھا میں سب کا حساب یہاں کر دوں گا آپ کی غراب رو رہی کا شکرا
ابھی تک یہاں چھوٹے ہیں۔ مان یہ تو فرمائیے کہ آپ کا قیام یہاں

کینک رہے گا۔

جواب ملا کہ ٹیٹ ہی کم۔

سوال :- کیوں خدا نواسہ کیا کچھ نصیحت نہ ساز ہے؟

جواب ملا۔ خدا دے۔ کیا مبری دوسری کئی جی تاکہ ہے؟ میں بیان چند کیا

دہون گا دنیا یہ تو بتا دینا کہ بد غریب لوگ رہتے کہاں ہیں؟

محرور نے کہا کہ کئی عام کھیت کے کرتے رہتے ہیں جیسے تو آپ کو پوچھا

تو وارد ہو گا کہ میں خود کھائش کروں گا کچھ معصوم ہے کہ وہاں بہت جھوٹے

ہنسیں ہیں۔ تم تب تک سب کا حساب چکا دو اور دن چاہے تو رسید نکال

دکھا جائے گا میں ہائیڈریٹ ہی کے گھر میں ہوں کہ آمدن خوب خیال رکھنا اس

بات کا کسی کو علم نہ ہونے پڑے گا

پڑھے محروم نے اس کی بہت کچھ نہ نصیحت کی جدو۔ رسید پیش کرنے کا

وعدہ کر کے رخصت ہو گیا۔ غصہ نے بھٹن کی آمد میں کی میری اور چھوٹے

کے قریب پہنچا تو یہ رکھا مہلتا فی الزما۔

تاہم گریٹ لپسے تپ سے ابلیس۔

خدا جانے چار برس پندرہ چھوٹے رہیں۔

پھلکا اس کی باوجود نصیحت یہی ہے میں نہ سکھو بہت مغرور تھی۔ پھلکا۔

اس کی رخصت پندرہ برس بعد ہی کی طرف رہا۔

پاپ نے جواب دیا کہ اسے سب سے بڑا ہے اور میں جا کر سیت میری اس

کے ایک باہر میں کے سہ ماہیت میں ہم دیکھ کر باہر سے جو بھی خبر معلوم

ہوئی تھی کہ کیا ہو رہا تھا اسے ہی ہمدردی سے نہ دیکھا۔ وہ اتر پڑ گیا

تاہم گریٹ لپسے تپ سے ابلیس۔

پاپ نے کہا کہ میں اس کو دے میں کچھ نہیں کہہ سکتا

وہ بہت تیز ہو گیا تھا۔ خدا نواسہ کیا کچھ نصیحت نہ ساز ہے؟

جی تو اس میں کچھ تھی کہ سچا لکھ کر میں رخصت میں تمام لکھا اس کے ہاں

لکھنے پر لے تھے میں وہ ہم سے عید ہو گیا وہ کہیں عید ایک عید

مارگیرٹ اور اسکا باپ دونوں یہ باتیں کر رہے تھے کہ قبرستان والے
 اجنبی کو اندر آتے دیکھ کر خاموش ہو گئے
 مارگیرٹ نے دوزکر کو کسی بھیجی دی جس پر نووارد بیٹھ گیا۔ اور بڑے اخلاق سے
 مزاج پرسی کی اس شخص کی صورت شکل میں علالت اور صعوبات سفر سے
 تبدیلی واقع ہو گئی تھی علاوہ برین لباس بھی اور وضع کا تھا ایسے اسکی شناخت
 نہ ہو سکی اور اسے خود ہی مارگیرٹ سے سوال کیا کہ
 ”تمہارا کوئی اور بھی بھائی ہے یا یہی جو پاس بھیجا ہے؟
 مارگیرٹ نے جواب دیا کہ یہاں تو میں ایک بھائی ہے دوسرے کا حال
 خدا جانے؟“
 اس کے بعد نووارد نے اپنی مادرِ رحمہ اور معاملات خانگی کی پرسش کے
 پوچھا۔

”ول لا ڈا جمل کمان ہے“
 یہ سوال سننے ہی باپ بیٹی دونوں کو چونک پیدا ہوئی لیکن خراب خراب
 خیال گزرنے لگے مارگیرٹ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے جنگو دیکھ کر نوجوان
 بولا کہ کوئی غم انگیز بات نہیں۔ میں نے سرسری طور پر یہ سوال کر لیا تھا کہ
 شاید تم کو اسکا حال مفصل معلوم ہو۔
 بڑھے نے پوچھا کہ آپ کو کیا حال معلوم ہے؟
 نوجوان نے جواب دیا کہ میں کچھ بھی نہیں جانتا صرف بچپن کی واقفیت
 اس کے نام سے آپ کی صاحبزادی کیون آداس ہو گئیں کیا وہ ان
 نامہ ریان رہتا ہے؟
 مارگیرٹ بولی کہ نہیں یہ بات نہیں۔ آپ جاسوس معلوم ہوتے ہیں ایسے
 خود ہی سمجھ بیٹھے کہ میں اسکا بیٹہ توکانا کیا جانوں؟
 اجنبی نے کہا ”تم نے مجھ کو کیسے جاسوس سمجھ لیا۔ مجھ کو جاسوسی مطلب؟
 مارگیرٹ بولی کہ معاف فرمائیے گا۔ اسکی گرفتاری کے لیے سوپا وڈ کا
 اتمام مقصد ہے ایسے ہی گمانی بیجا نہ تھی“

نوار دے پوچھا۔ کیا اُسے کوئی خون کیا تھا کہ گورنمنٹ کو اُسکی گرفتاری کے لیے انعام مقرر کرنے کی ضرورت پیش آئی؟
 مارگریٹ نے جواب دیا کہ نہیں۔ وہ ایک اکھڑ آدمی ہے اُسے لنکنٹن کے نوجوان بیری کو قتل کرنا چاہا تھا مگر اُسکی جان بچ گئی صرف زخمی ہو گیا اسی جرم میں انعام مقرر ہوا ہے۔

نوار دے دریافت کیا کہ بیری زندہ ہے؟
 مارگریٹ نے جواب دیا۔ ”جی ہاں۔ وہ کناڈا میں چلا بھی گیا ہے۔“
 نوار دے بولا کہ پھر کچھ فکر کی بات نہیں۔ لاڈ کو کوئی گرفتار نہیں کر سکتا وہ بچزوت رہے جب مدعی ہی نہیں اور جب وجہ ثبوت ہی ندارد ہے تو پھر کس بات کا کھٹکا؟ اور جاسوسی کا کیا خوف؟ چند روز میں سب معاملہ آپ سے آپ رفت و گزشت ہو جائے گا۔“
 مارگریٹ نے ان تشفی آمیز و لٹنی بخش الفاظ کا شکریہ ادا کیا اور خوش ہو کر تو نوار دے نے کہا کہ

لاڈ کا کچھ حال معلوم ہوتا تو ضرور بیان کرتا۔ خدا اُسکو خوش و غم رکھے مگر میں ایک اور شخص کی خیریت سنانا چاہتا ہوں جسکو شکرتم کیا سب خوش ہو جائے گا۔
 مارگریٹ بولی میں میرے بھائی چارلس کی تو آپ کو کچھ خبر نہیں؟“
 نوار دے نے جواب دیا۔ ہاں وہ بفضلہ صبح و سلامت افغانستان میں ابھی گیا ہے۔
 مارگریٹ مائے خوشی کے اچھل پڑی باپ کے بھی سوڑھے نکل آئے اور دونوں نے کہا کہ اُسکا حال تو یہاں کیجئے۔“

نوار دے کہنا شروع کیا کہ وہ فوج میں بھرتی ہو کر فورٹن دھ گیا وہاں سے ہندوستان میں روانہ ہو کر ممبئی کی تھیسٹون جنٹ میں فن سپاہی کے خوب خوب جوہر دکھائے۔ اور ساہنہ کی تربیت سے نوشت و خواند اور حساب و کتاب میں برق ہو گیا۔ اور باشندگان ہند کے اطوار و مراسم سے کما حقہ واقفیت حاصل کی۔ مشرقی باجگذا ریا ستون پر تجربات سے آخر یہ عروج ہوا کہ لاڈ کا رنوالس نے سرحد فارس پر تھیں ہوتے ہوئے وہاں کی سفارت حاصل ہوئی اُسکی وضع و لباس کا

میرے پاس ہے دیکھیں تم اپنے بھائی کو پہچان سکتی ہو یا نہیں؟

مارگریٹ نے غور سے فوٹو دیکھا تو بولی کہ

”یہ تو میرے بھائی سے بہت ہی مشابہ ہے“

نوادرو نے کہا ”میری صورت بھی اُس سے ملتی ہے لیکن اُس نے

یہ تصویر مجھے دی تھی کہ ہو چکا دنیا علاوہ برین بے غور کیے قلعہ کا نقشہ بھی بچھا

ہے جس میں اُس کا قیام رہتا تھا۔ یہ نقشہ بنانے کے جرم میں اُسکی گرفتاری عمل

میں آئی ہوئی مگر اُس نے یہ ہمارا کیا کہ یہ درود سر کا نقشہ علوی ہے چنانچہ

لمبی بار آزارناکشن ہونے پر اُسکی طرف سے شک برقع ہو گیا۔

فی الحال لارڈ کارنوالس نے اُسکو اسلئے انگلستان میں بھیجا ہے کہ ریا

میسور اور اُسکے فرمانروائیں صاحب کی کیفیت بیان کر آئے تو اپنے نیکٹن

کے عزیزوں سے ملاقات کر کے واپس آ جائے کیونکہ تم ضروری ہے“

مارگریٹ نے پوچھا۔ وہ یہاں کب تک آ جائے گا؟

نوادرو نے جواب دیا ”آج ہی رات کو۔ کیونکہ میرا اور اُسکا ساغر

بدا ہوا ہے“

مارگریٹ بولی ”تو پھر خوشی کے گھنٹے بجاؤں دیکھوں وہ مجھکو پہچان بھی

لے گا یا نہیں؟“

جواب میں ضرور پہچان لے گا،

”سوال یہ آپ نے کیسے جانا،“

جواب میں اُس نے جو شناختیں بتائی تھیں وہ سب تم میں موجود ہیں،

مارگریٹ بولی کہ آپ تو میں اُسکے دیکھنے کو بھیجیں ہو رہی ہوں دیکھ

میر نہیں آتا۔ ادھی رات تک کس سے انتظار ہونے لگا؟

نوادرو نے کہا ”مگر مشکل یہ ہے کہ تم اُسکو خود نہ پہچان پاؤ گی

مارگریٹ نے پوچھا ”کیونکہ سبب؟ وہ مجھکو پہچان لے گا تو میں کیوں

پہچان تو لگی؟“

جواب ملا ”وہ تو تمہیں پہچان لے گا لیکن دور دراز سفر اور غیر مالک کی

آب دہوا سے اُسکی صورت اب وہ نہیں جو تھنے دیکھی تھی،
 مارگریٹ بولی کہ میں دو بیواؤں سے شناخت کر لوں گی ایک مرتبہ اُسکے
 بائین ہاتھ کی چھنگلی تیز اوزار سے کٹ گئی تھی چنانچہ دوسرا ناخن نکل اٹھا اور
 دوسری دھماسی ہاتھ کے نیچے کی پشت پر چوٹ لگی تھی جس کا نشان تھنے والا نہیں
 یہ سنتے ہی نووارد نے اپنے دستانے اتار ڈالے اور ہاتھ سامنے کر کے
 پوچھا کہ

دیکھو ایسے ہی نشان تو نہ تھے،
 بڑھانوں اٹھاؤ تو پھر تھین میرے تحت جگر اسٹریچر چارلس ہو میں پچاساٹھ
 کہ ہاں یہ ہاتھ اُسی کا ہے

جواب ملا کہ جناب جب یہ ہاتھ اُسکا ہے تو مجھ کو بھی چارلس سمجھیے۔
 بڑھا باب مائے خوشی کے اچھل کر اٹھ کھڑا ہوا اور کھلے سے لگا لیا چھوڑ
 میں نوحہ مائے بد بے نعرہ خوشی بلند ہو گئے تمام عزیز واقارب کو خبر پہنچ گئی کہ
 چارلس کچھ پول ہندوستان سے نوابوں کی طرح امیر کبیر ہو کر آیا ہے۔
 اب کیا تھا چھوڑے میں اشرافیان کھٹکنے اور چمکنے لگیں۔ جہاں کوڑی نہ تھی
 وہاں روپے دکھائی دینے لگے۔ مارگریٹ کو ایک جوڑا بھاری پہنے ہوئے ٹوٹا لٹھریا
 بجاری پوشاک زیب تن کی مالک مکان نے سال بھر کا پیشگی کرایہ وصول پایا
 مان کی شاندار قبر بنی اور پانچ برس کی مفارقت کے بعد صرف ایک ہفتہ بعد
 یہ چل پھل رہی تھی کہ پھر عذائی کا موقع آیا۔

چارلس کی رخصت کے وقت مارگریٹ پست گئی اور بولی کہ بھائی۔ تم
 لاکھ برس زندہ رہو مگر میرا یہ آخری دیدار ہے۔ تم دنیا کے اُس سرے پر جاؤ
 پھر مٹنے کی کون صورت ہے؟

چارلس نے کہا کہ تمہیں، خدا میں سب کچھ قدرت ہے تم میری جسدِ ملی
 کا بیج نہ کرنا۔ اگر میں نرل سکون تو کار ساز عالم تھا ہے یہ کوئی اور دستگیر
 ہمدرد بھیج دے گا۔

ادھر ڈیو لاکھ میں بھی چلوں گا مجھ کو بھی ساتھ لے چلیے،

چارلس نے کہا۔ یہ ممکن نہیں۔ جم بہین رکھ اپنے والد ماجد اور اپنی بہن کی
جنگری کرتے رہو ہزارہا کوس کا سفر کسے نہو سکے گا تم مسافرت کے قابل نہیں
لاڈ کا رنوالس مجھ بہت مہربان ہیں انشاء اللہ تھکے۔ لیے کہیں قریبی
کوئی معقول صورت نکل آئیگی۔

سال بھر تک صبر کرو پھر شکوہ نتیجہ معلوم ہو جائے گا یہ زمانہ بیکار صنائع
نہ جانے دینا۔ پڑھنے لکھنے میں خوب مہارت پیدا کر لینا مجھ کو کل لندن ہو چکا
وہاں سے ہندوستان کا سفر پیش ہو گا تم اطمینان رکھو میں کبھی شکوہ فراموش
نہ کروں گا،

ایسی ہی محبتانہ باتوں کے بعد ہر طرف سے خدا حافظ خدا حافظ کی صدائیں بلند ہوئیں
چارلس اپنے باپ بہن بھائی وغیرہ سے رخصت ہوا سب کی آنکھوں سے
آنسو جاری تھے اور دعائیں درود زبان تھیں۔

اس دائمی مفارقت کے بعد مارگریٹ کو بھر سکونت بدلنا پڑی اس کے چا
لیڈر کی بی بی بریڈسٹن میں فوت ہو گئی چنانچہ اُس نے گھر رستی کے لیے اپنی بیٹی کو
طلب کیا۔ اس کے کئی لڑکے لڑکی تھے جنکی پرورش و تربیت کا اہم کام مارگریٹ
کے سپرد ہوا۔

باب (۱۳)

بے نوائی و بے پردائی

جس رات کو مارگریٹ اپنے باپ سے جدا ہو کر چا کے گھر جانے کو
مدد نہ ہوئی اُسی رات کو ویل لاڈ اپنے دوست جان لٹ کے ساتھ داروہوا
اور آداب عرض کر کے بولا کہ
مخادم سفر بھری سے ابھی واپس آئے ہیں۔ آپ کے تبدیلی مقام سے
مجھ کو بہت دقت پیش آئی۔

ماگیرٹ کے باپ نے کہا۔ ”کہو اچھی طرح تو رہے۔ کچھ کمایا یا لگوا دیا؟“
 جواب ملا کہ ”کل یوم بڑے“
 بڑے نے کہا۔ ”تکو یہاں آتے ہوئے غوف بھی معلوم ہوا یہاں بہت سے
 لوگ سٹوڈنٹوں کے لالچ سے تمھاری جان کے گاہک ہو رہے ہیں۔“
 جان نف بول اٹھا کہ ”شاید آپکا نمبر تو اول ہی ہوگا“
 بڑے کا چہرہ ممتا اٹھا اور بولا کہ
 ”اے یہ گزبھر کی زبان۔ کیا میں روپے کا لالچی ہوں کہ اپنی بیٹی کے عاشق
 کی جان کو سو بایڈنڈوں پر بیچ ڈالوں۔“ لے بس یہاں سے چٹخا خضہ بڑھا ڈیا
 ٹھٹھنے کی ضرورت نہیں دروازہ کھلا ہوا ہے۔“
 نف نے کہا کہ خاموش ہی رہیے ہم یہاں سے نہیں آئے ہیں سب کی
 حقیقت معلوم ہے۔“

بڑا بولا کہ ”یہاں بھی آن لوگوں سے ملاقات کرنے کی ضرورت نہیں۔“
 کی بریادی کا باعث ہوتے ہیں۔“
 لاڈ نے عرض کی کہ قبلہ آپکا یہ خیال ہے ہم آپ کی تکلیف دہی کا باعث
 نہیں بلکہ مزاح پر ہی کر کے چلے جائیں گے
 بڑے نے کہا۔ تو پھر اپنے ساتھ کے منہ میں لگام دیے رہو ورنہ بہت بری
 ہوگی۔“

دل عرض پر داز ہوا کہ ماسٹر کچ پول صاحب آپ کا زیور خاندان کیا ہوا
 مستورات کہاں ہیں۔“
 جواب ملا کہ ”اؤر تیرہ تین کہیں گئی ہوئی ہیں مگر آپ کو جسکی تلاش ہے وہ
 نوکری پر ہے۔“

دل بولا کہ ”میں نے تھوڑی دیر ہوئے سنا تھا کہ ماگیرٹ آپ ہی کے پاس
 اتنے ہی میں اؤر ڈکچ پول بیٹریاں چرا کر سیٹی بجاتا ہوا واپس آیا جسکو
 دیکھ کر لاڈ نے پوچھا کہ
 ”تم نے مجھکو پچانا۔“

اڈورٹنے جواب دیا۔ ”ہاں آپ ل لاڈلین اور میں جانتا ہوں کہ کھلیاں سے واپسی کے وقت مجھے دو جہازی شخص گھوڑوں پر ملے تھے جنھوں نے مجھے پوچھا کہ کوئی گاڑی اور سے گزری ہے وہ سامنے گئی یا کسی موٹر پر۔“

میں نے اُسے انکار کر دیا مگر غالباً وہ آپ ہی کی تلاش میں ہونگے،
لاڈ بولا۔ ”ہم تو اُس طرف سے نہیں آئے،“

نوجوان نے کہا۔ ”میں کسی کو نیکنٹن اسٹریٹ کی طرف جاتے دیکھا ہو گا انھیں شاید دریافت کیا ہو؟“

اُسکا جواب ملا کہ ”ہاں یہ بات قرین تیاس ہے ہم تھارے والدین کی سگت دریافت کرتے تھے کیونکہ موجودہ مکان معلوم نہ تھا،“

نوجوان بولا کہ غالباً اُنہیں سے ایک شخص تو اڈورڈیری تھا جسکے دیکھنے کو میں اپنی بہن کے ساتھ باڈی میں گیا تھا،

لاڈ نے پوچھا۔ ”تمہاری بہن کو اڈورڈیری سے ملاقات کرنے کی کیا ضرورت تھی؟“

نوجوان بولا۔ ”رقابت کی کوئی بات نہیں۔ خبر ملی تھی کہ آپ ڈوب گئے اور آپ کی لاش ساحل پر پڑی ہوئی ہے۔“

جان بری آپ کے رشتہ سے یہ معاملہ سنا تو مارگیرٹ کو یقین نہ آیا وہ لاش دیکھے لیکن تو خبر بالکل غلط نکلی۔

آٹا ہی مکالمہ ہو یا تھا کہ لاڈ اور لفت نے ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر اہل سین یہ اشارہ کیا کہ

”بس اب یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں،“

بعدہ لاڈ نوجوان سے بولا کہ

”بس اب کوئی بات دریافت طلب نہیں۔ صرف یہ بتا دو کہ مارگیرٹ ہے کہاں؟“

نوجوان نے جواب دیا کہ وہ بریڈسٹن میں اپنے چچا لیڈر کے یہاں گئی ہیں لاکڈام سے مین گراچے سبب سے یہاں آگئے جو بدنامی اٹھانا پڑتی تھی اس لئے

دہان بجات مل گئی ہے
 علاوہ برین جسکے ساتھ ہلوگ اسکی شادی کے خواہشمند تھے اس سے
 آنکھوں نے کنارہ کشی اختیار کی اور جو ہمیشہ کے لیے تارک الوطن ہو گیا
 نہ اب ہم اسے دیکھ سکیں گے نہ آپ

جان بیری جہاز پر نہ معلوم کناڈا کو چلا گیا یا نہ جانے اور کہیں
 مخاطب کو اس خبر سے بہت ہی خوشی ہوئی اسنے جواب تو بچہ نہ دیا بلکہ ایک
 پوتلی بڑھے کے سامنے پیش کر دی۔

بڑھے نے جواب دیا کہ اپنی رقم لینے ہی پاس رکھیے یہاں کوئی روپے پیسے
 کا بھوکا نہیں۔ مجھے فائدہ کشتی منظور کر رکھا رہی بیشک کش ہاتھ سے نہ چھوڑے گا۔ بڑ
 سوغات اپنے پاس ہی رکھو۔ اگر تمکو خاموشی کے ساتھ یہاں رہنا ہو تو کوئی کھٹہ
 موجود ہے میں اپنی بیٹی کی خاطر سے تمکو نکالوں گا۔

لاڈ بولا کہ آپ کی بزرگانہ عنایت کا شکریہ۔ مگر میں پھر نہیں سکتا۔ میں اپنی
 زبان ہو رہا ہوں۔ دشمن ادھر ادھر لگے ہوئے ہیں ایسے بس اجازت ہی
 میں رخصت ہوتا ہوں کشتی بالکل تیار ہے۔

بڑھے نے کہا کہ میں تمکو روکنا نہیں چاہتا مگر اتنی نصیحت ضرور کروں گا کہ اگر
 تمکو میری بیٹی کے ساتھ شادی کرنا منظور ہے تو اپنے موجودہ چال چلن اور اس شغف
 ساتھ چھوڑ دو۔

لعل فوراً ہی بول اٹھا کہ اجی۔ اب چلو۔ فضول اوقات سے فالو
 مفخر خاشی سے حاصل۔ ہمارے کشتی کتاے پر لگی ہوئی ہوئی۔ اچھا بڑے میل
 سلام۔ تصور معاف۔ انکی ملاقات ہو تو ایسے زیر سے توجھے نہ ہونا
 دھونن شخص چند ہی قدم کے ہونگے کہ گھوڑوں کی تالیوں کی آواز سنائی دے
 کچھ بول کے چھوڑے گا دروازہ کھٹکا اور نچو ان اور وہ باہر نکلا تو صدائے گ
 گھوڑا گھوڑوں کی راس تھاے رہنا ہم جڑت جالین

اور وہ نے گھوڑوں کی تالین تمام لیں تو دوسرے سوار پشت زمین سے
 اتر پڑے۔ دروازے کے اندر داخل ہوئے اسی ایک بڑھے شخص کے

نیٹھے دیکھ کر بولے کہ
 "ماسٹر کچ پول رہا ہے چرٹ خراب ہو گئے ہیں ایک نما کو کا چرٹ دلانیے
 تو پی لین۔"
 بڑھے نے نوجوان بیرری کو اس کے بھائی کی شبہات سے پہچان کر ایک چرٹ
 دیدیا اور بولا کہ

قد شوق سے بی لو۔

بیرری نے کہا کہ "آج تو آپ کے صاحبزادے نے ہلکوبہ ہی گمراہ کیا
 بڑھا بولا کہ اُسے دانستہ آپ کو بہکایا نہ ہوگا وہ تو کہتا تھا کہ میں نے جھگڑ
 راستہ بتلادیا۔"

بیرری نے کہا۔ ہلکو تو اسکی بتائی ہوئی گھاڑی کہیں نہیں ملی۔ اسکو ملی ہوئی
 تو کون کھا جاتا۔ خیراب یہ بتائے کہ جازدانوں میں سے کوئی آپ کا پڑنا لاقا
 تو آپ کے یہاں نہیں آیا تھا اور کیا کوئی آپ کے یہاں مقیم ہے؟
 بڑھا بولا کہ سارا گھر ٹاپے شوق سے ڈھونڈھو لو۔ خانہ بے تکلف ہے
 تم اور بھٹکارے بھائی میرے قدیم دوست ہیں وہ تو کل پیدا ہوا ہے جس نے
 میرے دروازے پر مصیبتیں کھڑی کر دی ہیں۔

بیرری نے شکریہ ادا کرتے کہا۔ کیا عرض کروں کہ اُسی کی بدولت آپ کو
 اچھا داماد مل سکا نہ محبکونیک بھابھ آپ نے لائق داماد اور میں نے
 نیکدل بھائی کھویا معلوم نہیں کہ عورتوں کی پسند کیسی ہوتی ہے اور خدا جانے
 کسکو قابل محبت سمجھتی ہیں، خیراب یہاں عھڑنا فضول ہے اگر آپ کو
 کبھی کوئی ضرورت پیش آجائے تو باڈی فری میں مجھے کہلا بھیجے گا میں اپنے
 دور افتادہ بھائی کی طرح آپ کی مدد کے لیے ہر وقت تیار ہوں کسی غمگن کو
 میں دریغ نہ ہوگا۔ اچھا جناب ماسٹر کچ پول صاحب۔ اب میں رخصت۔ آداب
 قبول ہو۔

بیرری اپنے ہمراہی کے ساتھ گھوڑوں پر سوار ہو کر چل دیا تو اچھوڑ دیا باپ سے بولا کہ
 "میں نے آپ کے نام سے نوٹ لے لیے جانیے آپ کی مرضی کے خلاف"

مارگیرٹ کبھی کیا سکے گی؟
 باب نے کہا کہ وہ آج سے نہیں بلکہ اس وقت سے واقف ہے جب سے
 لاڈ نے موجودہ روس اختیار کی۔

اڈورڈ بولا کہ مجھے بہن کے ہاتھ سے بے ہاتھ ہونے کا بڑا ہی رنج ہے مگر
 اب وہ چلی گئی اسلئے میں خوش ہوں کہ ایسے تعلقات تو منقطع رہیں گے
 اس قسم کی باتیں کرتے دونوں باب بیٹے ٹیال برلیٹ رہے۔

اب مارگیرٹ کا حال سنئے کہ وہ ماں کی طرح چچا کے بیٹوں کی تربیت اور
 گھر گھر ہستی کے کام کاج کرتی رہی اُسکو چچا کا گھرانہ ہی گھر معلوم ہوتا تھا اور
 اسی طرح امور خانہ داری انجام دیتی رہی۔ گویا اُسکو اسکا اپنی چچی سے زیادہ
 تجربہ تھا۔

چچا کو فی ہفتہ ایک شلنگ مزدوری ملا کرتی تھی۔ جس سے اس ہوشیار لڑکی
 نے ایسا عمدہ انتظام کیا کہ ہفتہ بھر کے کھانے پینے کا سب سنبھالنا تھا
 اور مکان کے کرائے کی بھی ادائی ہو جایا کرتی تھی۔ اُسے چچا کی بڑی مٹی کو بھی بڑی
 توجہ سے سب کام سکھا کر میز دار بنا دیا۔ وہ ہر کام باقاعدہ رکھتی تھی جو کام کرنی
 تھی صفائی سے اور جو کام بگڑتا تھا اُسکو درست کر لیا کرتی تھی مجال کیا کہ کوئی
 چیز خراب ہو جائے یا پھینکنے پائے۔ اُسکو قرضے کے نام سے چڑھتی ممکن نہ تھا کہ
 ڈکاندار تقاضا کر سکے۔

چچا کی اولاد کو صاف ستھری رکھنا اسکا اصل اصول تھا خود سب کو اپنے ساتھ
 مگر جامین لیجائی اور انکی تعلیم و تربیت کرتی تھی۔

اسکے انتظام سے ماسٹر کیڈر کی حیثیت درست ہو گئی اور سب لوگ
 مارگیرٹ کے انتظام کی تعریف کرنے لگے۔ وہ جس کام میں ہاتھ لگاتی تھی جالی
 کیا کہ بن نہ پڑے۔ پچیرے بھائی بھی اُس سے خوش تھے اور چچری بہنیں بھی
 راضی۔

بہت دنوں تک یہی انتظام جاری رہا مگر بد قسمتی سے دنیا بھر میں
 چچا کی عقل پر پتھر پڑ گئے اُسے ایک موٹی تازی چالیس سال کی بیوی

شادی کی جسکے قبضے میں دو قطععات اراضی اور دو مکانات کے علاوہ کچھ دیوبند
تقدیر بھی تھا اور ایک لڑکی بھی تھی۔ مارٹریڈ رنفلین بجاتے تھے کہ اس شادی
سے خوب اگلے نکلے زمین کے مگر نتیجہ بالعکس ہوا۔

اسکی نئی بی بی بھر کی مالک ہوئی مارگریٹ کا اختیار جاتا رہا اب تو قرضے
کی بھار شروع ہوئی اور ہوتے ہوتے ساری جائیداد پیٹ ہو گئی گویا کسی
نے جھاڑو ہی پھیر دی روکون کو کھیل کود کی آزادی ملی پڑھنا لکھنا سب
خاک میں ملی گیا۔ الف بے نگاڑا کے سوا کچھ یاد نہ رہا۔

مارگریٹ نوڈی سے بدتر سمجھی جانے لگی اور لیڈر کی بی بی کا طوطی ایسا
ہونے لگا کہ سب آدمی کی زبان میں ہان مارتے تھے۔ وہ مارگریٹ سے
جلنے لگی جان اسکی تعریف سنی بدن میں آگ لگ اٹھی اٹھتے بیٹھتے مارگریٹ
کو نام ملنے لگے۔ کبھی نظر سدھی ہی نہ تھی ادھر جینک آئی او مرناک
کا نام ملنے لگا خلاصہ یہ کہ آسکا چچا کے گھر میں رہنا دشوار ہو گیا۔

اسی اثنا میں ایک روز مارگریٹ کو ایک دوسرے کانوں میں کچھ سودا
خریدنے کے لیے جانا پڑا۔

وہ برینڈسٹن سے وڈبرج روڈ کی طرف مڑی تھی کہ کسی کو ولیم لیڈر
امکان پوچھتے سنا مارگریٹ بول اٹھی کہ
میں انھیں کے یہاں سے ملی آتی ہوں وہ میرے چچا ہیں۔ کیا آپ کو
لے لے ملاقات کرنا ہے؟

جواب ملا کہ نہیں مارگریٹ۔ میں تمھاری ہی تلاش میں آیا تھا،
مارگریٹ ولیم لاڈ کی آواز جان کر مارے خوشی کے اچھل پڑی اور پاس
سکو شاہرو کے گناہے تنہائی میں لے گئی جان یون باتیں شروع ہوئیں۔
لاڈر جن روز تم اپنے گھر سے آئیں میں تمھارے والد اور بھائی کے
ملنے کے بعد سے بہت ہی علیل ہوں اگر تم ایک روز بھی میرے قریب
آقا ہو جاتی اور مجھے بخار نہ کھیر لیتا۔
مارگریٹ ولیم۔ میں تو کبھی تھی کہ تم مجھ کو بھول گئے اتنے دنوں تک کچھ

خیر ہی نہ کی۔“

لاڈ۔ بھلا میں اور تھکو بھول جاؤں۔ طعنائی ہو طوفان آئے۔ آفتاب
یورب سے پیچھ میں طلوع ہو۔ آسمان زمین اور زمین آسمان ہو جائے تب بھی
تھکو نہ بھولوں۔ رانج و راحت۔ صحت و علالت۔ کون حالت ہے حسین
تھاری یاد نہ آتی رہے۔ سوئے جا گئے ایک ہی حال تھا لیکن میں بچھا ہوا
کہ میری گذشتہ گستاخوں کی وجہ سے تم مجھ کو بھول گئی ہو تو عجب نہیں
مارگریٹ۔ میں نے تو تھکو بھی فراموش نہیں کیا بلکہ تھاری غلطیوں کو ہمیشہ
دہ گزرتی رہی۔ تھاری وجہ سے ذلت اٹھائی۔ بدنامی سہی۔ فلسی
کی مصیبتیں جھیلیں۔ تھارے جدائی نصیب ہوئی مگر میں نے خدا کا
ہر وقت بھروسہ رکھا اور یہی سمجھتی رہی کہ کبھی نہ کبھی تھارا دیدار خود ہی نصیب
ہو گا اور تھاری اگلی روش اسکی کبریٰ سے ضرور ہی بدل جائیگی۔

لاڈ۔ واقعی اب میں وہ نہیں رہا جیسا پہلے تھا مجھے خواہش ہے کہ موجود
طریق زندگی کو بدل کر ایسی جگہ بہوں جہاں کوئی مجھ کو جہاں نہ سکے۔
پکتان برگ۔ پہلی سفر کے بعد مجھ کو انعام دے کر رخصت کر دینے پھر
میرا جہاں جی چاہے گا بہوں گا۔

مارگریٹ۔ انشا اللہ۔ یہ ایک سفر بھی خیریت سے ختم ہو جائے گا مگر یاد رکھو
کہ مجھ کو تھارے ساتھی اور تھاری ملازمت پسند نہیں۔ اسنے کنارہ کشی ہی اپنی
ہے۔ ایسا نہ ہو کہ پھر تم باختر سے بے باق ہو جاؤ۔ کوئی عمدہ ملازمت کیوں نہ
قبول کر لیتے کہ میں بھی تھارے ساتھ رہا کروں۔“

لاڈ۔ اس سفر کے بعد میں ضرور ایسا ہی کروں گا۔“

مارگریٹ۔ میری جان آجکل بڑی ہی آفت میں ہے میری بی بی ایسی
سخت ہے کہ بس کچھ نہ پوچھو مگر پھر اطاعت فرض ہے اسلئے اب جاتی ہوں
دیر ہوتی ہے لیکن یہ بتانے کا وقت اب کب ملاقات ہوگی۔“

لاڈ۔ اب تو سفر سے واپسی ہی پر ملاقات منحصر ہے کل سویرے تو کوئی
ہو جائے گا۔

مارگریٹ - تو بھیر خدا حافظ - میں تھا سے بے ہر وقت دعاے خیر کرتی رہوں گی اسکے سوا اور کوئی خدمت نہیں کر سکتی - بھرنے تک کی فرصت نہیں کیونکہ چچا کی خدمت گزاری مقدم ہے لیکن یہ تو کیسے کہ آپ کو بخار کیونکہ آیا گیا۔

لاڈ - تھا سے والد سے رخصت ہو کر میں کشتی پر سوار ہوا تو خدشہ لگا ہوا تھا کہ لوگ گرفتار نہ کر لیں اسلئے میں ایک تختے کے پیچھے چھپ رہا تب سے بخار نے پیچھا کر لیا ہے مگر تم بے فکر رہو میں علاج سے غافل نہیں۔

اسکے بعد دونوں رخصت ہوئے لیکن دونوں میں سے کسی کو یہ بھی خبر تھی کہ مارگریٹ کی جچی آرٹھین کھڑی کھڑی سب باتیں سن رہی ہے ادھر نصرتی سلام ہوئے ادھر جچی لمبے دنگ بکھتی ہوئی کھڑی ہو چکی تھی اور سارا کچا چھٹا اپنے شوہر سے بیان کر لے اسکو بھی غضبناک کر دیا۔

اسکے بعد مارگریٹ واپس گئی تو چچا نے خوب لے دے کی آرٹھین ہاتھوں لیا اور جچی نے توجی کھول کر ہی نلتے لیے حتیٰ کہ صورت دیکھنے سے نفرت ظاہر کی مارگریٹ کو اس وقت زمین و آسمان میں کہیں ٹھکانا نہ تھا اُس نے رات ہی کو کپڑوں کی پوٹلی باندھ رکھی بعد وہ چچا کی اولاد کو پیار کرتی رہی اور صبح ہوتے ہی بڑے ادب سے سلامین کر کے رخصت ہوئی۔

اب حسن اتفاق سینے کہ جو وقت وہ اسباب باندھ رہی تھی اس وقت جانیری کی عطیہ پھیل سے سو روپیہ کا ایک نوٹ گر پڑا جسکو دیکھتے ہی وہ خوش ہو گئی - گویا ایک چنبھا سا ہو گیا - اُس نے جانیری کا شکریہ ادا کیا چچا کے بیان سے چل کر اس خوف سے اپنے باپ کے گھر نہ گئی کہ اسکی بد مزاج جچی نہ معلوم اسکے باپ سے کیا لٹائی بچھائی کرے۔

پس وہ اپسودھ پہونچی اور مسٹر جارج اسٹینگ کے دروازہ پر جا کر اتر پڑی

باب (۱۴) نعم البدل

شرعاً جاسٹینک مقام ارول مین پڑا نامی گرامی ہر دلعزیز ہمدرد
غریب نواز مستعد تجربہ کار اور پابند اوقات ڈاکٹر خاں سکوشکار کی بھی خوب
مہارت تھی اسکی بندوبست کا نشانہ کبھی خالی ہی نہ جاتا تھا۔
مارگریٹ اسکے یہاں مطلب مین جا کر بیٹھی ہی تھی کہ دسامی دیر مین ڈاکٹر خاں
مکان سے برآمد ہوئے اور مسکرا کر پوچھا کہ
میں صاحبہ کہاں تکلیف کی آپ ظاہراً تو تندرست معلوم ہوتی ہیں کیا
دانتوں مین کچھ شکایت ہے ؟
مارگریٹ آٹھ کھڑکی ہوئی اندر سے مرگے خوب دیا،
”نہیں کوئی شکایت نہیں“
ڈاکٹر پھر ڈاکٹر کے یہاں آپ کو آنے کی ضرورت ؟
مارگریٹ نے صرف دیر میں ہی غرض سے کہی کہ
ڈاکٹر یہاں مریضوں کی خدمت ہو رہے تو میں نہیں کہتیں، آپ کو
یہاں کسے نوکری کی ضرورت ہے ؟
مارگریٹ یہ بتا کر کسی نے بھی نہیں۔ میں تو یہی حاضر ہوئی ہوں کہ چونکہ
اپنے سوتے مین آپ کے سوسے سے شہرت ہے تو نہ ضرور
ڈاکٹر مین کے نوکری مین بھی نہیں دیکھا یہ
مارگریٹ یہ نہ پوچھنے لگی کہ جس موٹے مین جو بیٹے کے یہاں
حاضر ہوئے تھے وہ آپ میری شہسوار کی بہت محنت سے میرے والد کے
مکان سے رخصت ہوئے وقت آپ ہی سے خوشخبریاں تھیں کہ
”جب کبھی کوئی ضرورت ہو تو بے تکلف ملنا“

ڈاکٹر نے تمہارا نام مارگریٹ کیج پاول تو نہیں۔ جبکہ مکان نیکلسن میں تھا مارگریٹ۔ جی ہاں۔ میں ابھی ابھی اپنے چچا باشندہ بریڈسٹن کے یہاں سے چلی آئی ہوں اور کسی نوکری کی تلاش ہے۔

میری بہن گرگنی مان نے رحلت کی اور دو بھائی دائمی مفارقت لے گئے اب اسبوج میں صرف آپ ہی سے شناسائی تھی لہذا دستگیری کے بھروسے پر حاضر ہوئی ہوں۔

میں کسی پر بار ڈالنا نہیں چاہتی۔ جو کماؤں کی دہی کھاؤں گی۔

ڈاکٹر کیسی نوکری درکار ہے؟

مارگریٹ نے کوئی ہو۔ کائون کی خدمت سے لیکر گھر گھڑی کے کام کاج سب کر سکتی ہوں۔

ڈاکٹر نے گھر گھڑی کے کام کاج! اناہ! اشا باش! اشا باش! مگر بھلا لڑکیوں کی نگہ رانی بھی کر سکتی ہو؟

مارگریٹ نے بہت اچھی طرح لڑکے مجھ سے خوب ہی ہلے رہتے ہیں۔ چچا نے جب تک دوسری شادی نہ کی تب تک سات چھوٹے چھوٹے بچوں کی میں ہی دیکھ بھال کرتی رہی۔

ڈاکٹر۔ تو بہتر۔ میرے باورچیانہ میں چلو یہ لکھو وہ اسکو ساتھ لے گیا اور باورچی سے فہمائش کی کہ

”اسکو خاطر سے اپنی پیش دستی میں رکھنا، اس کے بعد ہی اسکو کچھ خیال آگیا اور مارگریٹ سے بولا کہ

”ابھی ذرا محض و مجھ کو یہ پوچھنا ہے کہ پراپوری فارم میں جو کمبو سیاری تھی اسکا کیا حال ہے؟“

مارگریٹ نے جواب دیا۔ ”میں کبھی بہار نہ تھی“

ڈاکٹر نے واہ مجھے یاد ہے کہ میں نے تمہاری غصہ دیکھی تھی۔

مارگریٹ۔ نہیں آپ بھولتے ہیں۔

ڈاکٹر نے تسے اور ولیم لاؤ خفیہ فروش سے تعلق ہے کہ نہیں؟

چونکہ مجھ کو تحقیق ایک معزز خاندان میں ملازمت کے لیے سفارش کرنا ہے
اس لیے میں صاف صاف حال جانتا چاہتا ہوں۔
تم بتانے میں نہ جھجکو میری غرض یہ ہے کہ زمانہ ملازمت میں اُس سے ملاقات
ملتی رہے۔ اچھا اب جلال میں پھر کتنے بات چیت کروں گا۔
مارگریٹ قدیم مہراں کے یہاں بڑے شوق سے کام کاج کرنے لگی۔
ڈاکٹر نے دور دراز تک اُسکی خدمات دیکھی بعد ازاں کلفت واقع سائل آرول
کے پتے سے ایک لیڈی کے نام سفارشی خط روانہ کر دیا۔

ماہ مئی خاتمے پر تھا آرول میں کشتیوں کے ماننے لگ رہے تھے بڑے عاکاثر
عرف نامہ بنیں کرو سو انھیں دنوں جان کا بولڈنگی کلفت پر پوری میں وارڈ ہو
جہاں کچھ لوگوں کو کھیلنے دیکھ کر کچھ مچھلیاں دے دیں جو سب کو ستمی میں
باندھ باندھ کر ایک لیڈی کے پاس لے گئے جس کا نام مسٹر کا بولڈ تھا اور
جس کے پاس دو معزز دوست بیٹھے ہوئے تھے جن میں ایک گاڑی زمشہور مصور تھا
اور دوسرا جان کانسٹبل۔ نوخیز اور مشاق نقشہ نویس

مسٹر کا بولڈ نے ماہیگیر سے پوچھا کہ
مدرسین یہ کیسی قسم کی مچھلیاں ہیں اور کہو کہ تمھارے بھوت پریتوں کا کیا
حال ہے؟

ماہیگیر نے مچھلی کی قسم بتا کر جواب دیا کہ
میڈم۔ بھوت پریت بدستور خیمے لگے رہتے ہیں۔
گاڑی زلے پوچھا یہ بھوت پریتوں کا ذکر کیا ہے؟
ماہیگیر کو اس سوال پر بڑی حیرت ہوئی اور بولا کہ
”تمکو آٹنے سابقہ نہیں پڑا اگر انکی صورت دیکھ لو تو نانی جان یاد آجائے
یہ جواب سنکر مصور صاحب کے ہوش جاتے رہے اور ماہیگیر کی باتوں
پر اعتقاد سا ہو گیا۔
اتفاق سے وہ میلے پیلے کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ وضع قطع بھی کئی دن
درست نہیں لہذا میں بولا کہ

اجی حضرت کچھ خیر تو ہے۔ آپ پر بھی بھوت سوار ہو چکے ہیں اُنھوں نے
پ کی حیثیت بگاڑنا شروع ہی کر دی پس مینڈھے کا سینک مین پڑھے دیا
ہوں اُسکو اپنے پاس رکھو گے تو بھوتوں سے بچاؤ رہے گا ورنہ یہ کھال
فوج کھا مین گے۔“

یہ کہہ کر رابن نے ایک سینک دیا تو کارڈوز نے تعجب کے ساتھ مسٹر کا بولڈ
سے پوچھا کہ

”یہ شخص کتنا ہی کیا ہے۔“

اسکا جواب ملا کہ رابن کو تھکے میلے کچیلے کڑوں کو دیکھ کر فرت ہے کہ
”پہر بھوت پریت سوار ہو جائیگے۔“

اتنے ہی مین ایک خط مسٹر کا بولڈ کے نام آیا جسکا مضمون یہ تھا۔

”میری پیاری میڈم۔ تمکو ایک منطقہ خانگی کی ضرورت تھی لہذا حال وقوعہ
یعنی مارگیر ریٹ کیچ پول حاضر ہوئی ہے جسکو مین بچپن سے جانتا ہوں۔ یہ بہت
ہوشیار اور تجربہ کار ہے اور لڑکوں کی نگہداشت بھی بخوبی کر سکتی ہے۔
پراور سی فام مین اسنے سب مین اچھی طرح کام کیا۔ اور سات بچوں کی نگرانی کرتی رہی ہے
مجھے امید ہے کہ آپ اسکی خدمات سے بہت ہی محفوظ ہونگی۔“

آپ کا فرمانبردار

جارج اسٹینک

از مقام آرول۔ ۲۵۔ مئی ۱۹۱۷ء

اس تحریر کے پڑھنے وقت مصودہ و نقشہ نویس نے رخصت حاصل کی اور
خط تمام کر کے مسٹر کا بولڈ نے خدمتکار سے کہا کہ

”مارگیر ریٹ کو مکان کے اندر لے جائے۔“

رابن نے مارگیر ریٹ کو دیکھا تو بول اٹھا کہ

”آہ۔ مین تو اس لڑکی کو پہچانتا ہوں مین نے عرصہ ہوا اسکو دیکھا تھا۔“

ہاں کٹوتی پھر تو مبین بھوتوں نے زمین ستایا ہے۔“

مارگیر ریٹ نے ماہی گیر کو کچھ جواب نہ دیا اور اسکی طرف متوجہ بھی نہ ہوئی

پس وہ بولا کہ

”واہ وا۔ ایسا غور یہ کیا۔ اتنی جلدی بھول گئیں۔ جو کسی وقت سلوک کرے۔ اس کے ساتھ یہ برتاؤ۔ یا درکھو کہ ول لاؤ تمکو ایک دن شکار ہی کر لے وہ پرے سے سرے کا بد معاش آدمی ہے“

مارگیرٹ کی آنکھوں سے آنسو گر پڑے اور کچھ بول نہ سکی مسٹر کا بولنے نے اسے چہرے کا رنگ دیکھا تو بولی کہ

”ماہن ٹھے سلح آدمی ہین نہ رہتے رہتے تم جی انھین بھان جاؤ گی، ماہن لے تھو کہ پ جی کچھ دنوں میں اس لڑکی کو جان جائے گا اسکے پاس بڑے بڑے بھوت لگے ہوئے ہین۔“ اگر آپ کے یہاں ہی تو سارا گھبراہٹوں سے بھر جائے گا۔

مارگیرٹ اس کی باتوں سے بہت ہی پریشان ہوئی

مسٹر کا بولنے نے بوجھا کہ

مارگیرٹ۔۔۔ بن تو تھے کیونکر شن سائی ہوئی یہ تو تعین بہت سخت سمجھتے ہین۔ کیا تھے، لگے کچھ بگاڑا ہے۔

مارگیرٹ نے جو بڑیا۔ میں نے کچھ بھی نہیں بگایا۔ یہ تو میرے قدیم ہوا

ہین اور ایک مرتبہ۔

فقہ ختم نہ ہو یا تھا کہ۔ بن چکی تھی کہ کچھ دیوں کا بیٹی معاف کرنا۔ صاف کرنا۔ میں سمجھا تھا کہ تو دماغ کی مینٹی ہو کر یہ باتیں میڈم صاحبہ پر بڑی ہوشیارہ۔ ورنہ شک نہ ہو کہ ہے سکو بھوت پریت نہیں لگا نہ کوئی آسیب ت ہے چنا ب میں خشمت۔

ماہن تو یہ کہہ چلا۔ مسٹر کا بولنے کچھ ہی کہ ضرور کوئی سبب ہے ورنہ ہنگامہ طبعیات نہ پٹ دیتا مگر وہ اس وقت خاموش رہی مارگیرٹ سے کچھ بوجھ کچھ نہ کی اور وعدہ کر دیا کہ اگر اچھا کام کروں تو تم کو وہ بڑا حادیجائی کی یہ کہہ اسے مارگیرٹ کو خشمت کیا اور تاکید کر دی کہ کل ضرور آجائے گا

مارگیرٹ نے دوسرے روز سے کام شروع کر دیا۔ ڈاکٹر کی ماہی سے

جان بیری کے عطیہ سے پوشاک بنوائی اور بڑی صفائی اور تیز داری سے خدمات مفوضہ ایک عرصہ تک انجام دیں۔ یہاں تک کہ آغاز ملازمت کے وقت اسکی تحویل میں چھ پاؤنڈ بانی تھے۔

باب (۱۵)

جدید ملازمت

مسز کا بولڈ بڑی ہی شریف نیکدل۔ سنجیدہ بار سوخ لیڈی تھی تمام لازم اسکے مزاج اور بتاؤ سے خوش رہا کرتے تھے۔

اسکو مشاغل علمی سے نہایت ہی دلچسپی تھی اور قرب و جوار کی لڑکی لڑکیوں کو زیادہ تعلیم سے آراستہ دیکھنے کا دل سے شوق تھا۔

اسنے مارگریٹ ایسی تیز دار سلیقہ شعار۔ فرمانبردار اور خدمتگزار خادموں پر پائی تھیں اس سے ایک خاص آئین ہو گیا اسنے اسکو پڑھانا لکھنا شروع کیا تو بہت ہی ذہین پایا۔

مارگریٹ جو سبق ایک مرتبہ پڑھ لیتی وہ ہمیشہ کے لیے لوح دل پر نقش ہو جاتا تھا بلکہ اپنی ذہانت و ذکاوت طبع سے خود ہی نیاقت میں ترقی کرتی رہتی تھی۔ اسنے تعلق بہت کام تھا وہ صبح کو دایہ گیری کے کام کرتی تھی اور دونوں وقت کھانا پکاتی تھی۔

مسز کا بولڈ نے ایک ایسے شخص کے ساتھ دوسری شادی کی تھی جسکے چودہ لڑکے پہلی بی بی سے تھے اسباب اولاد میں ہونے کی امید تھی مگر مارگریٹ ان سب کی آرام و آسائش کا اس خوبی سے انتظام کرتی تھی کہ ہوشیار سے ہوشیار اور تجربہ کار سے تجربہ کار راتا دایوں سے بھی ممکن نہ تھا۔

بھین کا روبار سے اسے دم لینے کی فرصت نہیں تھی ہر وقت کوئی نہ کوئی

کام سر پر آہی بڑھاتا تھا۔
وہ لڑکی تو کمبختوں کو اپنے ساتھ سیر کراتی تھی طرح طرح کے کھلونے باجے
کھیل رہا تھے۔ گورڈیان۔ گڈے بناتی اور پیار سے کھلاتی تھی۔
سب بچے اسکو جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے اور وہ ہر وقت اپنے جان
دیے رہتی تھی

ایک روز دو بچے یعنی ماسٹر چارج و ماسٹر فریڈرک کھیل رہے تھے کہ ایک
بچی دیوار کے بل سے چوہے کی سی آواز سنائی دی آنکھوں نے مارگریٹ کو آواز
دی تو اسنے جا کر غور سے سوراخ والی آواز سنکر لڑکوں کو وہاں سے زبردستی
ہٹا دیا اور کہا کہ

”چوہا نہیں بولتا بلکہ دیوار بیچ رہی ہے“
وہ انکو ایسے ہوئے وہاں سے ہمتی ہی تھی کہ دیکھنے دیکھتے دیوار پھس بیٹھتی
اور آواز آتا تو زمین پر آ رہی۔ دھماکے کی آواز سنکر بہت سے لوگ دھڑکے
اور واقعہ سنا تو بچوں کی جانبری کے لیے خدا کا شکریہ ہی ادا نہ کیا بلکہ ہر ایک
نے مارگریٹ کی عافی و مافی کی انتہا سے زیادہ تعریف کی۔

اس زمانے میں مارگریٹ کھنے پڑھنے میں بہت ہوشیار ہو چکی تھی اسکا
ذہن ریساتھا اور حافظہ بہت ہی درست اسنے انجیل حفظ کر لی ایک ایک
آیت کے معنی ذہن نشین کر لیے اور خود اپنی لیاقت سے بچوں کو بھی سبق
دینے لگی۔

تو اسکو ان کاموں سے لمحہ بھر بھی فرصت نہ ملتی تھی مگر عاشق کا خیال
کسی وقت دل سے فراموش نہ ہوتا تھا۔

موسم بہار میں اس مقام پر طرح طرح کے پرندوں سے عجیب ہی دلنویز
کیفیت رہا کرتی تھی۔ جھنڈ کے جھنڈ جا بجا اڑتے اور چمکتے پھرتے تھے
شکاریوں کو شکار کا لطف رہتا تھا۔ جال جب کھینچتے تھے تو بھرے ہی
ملے تھے۔

مستر کارل لڈ کا سب سے چھوٹا بیٹا بڑا ہی شکار کا دلہن تھا ہر ایک

چار بجے شام کو کلفت کی سیر کر رہا تھا کہ دریا پر شکار کی جڑی ہی کیفیت میں نظر ہوئی اسکی تین بہنیں بھی ساتھ تھیں مگر وہ اسنے کہے بغیر نیچے اتر گیا کشتی کے ننگر اٹھائے اور صبح تک واپسی کی امیدیں سوار ہو کر تنہا روانہ ہو گیا۔
چارونوشی کے وقت اسکا باپ بی بی بچوں کو ساتھ کھانے بیٹھا تو ولیم کو نہ دیکھ کر پوچھا کہ

”ولیم کہاں ہے؟“
ولیم کی جوتیں بہنیں اسکے ساتھ تھیں وہ بھی ہی سب سے سوال کرنے لگیں مگر کچھ معلوم نہ ہوا۔
مسٹر کارکسن مسٹر کالڈ کا عزیز اور محرر خاکی بھی تھا ایسے آخر کار یہ پتہ

دیا کہ
”غالباً ولیم شکار کھیلنے گیا ہے“
مسٹر کالڈ نے پوچھا کہ ”رات کو شکار چہ معنی دارد۔ آخر وہ گیا کب؟“
موسم میں جانا کون عقل مند ہی تھی؟“
محرر نے جواب دیا ”کم و بیش دو گھنٹے ہوئے ہونگے“
مسٹر کالڈ فوراً ہی اٹھ کھڑا ہوا محرر کو ساتھ لیکر چلا اور دل میں یقین کر لیا کہ
”بس لڑکا ڈوب گیا۔ خدا ہی ہے جو بچا ہو“

اسوقت دریا تلخ طبع تھا۔ برف کٹ رہی تھی ہوا کے جھونکے تیزی سے چل رہے تھے اچھے سے اچھے نا خدا کا ناؤ کھینے کو ہواؤ نہ بڑھتا تھا۔ عین اسی وقت ماسٹر ولیم کی کشتی طوفان کے خیموں میں خدا کے بھروسے پر جا رہی تھی۔ اگر اسکا باپ ذرا بھی غفلت کرتا تو صبح کو ماتم کے سوا اور کچھ حاصل نہ ہوتا لیکن خدا نے خیر کی۔ ساحل پر دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ ماسٹر ولیم چھوٹی کشتی کے پتواریک ایک بڑی کشتی پر گیا ہے جس میں بارہ آدمی تک سوار ہو سکتے ہیں۔ اب سب نے زور زور سے آوازیں دیں مگر بانی کی گھر گھر ہٹ اور ہوا کی سنسناء ہٹ سے کسی قسم کی آواز نہ سنائی دی۔

مارگریٹ بھی اسوقت تھیلی پر جان لیے ہوئے اپنے آقا کے ساتھ تھی

اُس نے اپنا بادیہ سرپرستی لیا اور ہاتھ بٹانے کو ہمراہ ہو گئی۔ سب لوگوں نے ادھر سے ادھر دوڑ دوڑ کر ولیم کو پکارا۔ ہر ایک کا چہرہ جیسے تھکے گلا میٹھ گیا مگر صدارت نے برخاست۔ دوڑ دوڑ تک آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر نظریں دوڑانے پر بھی کوئی کشتی دریا میں نظر نہ آئی تو عمر بولا کہ

”بس اب ہاتھ دھوئیے۔ فضول دوڑ دھوپ سے فائدہ“

مارگریٹ نے کہا کہ جی نہیں۔ ابھی آگے بڑھ کر اور دیکھ لیجئے۔ مگر جانے کی کیا جلدی پڑی ہے؟

اس خربک پر آقائے توجہ کی اور سوگنہ کی کا فاصلہ طے ہوا ہوا گا کہ جنگل میں ایک شخص جاتے ہوئے نظر آیا۔

فکر مند باب نے پوچھا کہ کون جاتا ہے؟

مارگریٹ نے فوراً ہی ولیم لاڈ کی آواز پہچان لی وہ جلدی سے یہ کہتی ہوئی لپکی مہاجی میرے پیارے ولیم مسٹر کا بولڈ کا بیٹا کھو گیا ہے۔ ذرا مدد کرو۔
ادھر آقا کو حیرت ہوئی اور ادھر لاڈ کو ایسے وقت مارگریٹ نے لمبانے سے تعجب ہوا۔ انکے ساتھ ہی مارگریٹ کو خوشی ہوئی کہ اُسے والد و شہداء سے مزید مدد ملے گی۔

لاڈ بولا کہ معاف کرنا۔ میں نے یہاں نہیں۔

مسٹر کا بولڈ نے کہا کہ ٹیڈ ایشیا تین چار گھنٹے سے دریا میں غائب ہے نہ معلوم ڈوب گیا یا زندہ ہے۔

لاڈ بولا۔ میں دریا ہی سے چلا آتا ہوں مگر مجھ کو کوئی بھی کشتی نظر نہیں آئی پانی ایسا تلخ و خیز تھا کہ میں یہاں اتر چلا اور اب اسوچ جاتا ہوں۔ ہارورٹ سے ٹینکس تک مجھ کو کوئی کشتی نہ ملی کا ڈھال میں بھی میں نے کسی ناؤ کو نہیں دیکھا اسی اثنا میں ایک کشتی سے آواز آئی کہ

”اجی یہاں کوئی نہیں ہے۔“

ولیم لاڈ نے پوچھا کہ کہاں؟

جواب ملا۔ میں ہوں رچرڈ لی۔ مجھ کو کشتی تو مل گئی مگر اسپر کوئی سوا اور نہیں

دل لاڈ بول اٹھا کہ بس سمجھ میں آگیا۔ لڑکا ساحل پر اتر پڑا۔
 باپ نے کہا کہ ”اجی اتر گیا پڑا ہوگا میں تو جانتا ہوں کہ ڈوب گیا،“
 لاڈ کو بھی اسی بات کا اندیشہ تھا مگر کچھ سوچ سمجھ کر لولا کہ
 ”اگر وہ دریا کے راستے سے واقف ہے تو ضرور کشتی پر اتر پڑا ہوگا اور
 ادھر ہی کسی راستے سے گزرا ہو تو عجب نفین،“
 مارگریٹ ادھر ادھر نظر دوڑا رہی تھی یکایک اسکی نظر کسی چیز پر پڑی تو
 بول اٹھی کہ

موجودہ دیکھنا۔ وہ دلدل میں کیا چیز نظر آرہی ہے
 لاڈ نے کہا گوئی دریائی لنگر ہوگا اور کیا ہاں مگر خیر میں دیکھے آتا ہوں،“
 یہ کہتے ہی وہ دوڑ پڑا دلدل میں جگہ جگہ بالوں دھنسا جاتا تھا لیکن اسنے
 بہت سنبھل سنبھل کر قدم رکھنا شروع کیے تو بڑی مشکون سے اسی مقام پر پہنچ گیا
 جہاں ایک لاش کچھ زمین دھنسی ہوئی پائی۔ اسنے فوراً ہی آواز دی۔

”مارگریٹ، تم بہت سچ کہتی تھیں،“
 یہ آواز سننے ہی تمام لوگ مائے خوشی کے اچھل پڑے۔ لاڈ نے فوراً ہی وہ
 جسم بچان بیٹھ پر لا کر اپنے انگوچھے سے اسکے دونوں ہاتھ اپنی گردن میں باندھ
 اور دبان سے پلٹ پڑا۔ لڑکا بالکل مڑوہ معلوم ہوتا تھا۔ بال برف اور مٹی سے
 لٹ پڑے تھے۔ ایک ایک عضو اٹھٹا ہوا تھا۔ دونوں ٹانگیں اگر کئی تھیں
 گردن تک کچھ ہی کچھ بچتی اور معلوم ہوتا تھا کہ بڑی مشکون سے اُبھر رہا ہے۔
 پشت کی طرف کے کپڑے چھوٹے چھوٹے ہو کر پاؤں کے تلے لگے تھے اور زندگی کی کوئی
 علامت باقی نہ تھی۔

اسکا گھر لیجا تا فوراً ہی ضروری تحالیں بالنس اور گھاس پھوس سے ایک
 گٹھی تیار کی گئی جسپر لاڈ نے اپنا کوٹ۔ مسٹر کا بولڈ نے اپنا جاکٹ اور مارگریٹ
 نے اپنا لباس بچھا کر دلیم کوٹا دیا اور چاروں آدمی اٹھا کر اسکو گھر لے چلے
 راستے میں اور آدمی بھی مل گئے جنھوں نے گٹھی اپنے کانڈھون پر لے لی اور
 مسٹر کا بولڈ نے لاڈ کا شکریہ ادا کر کے اصرار کیا کہ

”کشف خانے پر تشریف لے چلے تاکہ میں صبح تک کچھ عوض کر سکوں“
 لاؤ شکر گزاری کے بعد بولا کہ
 میں مارگیر سٹ سے لئے آیا تھا اگر آپ دو چار باتیں کر لینے دین تو اسی قدر
 میرا پیسہ میرے لیے بہت ہے۔ میں نہایت ہی ممنون ہوں گا۔
 مارگیر سٹ کا آقا بولا۔ آپ جتنی دیر تک چاہیں باتیں کر لیں لیکن بہتر ہوگا
 کہ باورچی خانے میں قیام کیجیے

لاؤ نے کہا کہ ”بہت خوب۔ جو مرضی“
 اسکے بعد مارگیر سٹ مسٹر کا بولڈ سے بولی کہ کیسے تو میں جا کر حمام گرم کر دوں
 بچھونے تیار رکھوں اور کل بسم ہو چکا کر ڈاکٹر اسٹیننگ کو بلوالوں ۵
 آقا نے جواب دیا۔ ”بہت اچھا جاؤ۔ دیر نہ کرو“

مارگیر سٹ نے جا کر مکان پر دتیم کی دستیابی کا خدو سنایا۔ سب کیفیت
 بیان کی۔ کہ بانی گھرے میں بچھونے بچھا دیے۔ پانی گرم کیا۔ بالمش کے لیے
 تنگ میں لیا اور ایک آدمی ڈاکٹر کے لئے تو بھیجا۔

اتنے ہی میں لوگ دتیم کو مکان میں لے آئے۔ ٹوکے کی طرح فرسش پر
 لٹا دیا۔ مگر اسکو ہوش نہ آتا تھا نہ آیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ڈاکٹر نے باؤ میں غصہ
 دیدی جس سے پہلے کسی قدر خون نکل قلب میں خفیت سی حرکت پیدا ہوئی
 اور نبض بھی آہستہ آہستہ چلنے لگی۔

اسکے بعد طبع میں برائی ہو جانے سے مرنے چھٹے ہوئے ہوتوں
 کا رنگ تبدیل ہونا شروع ہوا پھر صدمہ و غم پھر صدمہ کی حرکت محسوس ہوئی
 اور گلا خروخروئے لگا۔ خدا اور دگر ذریعہ قی کہ ایک بار وہ کہہ رہا۔ پھر کچھ کچھ
 کھولیں بعد ٹنگنے پانی کے آگے پھرتے سے بدن پوچھنے پر جسم میں کچھ ٹھنڈی
 پیدا ہوئی۔ زمان بعد گرم پانی سے جسم پوچھا گیا جسے جلد کے اندر کچھ گرمی
 پہونچائی اور اسے آگے بھجوا کر دیکھا شروع کیا۔ رفتہ رفتہ اسکی طبیعت
 درست ہوئی لگی اور آخر میں مارگیر سٹ کی طرف دیکھ کر بالکل آہستہ سے نکلا
 ڈاکٹر اور اپنی بہنوں کی طرف نظر کر کے مسکرا دیا اور باپ کا ہاتھ غریب کی ہونٹوں

باب (۱۶)

زندہ امیدین

خدا کی قدرت کہ کچھ زمین لت پت - سر سے پاؤں تک چھینیا بولڈ
 طبع کی آگ کے سامنے ٹھہرا ہوا کڑے سینک رہا ہے اور کسان لوگ اس کی
 خاطر تواضع کر رہے ہیں۔ ہر شخص کو اس کے دیکھنے کا اشتیاق ہے کیا مالک خانہ
 کیا محر خانگی اور کیا عزیز و اقارب سب کی زبان سے تعریف کے کلمے نکل رہے
 ہیں۔ مگر تاکید ہے کہ لاڈ کو جسکی خواہش ہو فوراً وہ چیز مہیا کر دیجائے
 مگر گریٹ کی محبت اترائی جاتی ہے امیدین بغلیں بجا رہی ہیں اچھے دنوں
 کی آمد کا انتظار ہے۔ اور آسکے خیال میں اس رات سے بڑھکر کوئی خوشی کی
 رات نہیں۔ ویم کی طبیعت سنہلے جاتی ہے۔ آسکے باپ نے بیٹے کی سلامتی
 کی خوشی میں بڑے تکلف کی دعوت کی جس میں سب بڑے چھوٹے نوکر جا کر
 بری خوشی کے ساتھ شریک ہوئے اور اخلاقی شراب کا دور چلنے لگا دعوت
 برخواست ہونے کے بعد واقعہ جگر خاش کی باتیں ہو رہی تھیں کہ ڈاکٹر صاحب
 پھر ویم کو دیکھنے کے لیے تشریف لے آئے یہاں لاڈ کے کچھ زمین کڑے سے دیکھے
 تو سمجھ گئے کہ یہی ذات شریف وہ ہیں جنہوں نے ویم کی جان بچائی تھی۔
 ڈاکٹر نے ویم کی حالت دیکھ کر اطمینان ظاہر کیا اور لاڈ کی جراثیم و ہمت
 کے معرفت و مدارح ہوئے اتنے ہی میں سنر کا بولڈ تشریف لے آئیں اور لاڈ

سے بولڈین کہ
 آپ نے جو احسان کیا ہے اس کا شکریہ بھی ادا نہیں ہو سکتا معاوضہ کیا معنی
 مگر فی الحال سنر کا بولڈ کی جانب سے یہ گنتی فکرا نے سے طور پر قبول ہو۔ پھر
 یا زندہ محبت باقی
 لاڈ نے شکریہ ادا کر کے کہا کہ یہ گنتی مار گریٹ ہی کو دیدیجیے اور انہیں کا
 شکریہ بھی ادا کیجئے کیونکہ آپ کے صاحبزادے کو سب سے پہلے انہیں نے

”ٹھہرنا تھا“

اسکے بعد مسٹر کا بولڈ اندر چلی گئی اور ولیم لاڈ مارگیرٹ کو لیے ہوئے پھر باہر باورچینا نے مین آیا جہاں بالکل تنہا لی کھتی۔
مسٹر اور مسٹرناڈ کو خبر نہ تھی کہ لاڈ برطانیہ کے جہازی فوج میں لازم ہو گیا ہے اور سلطنت برطانیہ کی طرف سے اسکو ہالینڈ میں تین برسوں ملازمت کرنا ہوگی۔

بڑی بڑی لڑائیوں کے بعد انگریزوں نے ان سرکشوں کو زیر کر لیا تھا بہتوں کو معافی مل گئی اور بہت جہازی فوج میں مشغول ہوا ہرون پر مسترد کر لیے گئے انھیں مین لاڈ بھی شامل تھا جسکے کپتان نے فن جہاز رانی سے غور ہو کر اسکو ایسوج میں ہوانے کی اجازت دیدی تھی وہ تو اوسا دی ہی ساتھ کرتا تھا لگا لگاتے تھائی پسند کی نقطہ ایک چھوٹی کشتی اودو پتوار لیکر چل کھڑا ہوا اور وعدہ کر دیا کہ کل حاضر ہو جاؤں گا۔

لاڈ نے یہ سب تذکرہ بیان کیا تو مارگیرٹ اسکی موجودہ ملازمت اور خطرات سے جابزری کی خوشی میں مست ہو گئی۔ اسکو پہلی ملاقات اور نا حساب دست بردی فراموش ہو گئی اودا اسکی سچی محبت نما جوش ہر ایک بات پر غالب رہا۔

دونوں مین آزادی سے گفتگو ہوتی رہی اتنے ہی مین ڈاکٹر اپنے مریض کو میٹھی نیند میں پاکر پاس والے کمرے میں اس خیار سے جائیسا کہ شاید رات دیکھنے بھانسنے کی ضرورت نہ پڑے نوکروں چاکروں نے بھی اپنے اپنے بستروں پر کر سیدھی کی اور لاڈ نے بھی مارگیرٹ سے سونے کی اجازت مانگی۔

لوگوں نے لاکھ احذر کیا کہ چہرہ پر کی تھکی ہوئے کمرے میں جا کر سو رہو مارگیرٹ بولی کہ
دلمان غیند کسکو آسکی۔ دل تو پیارے ماسٹر ولیم ہی کے پاس رکھا ہے گا
ویسے مین مین بھی رہنوی؟

چنا پنچ اُسے ساری رات بیٹھے بیٹھے مرین ہی کے پاس اُن خوش ہنسنے والی بات میں کاٹ ڈالی جولاڈ کے معاملے میں امیدوں سے بھرے ہوئے تھے وہ سوچتی تھی کہ لاڈ کا اب عہدہ داروں میں شمار ہو گیا اُسکی بہادری اور دلاوری کے دُشکے بچنے لگے خوش قسمتی نے اُسکو آئندہ فطرون سے بچا لیا اور اب انشاء اللہ اُسکی زندگی بہت سے مفید کاموں کی انجام دہی کے لیے ایک مدت مدید تک قائم رہے گی۔

ساری رات مارگریٹ اور لوگوں کے ساتھ ولیم کی صحت و سلامتی کے واسطے دعا مانگتی رہی۔

آخر صبح امید نے جلوہ دکھایا آنتاب کی شعا عوں سے برف کا چٹا مین چمکنے اور صنوبر کی شاخیں برف کے بوجھ سے دبی ہوئی نظر آنے لگیں جنہیں ٹپ ٹپ پانی زمین پر ٹپک رہا تھا۔

جہاں زمان گہری نیند سے جاگ کر اپنے کمرے سے نکل کھڑا ہوا پر تلگف حاضری کھا کر تمام نوکروں چاکروں اور مارگریٹ سے بڑی محبت کے ساتھ ولیم کے لیے دعائے خیر کرتا ہوا رخصت ہوا بعد صاحب خانہ اور اُسکے عیال و اطفال سے رخصت حاصل کی جنھوں نے ایک زبان ہو کر اُسکی اور مارگریٹ کی سلامتی و سرسبزئی کے لیے دعائیں کیں۔

ولیم نے رفتہ رفتہ صحت پائی اُسکو اس واقعہ سے ایسی عبرت ہوئی کہ کشتی کی سواری سے کان پکڑے صید و شکار سے آئندہ توبہ کی اور یہ مشغلہ اُنھیں کے نامزد کر دیا جنکو ایسی آفت ناگہانی سے اب تک سامنا نہ ہوا تھا۔

باب (۱۷)

نقل مقام

ان واقعات کے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد مسٹر کالوڈ نے مع قبائل کلن

سے ایک اور عمدہ مکان میں نقل مقام کیا اور ساری جائیداد وہیں منتقل کر دی۔ یہ مکان بہت قدیم تھا بڑے بڑے پھاٹک لگے ہوئے تھے پھاڑوں اور سبزہ زاروں کا دلفریب نظارہ بھی قابل دید تھا۔ مسٹر کا بولڈ نے اول اول مارگریٹ سے دل لاڈ کے تعلقات کی کیفیت دریافت کی جو اسے صاف صاف بیان کر دی اور ان کا تھانہ کی بھی تو دید وہیں نشین کر دی جو اصلاح پذیر ہو چکے تھے۔ اسی اثنا میں ایک خادمہ نے اگر نہ معلوم کیا لگائی سمجھائی کر دی کہ آقا کی بی بی کی نگاہ مارگریٹ کی طرف سے پھر گئی نہ وہ پہلی سی مہربانیاں رہیں نہ بیشر کا سا اعتبار۔ وہ نہ اب اگلی طرح خدمات کی قدر کرتی تھی۔ نہ کام کاج سے حسب معمول خوش رہتی تھی بلکہ جو باتیں سننے میں نہ آتی تھیں مارگریٹ کو اب سنائی دینے لگیں جس کا سبب وہ یہی سمجھی کہ سارا معاملہ لڑائی کی ذات کا ہے۔ اس نے اپنے آقا کی بی بی سے سچا سچا حال کہہ کر گویا اپنے پیروں میں اپنے ہاتھ سے کھٹاڑی ماری مسٹر کا بولڈ اس سے بدظن رہنے لگی۔ جب سے مارگریٹ کی طبیعت برداشتہ ہو گئی اور اسی کے بعد ایک اتفاق بھی ایسا ہو گیا جس سے اس کے زخم رسیدہ دل پر اور ٹھک پر چڑک گیا۔

بہت سا اسباب توسیٹ مارگریٹ گرین میں پہونچ چکا تھا اور قدرے قلیل سامان ابھی تک کلفت ہی میں جٹا ہوا تھا۔ مارگریٹ آقا کے بچوں کے ساتھ نئے مکان میں تھی۔ مسٹر کا بولڈ صرف دو بڑے لڑکوں کے ساتھ چرائے مکان کا باقیماندہ اسباب بھجوانے کے واسطے کلفت ہی میں رہ گئی تھی۔ رات کا وقت تھا۔ چاندنی چھٹی ہوئی تھی۔ زمین پرین کی سلین جم گئی تھیں۔ لیک ایک پائی کتا بڑے زور سے بھونکنے لگا۔ مسٹر کا بولڈ نے کتاب کی طرف سے توجہ ہٹا کر لڑکوں سے کہا کہ۔ دیکھو۔ پائی کیون بھونک رہا ہے۔ لڑکے کھیل میں مشغول تھے انھوں نے مطلق توجہ نہ کی اور کتاب پر ابھونکنا ہی رہا۔ چنانچہ وہ ہمت کر کے خود ہی اُٹھی لیادہ اور

دوشالہ سر پر ڈال لیا اور جیون ہی دروازہ کھولا کتے نے بھونکنا بند کر دیا اور غرائے لگا۔ مسٹر کا بولڈ نے چوکھٹ کے آگے قدم بڑھایا تو ایک شخص کو درختوں کے چھنڈ میں گھستے ہوئے دیکھا وہ انھیں بیرون پلٹ پڑی اور لڑکوں سے ماجرایاں کیا۔ لیکن اُن کو کھیل کی بڑی تھی مطلق متوجہ نہ ہوئے اور اسی وقت پھر کتا زور زور سے بھونکنے لگا۔ وہ پھر باہر گئی اور ڈانٹا کر بولی کہ درختوں میں کون چھپا ہے؟ میں نے اچھی طرح دیکھ لیا اگر جلدی سانس نہ آیا تو کتے کو لگا کر دو لگی۔ اتنے ہی میں درختوں کی شاخیں ہلنے سے پتوں کے اوپر کی برف گرنے لگی اور ایک دراز قامت شخص جہاز انون کی وضع میں ستانہ وار نمونہ دار ہوا۔ اُسے تینوں بدل کر لیڈی کی طرف دیکھا اور آگے قدم بڑھا دیے۔

مسٹر کا بولڈ نے پوچھا۔ تم کون ہو اور یہاں اس وقت آنے سے غرض ہے؟ جواب ملا میرا نام جان لف ہے۔ آپ کچھ فکر نہ کریں۔ اُسکی آواز سن کر پامپی اور بھی غضبناک ہوا۔ اُس نے زنجیر توڑ ڈالی اور جان لف کی طرف جھپٹ پڑا مگر وہ سر پر پاٹون رکھ کر بھاگا اور ساحل کی طرف چل دیا۔ مسٹر کا بولڈ کی ہمت نہ بڑی کہ بھاگ کرے مگر عین اُسی وقت اُس کا شوہر آگیا جس نے دیکھا کہ اُس کا کتا پامپی زنجیر توڑائے ہوئے غرض کر رہا ہے اور مسٹر کا بولڈ زنجیر کھول رہی ہیں۔ مسٹر کا بولڈ نے آتے ہی جلدی سے پتہ کھول لیا تو پامپی ساحل کی طرف دوڑ پڑا اُس کا مالک بھی اُسکے پیچھے پیچھے چل دیا اور دیکھا کہ کوئی جہاز ران بھاگا جا رہا ہے۔

اُسکے بعد سیدنٹ مارگریٹ گرین مین شورج گیا کہ کسی جہاز ران نے کلف کے مکان میں مالکہ خانہ پر حملہ کیا ہے اور باورچی خانہ میں سب کو یقین ہو گیا کہ ساری کارستانی دل لاڈھی کی تھی، مارگریٹ نے سنا تو بہت ہی رنجیدہ ہوئی۔ مسٹر کا بولڈ دوسرے روز نئے گھر میں آئی تو مارگریٹ سے مخاطب تک نہ ہوئی جس پر اسے سوچا کہ خود ہی تذکرہ کر دوں گی لیکن ایک دن بعد۔ مسٹر کا بولڈ ہی نے پوچھا کہ مارگریٹ تم جان لف سے واقف ہو؟

مارگیرٹ نے جواب دیا جی ہاں میں واقف تو ہوں مگر اس سے شناسا نہ ہوتی تب ہی اچھا تھا۔

مسٹر کا بولڈ نے اُسکے بعد سب ماجرا بیان کیا تو مارگیرٹ بولی کہ یہ وہی شخص ہے جس نے دل کی خوبیاں خاک میں ملا دیں اور اپنے ساتھ بد معاشوں میں شریک کر لیا یہ بڑا ہی حرام زادہ آدمی ہے ضرور کسی نہ کسی کی جان لیکر رہے گا۔ الحمد للہ کہ آپ اُسکے حملہ سے محفوظ رہیں۔

مسٹر کا بولڈ نے جواب دیا کہ ہاں مارگیرٹ۔ میں بڑی چوٹ چھوٹ سے بچ گئی۔ سمجھو کہ بڑی خیریت رہی۔

اُسکے بعد مارگیرٹ نے مسٹر کا بولڈ سے شکایت کی کہ آپ کی پہلی تو نظر عاطفت کیوں نہیں؟ جسکے جواب میں مسٹر کا بولڈ بولی کہ اس گھر سے اُٹھنے میں تعین یہ گمان ہوا ہوگا۔ دراصل میری طرف سے کوئی بات نہیں۔ خود تمھاری ہی طبیعت میں فرق ہو گیا ہوگا۔

باب (۱۸)

مصالحات

مارگیرٹ ایک روز کرالسٹ چرچ پارک میں اپنے آٹھ گے بچوں کو فو صاف ستھرے کرتے پہنائے ہوئے لے جا رہی تھی کہ اُسکی جی۔ اسٹے میں مل گئی۔ یا تو اُسنے اسکی لیاقت کا کر دگی کا شہرہ سنا تھا یا اپنی گزشتہ غلطی سے نادم ہوئی تھی کہ مارگیرٹ کا دھیان آیا۔

ملاقات بڑے تپاک سے ہوئی اور مارگیرٹ نے عرض کی کہ میں اپنے آقا کی بی بی سے پوچھوں تو چارینے اب ضرور تشریف لائیں۔

ایسویج کا پارک جائے کے موسم میں بڑا ہی پر فضا ہو جاتا ہے۔ ہفتے میں دو بار آسمین عام لوگوں کو تفریح کا موقع دیا جاتا ہے۔

مرد و خوار و کون اور عورتوں اور عورتیں نازک اندام و کون کوسا

یہ بے بہار کا مزہ لوٹتی ہیں تمام قسم کے چرندون پرندون کی ٹھیکیلون کا نظارہ بڑا ہی دل فریب ہوتا ہے۔ کیسا ہی ترنم و دل بہال کیا کہ یہاں کی آب و ہوا سے شکستہ نہ ہو جائے۔ تمام کاروباری لوگ اُسی مقام پر اپنے دوستوں اور بال بچوں کے ساتھ چھٹیاں مناتے ہیں۔

مارگریٹ کا چچا اُسکی چچی اور بچوں کے ساتھ تشریف لایا تو اسوقت چچا چچی کے مزاج بالکل تبدیل تھے نہ دولت کا نشہ تھا نہ امیری کا زعم۔ دماغ میں سنجیدگی تھی اور طبیعت میں سادگی۔

چچلنے باتوں باتوں میں اپنے ادب اور وفلاس کا کچا چٹھیا بیان کر دیا چچی اور چچا کے پاس اب ایک کوڑی بھی نہ رہی تھی ساری جائیداد اُنکے نفلون میں آگئی۔ لڑکوں کے پاس ہانڈوں میں پھٹی پرانی جوتی تک نہ تھی جو کچھ بچہ کھاتا تھا سب چوٹ ہو چکا تھا۔

مارگریٹ کے کلیجے پر سخت چوٹ لگی اُسنے اپنی استطاعت کے موافق مدد کر دی اور وہ وہ تسلی بخش و نصیحت آمیز باتیں کرکے گزاری کہیں کہ چچی اور چچا کا کلیجہ ہاتھ ہاتھ بھرکا ہو گیا۔

صاحب خانہ کی خدمت گاریاں خدمت کو حاضر تھیں مہمانوں نے انکی مسعدی مزاج شناسی، خوش اخلاقی، سلیقہ شعاری، صفائی، و تیز فاری دیکھی تو عیش و عشرت لگ گئی اور اُنکو اعتقاد ہو گیا کہ بس یہی اوصاف انسان کی ترقی کا سرمایہ ہیں چچی نے مارگریٹ کے ساتھ اپنی بدسلوکیوں پر افسوس کر کے معذرت مانگی اور کہا کہ جب کبھی فرصت مل جائے تب ضرور اپنا گھر سمجھ کر چلی آنا ہلوگ اُنکے نہایت ہی ممنون و شکر گزار ہونگے۔

مارگریٹ نے چچی کی تمام بدسلوکیوں کو بالکل فراموش کر دیا اور بڑی صاف دلی سے رضا جوئی پر مستعد ہو گئی اپنی آمدنی کا ایک مقول حصہ چچے کے بھائی بہنوں کو دیکر چچا اور چچی کی عاطفت بزرگانہ کا شکریہ ادا کرنے کے بعد عرض کی کہ انشاء اللہ لاؤنگی دایسی پر میرا قیام برینڈسٹن میں ہوگا اسوقت میں ضرور رخصت لیکر حاضر خدمت ہوں گی۔“

جاٹے غضب کے پڑ رہے تھے سردی کی وہ گرم بانڈاری تھی کہ الامان نئی تھوڑا
خاندانوں نے حسب معمول غریب غریب کے روزانہ بسر وقات کے لیے کپڑوں
کملوں - اور خر دو نوش کا انتظام کر دیا تھا۔

اس دامن میں مارگریٹ نے کچھ اس خوبی سے انتظام کیا کہ کفایت شادی
بھی رہی اور کسی کو کسی امر کی شکایت بھی نہ ہوئی۔

ایسی ایسی کارگزاریوں سے وہ پورے اختیارات سے منتظم خانگی ہو گئی سب لگ
اسکا اعزاز کرنے لگے مگر اسوس کہ اس عروج کا زمانہ چار دن کی چاندنی ہو گیا
اور آفا کی جوبی بی ہمیشہ اسکی توصیف و ثنا کیا کرتی تھی اس کے لب و لہجہ میں
فرق آگیا۔

حسن اتفاق سے انھیں ایام میں اس کے عاشق دلنواز نے لارڈ ہوس کی
فتح فرانس میں بہادرانہ خدمات کے صلے میں انعام کثیر حاصل کیا تھا چنانچہ مارگریٹ
نے یکم جون سنہ ۱۸۰۷ء کو سینٹ مارگریٹ گرین کی عالی شان عمارت میں بڑی ہی
پر تکلف دعوت کی۔

اس مکان سے ملحق ایک پرنسپال باغ بھی تھا جس میں یہ کچھ ترکاری اور بیویہ جات
توتھنے کی ضرورت سے کئی تو بہت سے لڑکے ادھر ادھر کھیلنے دیکھے وقت آئے
ایک بڑے دو چھ سنی اور کئی لڑکوں کو بہت ہی گھبراہوا دیکھا یہ فوراً آواز بجاوا
دیکھا کہ آقا کا بیٹا ماسٹر ہنری دوڑ دھوپ کے وقت پھسل کر تالاب میں گر پڑا
ہے اسکو مطلق گھبراہٹ نہ ہوئی فوراً ہی ایک خادمہ کو اٹھیل سے بیٹھی اڑا
رستی لانے کے لیے دوڑا دیا۔ خود بے تامل تالاب میں کود پڑی اور مضبوط جڑیلی
گھاس ایک ہاتھ سے پکڑ پکڑ کر تالاب کے بیچون بیچ پہنچنے ہی دہانے ہاتھ
سے ہنری کے جاگت کا ٹریبان پکڑے ہوئے دوڑتے ہوئے بچے کو نکھانے
مختوڑی دیر میں بیٹھی آگئی مارگریٹ رسی کے سہارے سے ہنری کو کھینچا لیا
گھسیٹ لائی اور پھر ہنری کو بیٹھی پر چڑھا کر ساحل عافیت پر پہنچا دیا۔
اس منم کا یہ تیسرا کارنامہ ان تھا جو کچھ کی جان بچانے کے لیے طور میں لیا
اور جب کا احسان کا بولد کے خاندان نے زندگی بھر نہ بھولا۔

اس واقعے کے بعد ہی اُسکے قدیم دوست جیک نے اُس کو فح فرانس کی خبر سنائی جس میں اُسکی آنکھوں کے سامنے ہی لاڈ کے سرنگنا می کا سہرا ہوا تھا مارگریٹ اس خوشخبری کے بعد جیک کے یہاں وقتاً فوقتاً آنے جانے لگی تاکہ لاڈ کے مفصل حالات سنے جیک نے لاڈ کا پیغام سنایا کہ وہ رخصت پانے ہی انعام کثیر لیے ہوئے غریب آنے والا ہے۔

اس مژدہ جان بخش نے مارگریٹ کے کلیجے کو اور بھی ہاتھوں بڑھا دیا اور وہ ہر وقت ٹوٹا مین مست رہنے لگی کہ لاڈ کا دیدار کامیابی کے ساتھ جلد اشد دکھائے گا۔

باب (۱۹)

تبدیلی حالت

مارگریٹ کی طبیعت کے نمایاں اختلاف کو دیکھ کر مسٹر کارلڈ کا سارا خاندان متحیر رہنے لگا اُسکو کوئی بات اچھی نہ معلوم ہوتی تھی۔ بیشتر سب اُسکی خاطر تواضع کیا کرتے تھے اور اُسکو معتبر منظمہ خالکی سمجھتے تھے کسی کو کوئی موقع شکایت نہ حاصل ہوتا تھا بچے بوڑھے سب تعریف ہی کیا کرتے تھے لیکن اب مزاج میں تبدیلی واقع ہونے سے سب کے خیالات بالٹ گئے گزشتہ ایام میں مارگریٹ نے اپنی لیاقت اور اوصاف و فضائل سے اچھی شہرت حاصل کر لی تھی گو اُسکی بہن مرنے وقت لاڈ کے ساتھ شادی کرنے کے لیے سائنٹ کر گئی تھی لیکن اُسکا فوجان دل اُسپر ایسا آیا کہ وہ لاڈ کی اصلاح زندگی کی امید میں اُسپر جان ہی دیتی رہتی تھی۔ مسٹر کارلڈ کے یہاں فتنہ فتنہ اُسکے مزاج میں تغیر پیدا ہوا وہ سست منعم اور کاہل الوجود ہو گئی نہ کسی سے کچھ کہنا نہ سننا اور نہ مسازدن سے اچھی طرح بولنا یا بات کرنا۔ لاڈ کی کچھ خبر معلوم نہ ہوتی تھی صرف ایک جازی نے اُس پر اطلاع کی کہ یکم جون کی لڑائی میں وہ قحطیاب ہوا اور پورٹ اسمتھ میں انعام وصول کر کے مکان پر آیا گا۔

مارگریٹ چوری چھپے لکون کو اُس سے ملنے اور لاڈ کے دلچسپ حالات

دریافت کرنے کے لیے جانے لگی اور اور جہاز ران بھی اسکی جائے سکونت پر وقتاً فوقتاً آنے لگے۔ سینٹ مارگرٹس گھرن کے باورچی خانہ میں آمدورفت کا سلسلہ جاری ہو گیا جو آٹا مارگرٹس اسکی خاطر تو اٹھایا کرتی اور لاڈ کے اشتیاق میں اسکو کسی وقت چین نہ پڑتا تھا۔ جہازوں کی آمدورفت کا سائے گھر میں چرچا پھیل گیا پاس بڑوس کے لوگ انگلیاں اٹھانے لگے بہت سی گھر کی چیزیں گم ہو گئیں کھانے پینے کے سامان غائب ہو گئے اور تحقیقات سے یہ امر تصدیق بھی ہو گیا کہ کچھ چیزیں تو دراصل چوری گئی ہیں اور کچھ مارگرٹس نے جہاز رانوں کو دیدین۔

سنسز کا بولڈ کے کان کھڑے ہوئے اور آگ سے بڑی نرمی کے ساتھ مارگرٹس سے تھیلے میں تذکرہ کیا اور شکایت کی کہ محلے بھر میں بد ہوائی پھیل رہی ہے اپنا جیلن سنبھالو اسکا نتیجہ اچھا نہیں ہے مفت میں بدنام ہو جاؤ گی۔ دیکھو سب کے رخ بدے ہوئے ہیں مجھے منظور نہیں کہ تمھارے گرد جہاز رانوں کی بیئر لگی ہے اور وہ جھوٹے تھے گرد گرد کے تمکو لوٹ لیا کریں یا میرے گھر کا صفایا کر دیں مجھے لوگوں نے تمھاری شکایتیں کی ہیں جنکا سننا مجھکو گوارا نہیں یہ تم جھوٹے لوگوں کے نفرون میں نہ آؤ گیں بہت سی جلد قاصد کے ہاتھ خط بھیج کر پورس ماؤتھ سے لاؤ گی تھیک تھیک خبر منگائے دی ہوں تم اطمینان سے رہو۔ بے صبری نہ کرو میں تمکو تمھارے محبوب دلوانے سے ملواؤ گی اب تک جو کچھ ہوا وہ تو ہوا اسکا شکوہ یا شکایت نہیں آئندہ سے خیال رکھو کہ بھرن کوئی بات نہ سنوں۔

مارگرٹ محل تقریر خاموشی سے شکر بنی مہربان محذومہ کے پاس سے چلو گئی اور باہر چھانے میں بدستور اس نشست اور خاموش رہنے لگی اس کے دل میں کچھ ایسا اضطراب تھا کہ کام کر کے کرتے آگ کی طرف اس طرح دیکھنے لگی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ جہاز ران گن رہی ہے کبھی ادھر ادھر اسی طرح گھومتی پھرتی تھی جس طرح کوئی شخص کسی چیز کو دھونڈ رہا ہو۔ روک کر اپنے ہونٹ چبانے سے مطلب تھا یا کچھ بڑبڑاٹھنے سے نہ اور تو کر جا کر یہ حالت دیکھتے تھے

مگر کچھ کہنے کا موقع نہ پڑتا تھا۔ سب خدمتکارین سمجھ بیٹھی تھیں کہ مارگریٹ اور مسٹر کا بولڈ سے منور رکھٹ بیٹ ہو گئی ہے۔ ڈانٹ ڈپٹ پڑنے سے اب وہ نوکری کو خیر یاد کر دے گی ایک روز رات کو باور چٹانہ کے کام میں سرگرمی سے جا رہی تھی کہ اور خدمتکاروں کی موجودگی میں بھجواڑ سے کا دروازہ کھٹکا۔ ایک لونڈی نے کوڑکھوٹے ہی آواز دی کہ مارگریٹ ایک جہاز میں تمھاری ملاقات کو آیا ہے۔

مارگریٹ نے فوراً ہی بیرنجی سے جواب دیدیا کہ دوپہان کچھ کام نہیں جہاز رانوں سے میں کچھ واسطہ نہیں رکھتی جو وہاں سے چلا جائے۔ جہاز ران نے فوراً ہی میں قدم رکھ کر ایک خلی دروازہ کے اندر پھینکی اور مارگریٹ کی آواز سننے ہی فوراً ہی چلتا ہوا۔ مارگریٹ نے کچھ کھٹک سے سنی تو خلی کو دیکھا جس پر اس نام و نشان کی چھپی لگی ہوئی تھی۔

بنام مارگریٹ کیچ بول
مکان جان کا بولڈ استوار

مقام کلیف اسپوچ

مارگریٹ نے جہاز ران کو اپنی عذومہ کے خوف سے مانعت کر دی تھی مگر خلی دیکھتے ہی وہ دیوانہ وار پہنچ مار کر لاڈ کی تلاش میں سڑک پر دوڑی گئی اندھیری رات میں ایک جہاز ران کو مکان کی طرف متوجہ دیکھا جس پر اور بازو پکڑ کر بولی

اے اے۔ لاڈ۔ آپ تشریف لے آئے؟

جواب ملا کہ ہاں۔

مارگریٹ بولی کہ چلیے غریب خانہ کو خاک قدم سے منور فرمائیے۔ جہاز ران اس کے ساتھ ہولیا مگر کچھ گفتگو نہ کی مارگریٹ کو اپنی بے عقلی و عمت کلامی سے ندامت تھی لہذا یوں عذرخواہی کی کہ میں نے آپ کو مانعت نہ کی تھی۔ حال میں کئی جہاز ران آپ کا حال کہنے آتے رہے تھے

لیکن کچ میری محذومہ نے اُنکے آنے کی مانگت کر دی۔ آپ کے لیے کوئی روک ٹوک نہیں تشریف لے چلیے قدم بچھڑایے۔

جہاز ران نے بہت ہی آہستہ سے کہا کہ ”اُجھا چلی چلو میں بھی چلتا ہوں“ اسی راستے میں ایک گوالے کا گوسالا تھا جسکے دروازے بھڑے ہوئے تھے جہاز ران مارگریٹ کو یہ ہوئے بے تکلف اندر گھس گیا اور ساندڑ سے کواڑ بند کر لیے اتفاق سے جھوڑے کی ایک کھڑکی سے کچھ روشنی آ رہی تھی جس سے مارگریٹ کو جان لفت کی وہ منحوس صورت نظر آئی جس سے اُسکو متحیر تھا۔ مارگریٹ کے حوس جاتے بہت دیر کے بجائے مین بتا رہی تھی اسکا کلیجہ دھڑ دھڑ ہونے لگا کچھ ہی کہ بس اب خیریت نہیں وہ دل کڑکے رہی اور دروازے کی طرف قدم بڑھا دیا۔ جان لفت سمجھ گیا کہ ”یہ میری پہچان گلی ہے وہ بولا کہ میں اُنکو مطلقاً ایذا نہ پہونچی ورنہ کچھ صحت یہ بتا دو کہ میں کونسا مکان پر ابھی میں اُنکو اس سے باتیں کرنے دیکھ چکا ہوں۔“

مارگریٹ نے جو بڑا پسینہ کچھ نہیں جانتی۔ جان لفت بولا میں مجھے یہ جھوٹ۔ ترسب جاتی ہو یہ تعین آج رات کو اسکا انتظار تھا۔ مجھکو معلوم ہے کہ وہ سب خام پیر ہو گیا۔ مجھے جس کے روپے سے واسطہ نہیں۔ فقط کسی سے مراد ہے۔ میں اُسکو قتل کروں یا زندہ رکھوں یہ میرے خفیہ اس بات ہے۔ تو اُسکا شروع بتا دو میں اُسکو چھوڑ دوں اگر نہ بتاؤں تو ابھی کنوینینس میں رہتی ہے۔

مارگریٹ کو اب دھیان کیا کہ واقعی لاشی باہر چھپا نہ تے۔ سنا رہے ہو کیا تھا اور ضرور یہیں کہیں سرسب پر پوکا اُسکو نشان کی جانیری سے میت ہی خوشی ہوئی اور اپنی جان سے بظکر ہو کر مرد نہ بنا۔ جو بڑا کام

مجھے لگاؤ کا یہ نہیں معلوم اگر مجھکو وہ مل جاوے تو کم دن کہ جان لفت چھانسی پر چڑھا دینے کے قابل ہے۔

جان لفت نے اُسکو زور سے پکڑ کر کھینچا مگر اُسے زنجیر پکڑی لوگوں نے لٹکا دیا تھا۔ اُسکو دھڑکے۔ آواز دی لیکن جواب نہ ملا تو اُنھوں نے سمجھ گوالے کو

پکا۔ اتنے ہی مین کچھ روشنی اندر دکھائی دی تو سب دروازے کھڑکے اندر
 نفس لگے اور ابھی اکتھہ دور ہی تھا کہ زور سے کھٹکین مین دھماکا سنائی دیا
 مین سے معلوم ہوتا تھا کہ کوئی بھاری جسم تہہ پر گرا ہے۔ لوگوں نے لائٹین
 ننگا کر کھٹکین مین سیڑھی لگا دی اور اکتھہ نے نیچے اتر کر مارگریٹ کو
 بیون تیون باہر نکالا تو لوگوں نے اسکی شناخت کی اتفاق سے اسکے پیٹ
 مین پانی نہ گیا تھا وجہ یہ کہ جان لٹ نے مہر مین گود ڈھونس دیا تھا لگتا سکی
 سائنس بہت ہی آہستہ آہستہ چلتی تھی اور چہرہ سیاہ پڑ گیا تھا لوگ اسکو
 بیہوشی کی حالت مین گھرے گئے اور گرم مکون پر لٹا دیا ڈاکٹر نے فوراً علاج کیا
 و طبیعت ٹھکا نہ ہو گئی مگر مارگریٹ نے مصلحتاً کسی سے واقفگی اصلیت بیان
 ن صاحب خانہ نے عقلی کھولی تو ایکسوٹس اشرفیان برآمد ہوئیں آسنے
 بستور عقلی کا مہر بند کر کے اپنی مہر لگا دی اور سب کو یقین ہو گیا کہ لاڈلی مرنے والی
 پر یہ عقلی خال گیا ہے جسکے پیچھے پیچھے مارگریٹ دوڑی گئی تھی مگر آپس مین
 پھر بگاڑ ہو گیا لہذا اسی سے یہ فعل سرزد ہوا ہے۔ سب حیران تھے کہ اسقدر
 دولت دی جانے پر بھی اس حرکت کے کیا معنی ہیں؟ ہر ایک کو گمان تھا کہ
 رشک و حسد یا کسی کی رقابت کے باعث سے یہ حادثہ وقوع مین آیا ہے
 مگر مارگریٹ خاموش تھی اُسنے کچھ حال نہ بتایا جس سے کا بولڈ و غیبہ اور
 متوہم ہوئے۔ بہت ہی جلد یہ خبر مشہور ہو گئی کہ سینٹ مارگریٹس کے متصل
 ایک فون ہو گیا اور گوالے کے بیان کردہ حلیہ کے موافق قاتل کی گرفتاری
 کے واسطے انعام شہر کر دیا گیا۔ مارگریٹ نے صرف اپنے ملاقاتی ڈاکٹر اور
 معالج مسٹر اسٹینک سے اس واقعے کا مفصل ذکر کر کے مدد کی درخواست
 کی جسنے پہلے تو لاڈ کے چال چلن پر برنگی کر کے ترک محبت کی ضمانت کی۔ پھر
 جب مارگریٹ کو میدان الفت مین ثابت قدم پایا تو بولا کہ اگر وہ کسی اور
 کے دام محبت مین گرفتار نہیں اور آسکے اطوار درست ہو گئے ہیں تو ضرور
 چند روز مین پھر آجائے گا اسمین فرق نہیں ورنہ اُس سے ہاتھ دھو رکھو۔
 مین تمھارے آقا اور اسکی بی بی سے بھی تمھاری صفائی کراؤں گا تاکہ

غلط فہمیوں کے سبب سے تکلیف کا سامنا نہو مگر اب طبیعت میں کھلنے لگے ہوئے
 روز تھائے مزاج کی کیفیت پوچھتا ہے میں اس سے کہہ دیا کرتا ہوں کہ
 میرا ریشہ بھاری سے بجات پائے تو حاضر خدمت ہو،
 مارگریٹ بولی کہ کیا اور کسی شخص سے یہ کام نہیں ہو سکتا؟
 ڈاکٹر نے جواب دیا۔ نہیں۔ تمکو دو حکام عدالت کے آگے حلیہ اظہار
 دینا ہوگا۔

ڈاکٹر تو اس گفتگو کے بعد رخصت ہو گیا اور مارگریٹ کی طبیعت درست
 ہوئی تو مسٹر کا بولڈ نے مناسب سمجھا کہ اب مارگریٹ کا اپنے گھر رہنا ہی بہتر ہے
 چنانچہ اس نے مارگریٹ سے کہا کہ تمہاری طبیعت اب درست ہے تنے بڑی
 چوڑا سہی بہت سیاری اٹھائی اور عدالت میں اظہار بھی لیے جا چکے پس شاید
 یہ ہے کہ تم اب وہو تبدیل کر ڈاکٹر کی بھیجی ہے کہ خواہ اپنی جی چپا
 کے یہاں چلی جاؤ یا باپ بھائی کے پاس تمہاری ایک سوئیس اشرفیان امانت
 ہیں جب چاہے لیکر چلی جانا۔ جب تھکے چپا والد کو ضرورت ہو مجھے ملاقات کر کے
 تمہاری بہبودی کے لیے مشورہ کر لیا کریں اگر کمین لازم مت منظور ہو تو میں
 مدد کے لیے تیار ہوں اور صحت کامل کے بعد تمہارا جی چاہے تو پھر زمین چلی آنا۔
 میں تم سے کسی طرح باہر نہیں۔

مارگریٹ نے عرض کی کہ میں تنخواہ سے ایک جہ زیادہ نہ لوں گی۔ لمانت میری
 نہیں بلکہ ول لاؤ کی ہے میں اپنے آغاے نعمت اور آپ کی مرہانہ فہمیتوں کی
 ہمیشہ شکر گزار رہوں گی۔ ابھی میرے عواس تھکائے نہیں دوستوں سے رہے
 نے لون تب اپنی عقل کو دخل دوں گی۔

اسکی مہربان مخدومہ نے اسکی طبیعت کے انقلاب کا اسواسطے ذکر کیا کہ
 اسکو بچ نہوا اور نہ جانے اب وہ ملازمت اختیار کرے یا نہ کرے۔ مارگریٹ نے
 اسکے بعد بہت ادب سے رخصت حال کی مسٹر کا بولڈ کی ٹیکوں اور مہربانوں پر
 فرق نہ تھا خطا تھی تو مارگریٹ ہی کی جسکی وجہ سے اسکے خیالات میں تبدیلی
 نمایاں ہو گئی تھی۔

باب (۲۰)

حالت اور حیثیت کا انقلاب

مارگریٹ کے تندرست ہوتے ہی اسکے اطہار ججون کے سامنے ہوجکے تو اسے سینٹ مارگریٹس گرین کے دوستوں سے رخصت حاصل کی۔ اسکو مکان پر آرام کرنے کی اجازت مل گئی تھی ایسے وہ نیکٹن کو روانہ ہوئی اسکا سن رسیدہ باپ اور چھوٹا بھائی دونوں قدیم چھوڑے میں رہتے تھے انھوں نے مارگریٹ کا خیر مقدم کیا۔ وہ وہاں بالکل خاموشی سے رہنے لگی مگر دل و دماغ میں بچہ آمیز خیالات بسے رہتے تھے اسے باپ کو خبر تھی کہ مارگریٹ کسی کو دل دے چکی ہے لہذا اسے اشارتاً و کنا بتایا اسکا دل ٹوٹا تو مارگریٹ نے بھی کلیجہ جیر کر دکھا ہی دیا کوئی بات پوشیدہ نہ رہی۔

باپ کو جب پورا علم ہو گیا تو اسے کہا کہ میں تو مجبور ہوں مگر تمھارے بھائی اڈورڈ کو ساحل پہنچتا ہوں کہ وہاں اسکو کچھ معلومات حاصل کرنے کا موقع ملے۔

وہ بہت ہی چلتا پرزہ آدمی تھا اور اسکی تیزی اور چالاکی میں اسکا کوئی ہم عصر اس سے سبقت نہ لے جاسکتا تھا۔

مارگریٹ کو بھی یہ سب پسند آئی اور اسے اڈورڈ کو اپنی توفیر کا کچھ حصہ دینے کا وعدہ کیا۔

شام کے وقت اس بات کا ذکر اڈورڈ سے کیا گیا تو اسے بخوشی منظور کر لیا اور اپنی بہن سے ہفتہ عشرہ کی مہلت مانگی۔

مارگریٹ نے اس سے تلقین کر دی کہ دل لاؤ سے سب باتیں صاف صاف کہہ دینا کہ میں نے ایسے الفاظ اپنی زبان سے کیوں کہے جو کہ اس کے دل پر اثر کرتے تھے

مگر دیکھو خبردار ہنا کہ نف کا ساتھ ہرگز نہ کرنا کیونکہ وہ تمھیں اپنے پھندے میں

پھینسا کر بالکل ہی بے بس کر دے گا تم سمندر کے کنارے مختلف مقامات پر بھونے ہوئے جاتا۔ جو کوئی تیسے پوچھے تو ایسا غداری سے اپنا نام بتا دینا اور اگر ایڈورڈ پیری سے ملاقات ہو جائے تو اس سے بھی سارا کچا چھٹا بیان کر دینا۔

اچھا ایڈورڈ اب جاؤ مین بخاری واپسی کا انتظار کرتی رہو گی ایڈورڈ کچھ پول فلکسٹو پہونچا جہاں اسنے لاڈ کے باب کا پتہ لگاتا شروع کیا مگر معلوم ہوا کہ وہ اپنے بیٹے اور فرانسیسیوں کی لڑائی کے بعد اس دنیا سے گذر گیا اور دوسرا ن گفتگو مین لاڈ کے بعض پڑوسیوں نے اس سے ایڈورڈ کچھ پول کا بھی ذکر کر دیا۔

اب ایڈورڈ فلکسٹو سے بند سوری قری پہونچا جہاں اسنے ایک سرے مین قیام کیا مگر وہاں بھی اسنے لاڈ کا کچھ سراغ نہ پایا۔ پھر وہ اس جگہ سے اٹھ کر دوسری جگہ رہنے لگا وہاں جی لاڈ کا پتہ پانے کی امید پر لوگوں سے گفتگو چھیڑی مگر کچھ نتیجہ نہ ہوا۔ بعد اُسے وہاں سے اور اور مقامات کے چکر لگائے اور آکسفورڈ مین اتنے دنوں تک ٹھہرا کہ محافظان ساحل کو غیبہ ہوا کہ ایڈورڈ جاسوسی کی غرض سے جھپٹے ہوئے برطانیہ عظمیٰ مین ایک ویران مقام ہے جہاں ایڈورڈ چند لوگوں سے ملا جنہیں سے ایک یون مخاطب ہوا۔

”کیون صاحب۔ آپ کا اس ساحل پر کیونکر آنا ہوا؟“
ایڈورڈ نے جواب دیا ”میں رخصت پر ہوں اور میری خواہش ہے کہ ایک دور وز ساحل پر رہوں۔“

مخاطب نے پھر کہا کہ تم یہاں چھ روز سے آئے ہوئے ہو۔ شاید تمکو کوئی مهم درپیش ہے جسکے لیے غالباً مصیبت کا سامنا کرنا ہوگا اس سے بہتر ہے کہ میری نصیحت مانو اور یہاں سے چلتا دھنڈا کرو۔

ایڈورڈ نے جواب دیا کہ میرا ہمیشہ قانون کے خلاف نہیں ہے شاید آپ خیال کرتے ہوئے کہ میرا تعلق خفیہ فردشوں سے ہے اور میں نہیں

بات بات کی اطلاع دیا کرتا ہوں مگر میں فی الحال سراغیابی کا خواہشمند ہوں نہ کہ سراغ رسانی کا۔ میں نے زندگی بھر خفیہ فروشوں کی کشتی ہی نہیں دیکھی تھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ مجھے شبہ کرتے ہیں مگر یہ تو بتائیے کہ آپ کو میرے اوپر شبہ کیا ہے؟

اُس نے پھر کہا کہ مجھے اسی بات کا شبہ تھا جو کہ تم خود اپنی زبان سے کہ چکے ہو۔ میں نے تھین بٹیر کبھی نہیں دیکھا۔ شک و شبہ صرف اسی لیے اُڑو رہا۔ کیا آپ کو کامل یقین ہے کہ آپ نے مجھے بٹیر کبھی نہیں دیکھا شاید آپ غلطی پر ہیں مجھ سے آپ سے بیشتر بات چیت بھی ہو چکی ہے بہر حال میں آپ سے واقف ہوں چاہے آپ آگاہ نہ ہوں۔

اُس نے انکار کیا میں نے تھین کبھی دیکھا ہی نہیں۔ میری یاد بالکل درست ہے۔ ایڈورڈ نے جواب دیا کہ آپ کی شکل میری نظر میں ہے میں آپ کا شناسا ہوں آپ سے اور مجھ سے کئی بد بات چیت بھی ہو چکی ہے۔ اس شخص نے کہا کہ تم تو جیسے مذاق کرتے ہو اچھا یہ بتلاؤ کہ تمہارا نام اور مقام اور سکونت کیا ہے؟

ایڈورڈ نے جواب دیا کہ آپ کا نام ایڈورڈ بیری ہے اور میرا نام ایڈورڈ کیچ پول۔ کیا آپ کو اس لڑکے کی یاد نہیں ہے جو اپنی بہن کو کشتی خانے میں لے گیا تھا۔

ایڈورڈ بیری بولا کہ ہاں۔ اب مجھے یاد آئی۔ تمہاری شکل میں تو نہایت ہی فرق آگیا ہے۔ یہ تو بتاؤ کہ تمہارا آنا پرانا کیونکر ہوا؟

ایڈورڈ کیچ پول نے کہا کہ میرے آنے کا بھی وہی مقصد ہے جس غرض سے آپ آئے ہوئے ہیں۔ میں خفیہ فروشوں کی تلاش میں ہوں ایڈورڈ بیری۔ اگر وہ لاد کی جستجو ہے تو شاید مکو عرصہ تک آسکا منتظر رہنا پڑے گا کیونکہ وہ برطانیہ کی بحری فوج میں داخل ہو گیا ہے۔ ایڈورڈ کیچ پول۔ مجھے یہ بات معلوم تھی مگر اب بھول گیا ہوں۔ میری بہن نے مجھ کو آپ سے ملاقات کرنے اور مدد لینے کی فہمائش کر دی تھی۔

ایڈورڈ کیج پول نے سب معاملہ اس سے بیان کر دیا تو ایڈورڈ میری بولا کہ میرے خیال میں یہ بات نہیں لاڈ کے دوست و اجاب پہلے ہی سے چلتے پرزے ہیں اور سنا ہے کہ وہ بھرا نہیں شریک ہو گیا ہے اور جب اسکو لیٹرون کے گرفتار کر لیا تھا تو وہ لف سے جھگڑنے لگا۔ لف نے راہ فرار اختیار کی اور لاڈ سے انتقام لینے کی ٹھان لی۔ ہلوگون میں کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو اسکو گرفتار کرنے کی نیت سے اپنی جان کی واسطے خطرہ مول لے

ہلوگون رنسٹ سے گرفتاری کے لیے احکام ملے ہیں اور انعام مقرر کیا گیا ہے اسکی نسبت میرا خیال یہ ہے کہ وہ کبھی زندہ نہیں پکڑا جائے گا ہلوگون اطلاع ملی ہے کہ وہ ساحل سے بھاگ گیا ہے اور دوسری جگہ جانے کی تیاری میں مشغول ہے اگر تعین اسکو گرفتار کرنے کا خیال ہے تو تم ہلو بھی بہت مدد دے سکتے ہو۔

ایڈورڈ کیج پول نے کہا کہ میں نجوشی حاضر ہوں، ایڈورڈ میری بولا۔ اچھا تو پھر سنو۔ ساحل پر ۵۰۰ گز کا فاصلہ طے کرتے ہی تعین میرے آدمیوں میں سے کوئی نہ کوئی ضرور ملے گا گوئسے اسنے ملاقات نہیں تاہم وہ تھا سارا ہی انتظار کرتے ملیں گے۔

اگر تم اسی جگہ سے ۵۰۰ گز کی مسافت طے کر جاؤ گے تو تعین ایک پوپ سرور ملے گا اور صاحب سلامت کرے گا۔

وہ لوگ وہیں تھاری نقل و حرکت دیکھنے کے لیے بالو کے میدان میں چھپ گئے ہیں۔ ان نوگوں کو شک ہے کہ تم سفید جھنڈی دکھانے کے لیے معین کیے گئے ہو تا کہ شتی ساسی برا جائے۔ تم نے جو مجھے اپنا حال بتلایا ہے مجھے اسکا کامل یقین ہے اور اگر تم مجھے مدد دے گے تو میں جی تمہارے حصول مقصد کے لیے تمہارا ہاتھ بٹاؤں گا۔

ایڈورڈ کیج پول نے کہا کہ جو کام اب میرے سپرد کرینگے اس میں میری طرف سے کوئی تاہی نہ ہونے پائے گی اطمینان رکھیے۔

ایڈورڈ میری بولا کہ ٹیس میں تھے اسکے سوا اور کچھ نہیں چاہتا کنگ جارج کی سلامتی۔ کے الفاظ خوب یاد رکھنا جو تھیں میرے ساتھی کے سلام کرنے پر زبان پر لانا ہونگے۔ آگے بڑھو گے تو پھر ۷۰۰ گز کے فاصلے پر میرا ایک نایک ساتھی تھے ضرور مخاطب ہو کر یہ پوچھنے کا کہ کون جا رہا ہے؟

تم جواب دینا۔ کنگ جارج کی سلامتی،

پھر وہ ہنستے تھیں گے۔ اچھا چلے جاؤ،

اسکے بعد چودہ آدمی ملین گئے جو تھیں بتا دیں گے کہ آج کی رات کو ہم میل تک نہایت ہی محنت پہرا ہے، اسی طرح سے ایڈورڈ میری نے آتے تھیں وہ فہمائش کر دی اور ایڈورڈ کیچ پول وہ ہم سر کرنے کے لیے تیار ہو گیا اور کھٹ جیت ما نہ دہلی۔ وہ ان باتوں پر بڑی دیر تک خوب ہی غور سے سوچا کیا۔ سائے نشیب و فراز سوچتے وقت لاڈ کی تجسس کا خیال اسکے دماغ سے اتر گیا اور صرف لاڈ کے قاتل کی گرفتاری کی دھن سوار ہو گئی وہ وہاں سے چل کھڑا ہوا اور ہوتے ہوتے وہیں آیا جہاں پوپ سے مذکورہ بالا گفتگو ہوئی تھی

اس جگہ سے چل کر اسے ساٹون آدمی ملا جہاں اسے جینڈی اور سونٹا چھوڑ کر مستعدی سے کل راستہ طے کر لیا جب وہ لوٹا تو اسے بالو کے میدان میں سونٹا گاڑ دیا اور خود بھی اسی طرح چھپ گیا کہ سوار کے اسکا کل بدن بڑے بڑے پھرون سے ڈھک گیا۔

تقریباً ایک گھنٹہ کے بعد ایڈورڈ نے ایک بیٹر کو میا تے سنا اور کڑیے کو بیٹر میں چراتے دیکھا۔ گڈریا سیٹی بجاتا ہوا ڈنڈے کے قریب آیا اور بیٹے ہی غور و تامل سے دیکھ بھال کر رہی رہا تھا کہ ایڈورڈ مصلحتاً اٹھ کھڑا ہوا۔ گڈریہ نے اسکو دیکھا تو پوچھا

”میدان ڈنڈا رکھنے کی کوئی وجہ۔ کوئی ضرورت؟“

ایڈورڈ نے جواب دیا۔ میری مرضی۔ میرا دل۔

گڈریہ بولا۔ سیدھی سیدھی باتیں کرو۔ ورنہ تمہاری کھانسی بھلا جاوے گی۔

ڈنڈا - جھنڈی میرے والے گرد و
ایک دروازے پر اب دیا - مگر دھوکہ - نے کیوں جاتے ہو - مل چاہے
تو دروازہ پر جا میں تو جیتو تو جھنڈی تمہارے باپ کی اور میں جیتوں
تو میرا مان تو ہے ہی - بس فیصلہ شد -

تمنا کہتے ہی مگر بد ٹرٹ ہو - اور ایک دروازے میں بچہ گیا کہ یہ گھر میری
کچھ نہیں - حریف بولا -

مگر آخر چاروں حصہ جاز - جھنڈی صبح دھوکہ دیا وہ دونوں اسپر برادر کا
زور لگائیں - جو چین لے جاتے اسکی فتح -

ایک دروازے جھنڈی کو مضبوط پکڑ لیا اور اس زور سے جھٹکایا کہ گھر
سرخے بھل زمین پر آ گیا اور پتھروں کی سخت چوٹ کھائی -

ایک دروازے پہلے تو اپنے دل میں تو را کہ بڑھا دینا مگر جیت ہی تو ہو
سجیدگی سے غور کرنے لگا اور پتھروں کے ہاتھ سے کی جھنڈی سے اسکی
مشکلیں گس گئیں -

اتنی خبر ہوئی کہ ایک دروازے پر نے جی احتیاط کر لی تھی - بونک جیب وہ
اپنے جھولنے کی اندر سی پھیلی علامت کر رہا تھا تو اسے ابھ - جو سی سیول
دستیاب ہوئی جس سے خدا انھوں نے بچو سا بھیش آجا نہ سکیں تھا
بڑھے نے پھر آٹھ منڈی نمایاں کیے اور بہت ہی آہستہ سے آٹھ منڈی
کے لیے کراہا -

ایک دروازے سے بولا کہ خبر دو مگر سے - وار نہ تھے ورنہ دستوں سے غارت
اگر وہ نہ تھا چپکا پڑا رہے گا تو جیت رہے تھے

بڑھے نے جب اپنے ہاتھ پر اچھی طرح بندھے پائے تو وہ بھٹکا لیا
سج پول بھی گڑ رہا ہے اسلئے اسنے جیب جاب پڑے رہا ہی نہیں تھا -
مگر وہ نے خودی میں کٹیا لگا کر اسکو کشی کی حرکت ٹھیکہ شروع کیا
اور بولا کہ تو بھی میں بچے دیا میں غرق کیے دیتا ہوں -

یہ حال دیکھ کر خدا اپنی خیر لو کہیں خودی اترو کو بچ جانا - میرے

موجود ہیں جو تیرا قلع قمع کر دیں گے اور مجھے مصیبت سے چھڑالین گے
ایڈورڈ کچ پول نے کہا کہ دیکھ میں تجھے تیری کزوت کی سزا دیے دیتا ہوں
تیری یہی سزا ہے کہ دریا میں ڈبو دیا جائے اگر تو مجھ سے صاف صاف
حال نہ بیان کرے گا اور میرے سوال کا ٹھیک ٹھیک جواب نہ دے گا
تو میں تیرا قصہ ہی پاک کیے دیتا ہوں۔ بتا تو سہی کہ خفیہ فرشتوں کو تو نے کیوں
سازشی اشارہ کرنے کی ٹھانی تھی۔ مجھ سے سارا معاملہ سچ سچ کہہ دے نہیں تو پھر
بڑی ٹھٹھری گئی۔

بڑھا بولا کہ آج رات کو میں کچھ نہیں بتاؤں گا،
ایڈورڈ نے غصہ میں جھلا کر کہا۔ کیوں؟ نہ بتانے کی وجہ؟
بڑھے نے جواب دیا۔ ”یہی کہ محافظان ساحل ادھر ادھر لگے ہیں۔
ایڈورڈ نے پھر بڑھے سے پوچھا کہ کیا آج رات کو کپتان لاڈیافت میں سے
کوئی آنے والا ہے؟“

کڈریے نے جواب دیا کہ کلف آئے تو آئے لاڈیو کمرے لگا کیونکہ وہ تو
رہبرائے عالم باقی ہو گیا۔“

ایڈورڈ نے پوچھا کہ تجھے لاڈ کے مرنے کا حال کیونکر معلوم ہوا
وہ بولا۔ ”اگر تم مجھے رہا کر دو تو میں سارا کچا چٹھا تھامے گوش گزار کر دوں گا۔“
ایڈورڈ نے کہا کہ جب تو مجھ سے کہہ دے گا کہ وہ کب اور کہاں مرا اور
اسکی موت کا ثبوت دیدیگا تو شاید تیری جانبری ہو جائے۔

بڑھے نے پوچھا کیا تم مجھے ضرور چھوڑ دو گے۔“
ایڈورڈ نے جواب دیا۔ ”ضرور کیونکہ مجھے بندھے ہوئے بہت عرصہ ہو گیا،
بڑھا۔ ”ان بندشوں سے مجھے بڑی تکلیف ہو رہی ہے
ایڈورڈ۔ محض غلط۔ بند بالکل ڈھیلے ہیں اور آسانی سے کھل سکتے ہیں
اگر تو ہمت نہ کرسمسائے تو مجھے بالکل تکلیف محسوس نہ ہو۔“

وہ دونوں اب دریا کے ساحل پر پہنچ گئے اور ایڈورڈ نے ایک کشتی
ساحل کے کنارے لگا کر بڑھے کو سوار کر دیا بعد لنگر اٹھایا اور بخیرہ کی طرف

چل کھڑا ہوا

ایڈورڈ جس طریقہ سے کشتی چلاتا تھا اُس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ وہ ملاح نہ تھا بلکہ اسکے لیے بیڑا اہم اور مشکل کام معلوم ہوتا تھا۔
آخر چلتے چلتے کشتی جزیرہ پر آئی اور اُسے بڑھے گڈریے کو کشتی سے اُتار کر جھوپڑے کے دروازے پر لٹا دیا۔

دروازہ مقفل تھا اور کبھی نذر دھکی لہذا ایڈورڈ ایک کھڑکی کے ذریعہ سے مکان میں پہنچا وہاں اس بڑھے کو بھی جیون تیون کر کے کسی نہ کسی طرح اُٹھالیا بعدہ بستر پر لٹا کر خود بھی وہیں بیٹھ گیا۔

اُس وقت اسکی طبیعت بھوک پیاس سے پریشان تھی اور دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ مکان میں بہت سی مقوی اور مفرح اشیاء موجود تھیں۔ نان پاؤاؤ پنیر وغیرہ سب ڈھیر تھے۔ برانڈی وغیرہ شرابیں بھی موجود تھیں۔

ایڈورڈ نے خود کچھ کھایا اور شراب پی بڑھے کو بھی تھوڑا بہت کھلایا پالایا اور پھر پوچھا کہ

”کون بتاؤ۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ لاڈ مر گیا؟“

اُسے جواب دیا کہ کپتان لف کہتے تھے۔

ایڈورڈ نے پوچھا۔ بس کوئی اور ثبوت؟

وہ بولا ”ہاں ہاں۔ میرے پاس اُسکی گھڑی ہے جو لف نے مجھے دی تھی“

اُسکے ڈبے پر لاڈ کا نام بھی کندہ ہے۔ خود بھی دیکھ لو۔ گھڑی فلان صندوق میں تھی“

ایڈورڈ نے جسے ہی اشتیاق سے صندوق کھولا۔ گھڑی برآمد ہوئی جسکے

ایک طرف ولیم لاڈ کا نام اور دوسری طرف لاڈ کی گھڑی کا نام حاشیہ پر کندہ تھا۔ اُسے دیکھ کر

”ابھی تک جو تم نے بتایا وہ تو سب ٹھیک ہے اب یہ بتاؤ کہ وہ مرا کیونکر؟“

اُسے جواب دیا ”لف جبرا ہی سنگدل شخص ہے۔ اُسے مارا گیا کہ قتل کر دلا“

دور مجھے کامل یقین ہے کہ ولیم لاڈ کا بھی قاتل وہی ہے۔

پچھلے سال کے آخر میں جب میں سڈبارن پتھر میں تھا تو سوا کپتان لف کے کوئی اور نہ ملا جو مجھ سے اس طرح مخاطب ہوا۔

”کیا تے کپتان لاڈ کو ادھر جاتے ہو دیکھا ہے؟“

اس سوال نے مجھے عالم حیرت میں ڈال دیا کیونکہ اس روز میں چھ بجے اپنی بھیڑیان لیکر چرانے کے لیے نکل کھڑا ہوا تھا کہ درمیان میں بہادر لاڈل گیا جسے بھی اسی طرح سوال کیا کہ ”تھے لٹ کو تو جاتے نہیں دیکھا؟“ میں نے جواب دیا کہ ”مجھے ٹھیک پتہ نہیں معلوم مگر ہاں میں نے چند مارچ آکسفورڈ میں ساحل پر دیکھے تھے“

یقیناً مانو کہ میں نے لٹ سے بھی وہی کہا تھا جو اب میں کہ رہا ہوں۔ لٹ وہاں سے آکسفورڈ کی طرف روانہ ہوا اسی روز رات کو میرا شکار چیلنے کا ارادہ تھا اور جب میں مقام گینٹ لین میں پہنچا تو میں نے بہت ہی زور زور کی آوازیں سنیں بعد دیکھا کہ دونوں کپتان لڑ رہے ہیں۔ میں اُسے تو نہ بولا اور ایک درخت کے نیچے چھپ گیا۔

آخر کار میں نے دو ہستونوں کی آوازیں سنیں جنگی ایک گولی میری طرف سے بھی گزری۔ دو گھنٹہ تک لڑائی ہوتی رہی بعد تلوار سے تلوار تلے سنا کی دی اور آخر کار انہیں سے ایک کو بھاگتے دیکھا۔ دوسرے روز میں نے اُسی مقام پر ایک تلوار کا پھیل خون سے سرخ پایا اور بالوں کے اوپر قدموں کے صدمہ یا نشانات دیکھے زمین خون سے تر تھی اور بالوں پر شہاب سا چھڑکا معلوم ہوتا تھا۔ اسکے بعد سے میں نے نہ دیکھا نہیں دیکھا ہاں وقوعہ کے دو مہینے بعد لٹ البتہ میرے پاس آیا جس سے میں نے پوچھا کہ

”کپتان لاڈ کہاں ہے؟“

اُسے بہت ہی طیش میں آکر کہا۔ ”تھیں اس سوال کے پوچھنے سے کیا مطلب؟ تمکو اس سے واسطہ غرض نہ ہو کہ اس کا مطلب؟“ اُسکی ان باتوں سے میرا دلچسپہ دلہنے لگا اور مجھے یہ بات کہنے کی جرأت نہ پڑی کہ میں لڑائی کے وقت موجود تھا پس یوں ٹال دیا کہ میں نے اُسکو بہت زمانہ گزرا نہیں دیکھا اور نہ جانتا ہوں کہ وہ کہاں تھا یا اب کہاں ہے میں نے اس غرض سے دریافت کیا کہ شاید آپ سے اور اس سے کہیں

ملاقات ہوئی ہو

نعت نے جواب دیا کہ وہ مجھ سے کل ملا ضرور تھا مگر مات کہ محمد پیر نہ جان
کمان غائب ہوا زمین کھا گئی۔ یا آسمان معلوم ہی نہ ہوا حالانکہ جب از
سیار تھا اور وہ بحری سفر کے لیے رضا مند ہی ہو گیا تھا۔ میرا اور اس کا کام
جدا ہوا تھا۔ سفر کی سب تیاریاں ہو گئی تھیں مگر بعد بنے اور ہائے لاعون
کی جماعتوں نے بھی نہیں دیکھا۔ میرے ساتھی جیشتی میں تھے وہ بھی مفلون
جماعتوں میں شان ہو گئے۔ انداز کا بھی پتہ نہ لگا۔
میں نے کہا کہ یہ تو بڑے عجیب کی بات ہے کہ اس صحنہ میں مثال
ہو گئے۔

نعت۔ مجھے دریا میں ایک ششی منی ہوئی تھی۔

میں نے پوچھا۔ چرب ہو؟

ان باتوں کا تو اسے کچھ جواب نہ آیا۔ مجھے وہ باتوں کی ایک گھڑی نہ لگا
اور بولا میں اسے اپنے پاس رکھنا نہیں چاہتا۔ بوند گھڑی دیکھ کر مجھے ہوا
آتا ہے۔

ان باتوں پر مجھے نہایت حیرت ہوئی اور خیال ہو کہ واقعی اس کو لاؤ کا
صدور ہوا ہے۔

میں نے گھڑی لے لی اور وہی اب تھکتا ہوا ہے۔

ایڈیٹر بولا۔ اس گھڑی کی کیا قیمت ہوگی؟

بے تحاشے جواب دیا۔ جو مرضی۔

ایڈیٹر نے کہا۔ تو نصف گنی دے لگاؤ۔

یہ تھا۔ سر اسٹھون پر منظور۔

ایڈیٹر نے۔ اب وقت کم رہ گیا ہے۔ اچھا باتوں کے لکھنے کے لیے

تو حال ہی میں قرض اسے استعمال کرتے ہیں تو کشتی میں کام آتے ہیں

ایڈیٹر نے کہا۔ تو میں انھیں اپنے ساتھ لیتا جاؤں لیکن

تھکے پاس اتنے دھڑلے تو ارہی ہو جاتا ہے یا؟

بڑھا آدمی۔ ”جی نہیں۔ خفیہ فروش خود اپنے تئوار لاتے ہیں“
ایڈورڈ۔ ”اب میں جاؤں گا۔ چونکہ تم نے مجھ سے سب مال صاف صاف
بیان کر دیا ہے اسلئے میں بھی تم کو بتائے دیتا ہوں کہ میں مارگیر ریٹ سیکر پول
کا بھائی ہوں۔“

بڑھا۔ ”پھر تو آپ کی ذات گڈ ریا ہونا چاہیے
ایڈورڈ۔ ”ہاں میں گڈ ریا ہی ہوں۔“
بڑھا۔ ”میں یہ بات پہلے ہی تاڑ گیا تھا جب آپ نے مجھے ہاندا تھا
کیا آپ کی بہن اس دنیا میں نہیں ہے؟“
ایڈورڈ۔ ”نہیں وہ زندہ ہے مگر ہاں خوب یاد آیا یہ تو بتاؤ کہ خشکی پر کے
آدمی اترے تھے۔“

بڑھا۔ ”مع کپتان دس آدمی تھے۔“
ایڈورڈ۔ ”اچھا اب تم چپ چاپ لیٹ رہو میں رسی مسہری سے باز رہ دوں گا
تاکہ کپتان مجھے مورد الزام نہ کرے۔ اگر وہ نہ آئے گا تو میں خود آؤں گا اب
وقت تنگ ہے اور مجھے اپنا کام کرنا ہے تمہارا چراغ کہاں ہے؟“
بڑھا آدمی۔ ”مجھے تمہاری باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ
سب پتہ لگ گیا شاید تم کو کوٹھے پر کی کھڑکی میں چراغ رکھنا ہے چراغ
مسہری کے پیچے رکھا ہے۔“

ایڈورڈ نے چراغ جلا کر رکھ دیا جس سے بہادر اور پارمر دھماکا سا حل کو
تو کامیابی کی نشانی تھی اور خفیہ فروشوں کے لیے لالچ کا ذریعہ تھا۔
ایڈورڈ یہ کہتا ہوا الوداع کہہ کر چلا گیا کہ اگر کامیابی ہوئی تو ہم اور تم
ایڈورڈ نہایت ہی جلدی سے کشتی پر سوار ہو گیا اور اس کو اسی جگہ کھینچ کر
لے آیا جہاں سے چلا تھا۔ جب خشکی پر پہنچا تو سدا سفید جھنڈی کے پاس
آیا۔ فوراً ایڈورڈ بیری ل گیا۔ جو ایڈورڈ کچھ پول کو دیکھ کر بولا معلوم ہوتا ہے
کہ تم کامیاب نہیں ہوے۔“
ایڈورڈ کچھ پول نے کہا کہ امیدوں سے تو زیادہ ہی کامیابی ہوئی ہے

مگر سب حال پھر کہوں گا،

ایڈورڈ میری کھڑ مو گیا اور بولا ہمیں سفید جھنڈی کی بدولت بھی کامیابی ہوئی ہے۔ تم فلاں مقام پر جاؤ یہاں سے تھیں دریا اور خندق دونوں نظر آئیں گے۔ اس خندق کے سونگڑ کے فاصلہ پر لشکر انداز ہو جاؤ کیونکہ مجھے شبہہ ہوتا ہے کہ لڑائی ہمیں ہوگی۔

چودہ آدمی جمع ہو گئے اور ساحل پر چار دن تک چار چار میل کے فاصلہ پر خفیہ فروشن کی گرفتاری کے لیے منظر رہے آفتاب غروب ہو گیا اور اپنا ظہور دکھلانے لگی۔ دریا کی چٹائیوں نے چھپانا بند کر دیا اور اپنے اپنے گھونسلوں میں بسیرا لینے کے لیے چل دیں۔

ماہتاب خرامان خرامان تمام عالم میں اپنی روشنی بھیلانے لگا اور جھنڈی ہو اچلنے لگی تمام خفیہ فروشن دل ہی دل میں خوش تھے کہ آج بالکل ہی پوشیدہ طور سے اپنا کام کر لیں گے۔

جھنڈی ابھی تک بدستور اندر ہی تھی اور گڑیہ کا چھڑا روشن ہو رہا تھا اسے ہی میں ہم سر کرنے کا وقت سر پر آگیا سناٹے میں کسی کوئی چڑیا تک کی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ صرف ہوا کی سناٹا بہت قد سے معلوم ہوتی تھی۔ چاندنی رات میں جہاز ساحل کی طرف آتے دکھائی دیا جسکی ایک کشتی کٹ کر آتی نظر آئی جو بالکل بھری ہوئی تھی۔

کشتی پر جان لے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ سوار تھا مگر ایک لفظ بھی گوش زد نہ ہوتا تھا چند کالے کالے آدمی کشتی پر سے اترتے دکھائی دیے جو اسی مقام پر جا کر ہوئے جھنڈی نے تذکرہ کیا تھا۔ وہاں انھوں نے اسباب رکھ دیا اور پھر کشتی کی جانب واپس گئے۔

آٹھ آدمی تو پورے روئے پر بیٹھے اور دو آدمی بتواریے ہوئے آگے بڑھ گئے اور انکی زبان سے یہ الفاظ نکلے۔

”اب سب معاملہ لیس ہے“

ایڈورڈ کیچ بول کر اگڑا یہ سب معاملہ دیکھتا رہا اور تھوڑی دیر بعد

اس زور سے سیٹی بھائی جسکی آواز غالباً آکسفورڈ تک پہنچی ہوگی۔ وہ
وین ڈنارہا اور اس کے سر پر ایک گولی سنسناتی ہوئی چلی گئی تو گون نے اپنا
سب مال آٹا دیا اور خندق کی طرف بھاگے مگر وہاں محافظ ساحل ٹھہرا ہوا تھا
ایڈورڈ بری بھی اپنے ہمراہیوں کے ساتھ اسی خاموشی سے آہنچا کہ
خفیہ فروشوں کو معلوم بھی نہ ہوا۔ گولیاں چلنے لگیں۔ دو خفیہ فروش کام آئے
اس کے بعد دونوں حریف اور آگے بڑھے اور تلوار سے مقابلہ شروع ہو گیا
تھوڑی دیر کے بعد ششی کے سوار چلانے لگے بعض تو بھاگ گئے بعض مر گئے
اور چند ادھر ادھر منہ چھپانے لگے۔ مگر گولیوں نے انھیں جانے نہ دیا وہ بھی
جان بحق ہوئے۔ ادھر دو جانوں کا نقصان ہوا لیکن محافظین ساحل میں
سے صرف ایک ہی کی جان گئی۔ جب دشمن تتر بتر ہو گئے تو ایڈورڈ بری
نے اپنے ساتھیوں کو گنا اور اسے جدا ہو گیا۔ ان لوگوں نے بری کو دو
شکست یافتہ خفیہ فروشوں کے پاس بیٹھا ہوا پایا۔ انھیں کے پاس کپتان
بھی مرا پڑا تھا جسکے دونوں بازو کٹے ہوئے تھے۔

اب ایڈورڈ کیچ پول نے بری کی کمک کے لیے کمر باندھی۔ دو خفیہ فروش
مار ڈالنے لگے اور ملاخون کا کپتان اور ایک اور آدمی زندہ تو بچا مگر دونوں
زخمی ہو کر گر پڑے۔

دونوں مجروح بری اور کیچ پول کے ساتھ جزیرہ پر آئے اور دس آدمی
قیدیوں کی حفاظت اور خفیہ فروشوں کی کشتی بکڑنے کے لیے لگے
گڈریہ کے بیرون میں اس قدر دھوا کہ بمشکل ٹھہرا ہو سکتا تھا مگر اس کیچ پول
نے آواز کر دیا وہ دونوں زخمی بستر پر لٹائے گئے۔

بغت نے توری چڑھا کر بری کیچ پول اور گڈریہ کی طرف دیکھا اور دانست
لنگتا کر نپر لعنت علامت کرنا شروع کی۔

محافظ۔ حاصل نہایت زخمی ہو گیا تھا وہ بھی گڈریہ کی لڑکی کے بستر پر لٹا یا گیا
جان لغت کی موت کے آثار نمایاں ہونے لگے وہ ادھر ادھر دیکھتا تھا
ہر ایک مرتبہ ول لاؤ کا قاتل اپنے کو بتا کر کہنے لگا۔

باورچی خانہ کی نوکری کر لی۔

لاڈ کے زندہ ہونے کی بات سننے سے مارگریٹ عجیب ہی غلیان میں تھی ایک سال بعد مخدومہ نے مارگریٹ کو بطرف کرویا کر مارگریٹ کے دل پر اس سے جو اثر ہوا وہ ناقابل بیان ہے وہ ہر وقت ہلک ہلک کر دیا کرتی تھی اور خاندان والوں کی یاد اسکو جیتے جی مائے دالتی تھی اسنے اپنی مخدومہ سے ایک مہینے تک گھر پہنے کی شہمت ایسے درد آمیز الفاظ میں مانگی کہ مالکہ کے دل پر وہ تیر کی طرح اثر کر گئے جب مارگریٹ سے چلنے کا وقت آگیا تو کوئی شخص ایسا نہ تھا جسے اسکی جدائی پر آنسو نہ بہائے ہوں۔

اسکی مخدومہ نے لاڈ کا رویہ اسکے حوالے کر دیا اور دونوں آئندہ حالت پر باتیں کرنے لگیں مخدومہ نے مارگریٹ کو چند کتابیں بطور یادگار دین جنکو لیکر اسنے بڑھنے اور ہمیشہ خدمت گزار رہنے کا وعدہ کیا اور زرارہ آلسو بہائی ہوئی گاڑی پر سوار ہو کر بریڈرسٹون کی طرف ہمیشہ کے لیے رخصت ہو گئی

باب (۲۱)

جرم و خطا

جب لفت نے گذریہ کو سڈبارن ہسپتھ میں چھوڑا اور پکشان لاڈ کی تلاش میں سرگردان تھا تو لاڈ اسے آکسٹورڈ میں لاجمان دونوں بڑے اخلاق و محبت سے پیش آئے گویا گزشتہ دشمنی خواب و خیال ہی ہو گئی۔ لفت نے اپنے دل کے سب راز بیان کر دیے۔ اسنے اس سے مارگریٹ کا حال اس لیے سے پوچھا کہ گویا وہ کچھ جانتا ہی نہ تھا۔

لاڈ بولا مجھ سے اس سے اب بالکل تعلق نہیں ہے۔ میں نے اسے طلاق دیدی۔ نہ جانے کس حریف ذات شریف کی بدولت میرے اور اسکی محبت میں خلل پڑ گیا۔ وہ مجھے کہا کرتی تھی کہ میں کسی اور سے شادی نہ کروں گی وہ میرا انتظار کرتی رہی میں نے اسکو اپنی آمد کی خبر دیدی تھی مگر اسکے برتاؤ سے

ظاہر ہو گیا کہ اُسکا دایرہ کسی دوسرے ہونے والا تھا۔ یہ سچ کہتا ہوں کہ میں نے جان سے آپ کے جہاز راہزن میں شامل ہونا چاہتا ہوں کیا آپ میری تنگدستی بھول گئے آئیے مصافحہ تو کیجیے۔

لطف نے اپنا خون آلودہ ہاتھ ہاتھ میں ملا یا اور بڑی تڑپ سے محبت کا اظہار کیا۔ بعدہ دونوں کو پستان بارگو کی ملازمت کرنے کی سوچی مگر لطف کو اپنا بھی مطلب کسی قسمی طرح سے نکالنا تھا یعنی وہ ملاحوں سے لاڈ کو زندہ یا مردہ گرفتار کرنے کی قسم کھا چکا تھا۔ اُسے طرح طرح کے بیچ ادا کرنا شروع کیے اور چاہا کہ کسی طرح پانسمان پر چلے تو پورا رہ ہوں آخر کو وہ بولا کہ میں نے مارگرٹ کو بابت بہت کچھ باتیں سنیں ہیں اور شاید اُس نے کسی اور سے شادی کرنے کا انتظام بھی کیا ہے۔

اُس نے ایسی ہی ایسی باتیں کر دھڑکے لاڈ کو خوب بھڑکایا اور اُسکا دل لگنے کی طرف سے پھر کرانیا تو سیدھا گیا۔ وہاں پر دو ملاح بھی موجود تھے لطف نے انکو آنکھ سے اشارہ کر دیا کہ خرمن پھینک گیا اب مزہ کرو۔

لطف نے اپنی تلہری دھڑکی اور اندرونی دشمنی کی آرمیں لاڈ سے کہا۔
”ایچھا آؤ بندرگاہ پر چلکر شراب کا ایک قوطہ تو لگالیں“ اور دوسرے ساتھیوں کی طرف مخاطب ہو کر بولا کہ

”ہم جلدی ہی لیں گے اور آج رات ہی کو جہاز پر روانہ ہو جائیں گے“
جب وہ دونوں پہلے سے دو ان لوگوں میں سے ایک شخص بولا کہ یہاں لطف صاحب بہایت ہی سنگدل آدمی ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یا تو وہ لاڈ کے سر پر گویا پتلا پینٹ یا کچھ مین چھری ماریں گے۔ یا دیر میں ڈھکیل ڈینگے۔ دوسرا بولا۔ میں بڑا لالہ کام بالکل پسند نہیں کرتا۔ ہلو گون کو تو چاہیے کہ پستان کا جام محبت نوش کریں اور اُسکی جان دمالی کو دعا میں دیں۔“

لطف پستان لاڈ کے ساتھ بڑی دور تک چلا رہا اور جب دونوں کے پسین میں پورے کچے تو وہ تلوار یا تلہر میں لیے ہوئے لاڈ کی طرف شیر کی طرح جھپٹ پڑا۔ لاڈ نے بڑی چھرتی سے باز ہو گیا مگر لاڈ بھی کچا تو گرفتار کر لیا گیا اور لوگوں نے

اُسے خندق میں ڈال دیا

جب لہنہ اس طرح سے بدلا لے چکا تو وہ چپکے ہی سے شہر کے باہر چلے گیا اور لاؤنکی گھڑی زمین پر سے اٹھائی جو اُسکی جیب سے گر پڑی تھی۔ اسکا خون اونٹ رہا تھا۔ زخم کا نام اُسے جیسے سنایا نہ تھا۔ اُسکے دل میں پتھر سے زیادہ سختی تھی۔ بیرون شہر جا کر ایک شخص سے اسنے اپنے ساتھیوں کا حال پوچھا تو معلوم ہوا کہ وہ تو تھوڑی دیر ہوئی کشتی پر چلے گئے۔

اتفاق سے اُسی خندق کے پاس سے دو آدمی گزرے۔ زمین لڑبھینک رہا گیا تھا۔ انکے کان میں کسی مظلوم کے کراہنے کی دردناک صدا میں پہونچیں تو غور کرنے پر انھوں نے کسی شخص کا سر پانی پر تیرنے ہوئے دیکھا اور نکالنے پر معلوم ہوا کہ وہ لاؤنکے الہ لوگوں نے لاؤنکے اُسے چپکے پاس لیجانے کی پکڑ لی۔ وہ اُسے اٹھا کر لائے اور دریا میں کشتی پر لٹا کر دھکی سوار ہو لیے اور چلتے چلتے الہ برا پہونچے جہاں دریا کے کنارے کشتی لنگر انداز ہوئی۔ لوگ سمجھے کہ یہ دونوں آدمی طوفان کے نقیبے سے ادھر آئے ہیں۔

وہ دونوں ولیم لاؤنکے کو جالی تار کے مشعل لائے۔ وہاں لاؤنکے چپا کو خبر کی گئی۔ چپا اپنے ساتھ ایک جراح کو لیت آیا اور آخر کو بہت ہی علاج معالجہ کے بعد لاؤنکے کو رو بہ صحت ہوا۔

لاؤنکے چپا وہاں سے آسکوا اپنے مکان میں لے گیا اور بڑی خاطر داشت سے رکھا

اب سینے کے لاؤنکے چال چلین برطانیہ کی فوج میں رہنے سے بہت کچھ بدگیا تھا وہ اپنے چچا کے یہاں دو برس تک رہا اور نہایت غریبی سے خدمات اطاعت انجام دیں۔

اتفاقاً چپا مر گیا اور اپنا کل ترکہ و ورثہ لاؤنکے نام لکھ گیا۔

لاؤنکے دل سے مارگریٹ کی یاد بالکل دھو گئی اور وہ غراب میں بھی آسکوا ابھی نہ دیکھتا تھا۔ بان شاؤنا در ہی کبھی یاد کر لیتا ہو تو اور بات ہے۔ اسکا دل مارگریٹ کی طرف سے پھٹ چکا تھا اور محبت کی بو ذرا بھی باقی نہ رہی تھی

لٹ کی موت کے بعد بہت سے ملاج بھاگ آئے جنکی صلاح سے لاڈ نے ایک جہاز بنوایا اور تجارت شروع کر دی اُسے خفیہ فروشوں کو بھی دست و بازو بنایا مگر خس و خوار ہو گیا۔ چند ہی روز میں اُسکی تجارت رو بہ ترقی ہو گئی اور وہ اُسی کی طرف مائل ہو گیا۔

ناظرین۔ آپ لوگوں کو مارگیرٹ کا حال شاید نہ معلوم ہوا ہو گا سنئے میں بیان کرتا ہوں۔

وہ اب اپنے چچا کے یہاں واپس گئی اور ملازمت اختیار کر لی۔ اُسے بچوں کے کھلانے پلانے کا اہتمام اپنے ہاتھ میں لے لیا مگر پہلی ملازمت کی سی دلچسپی نہ تھی اپنے چچا کی نصیحت کے مطابق اُسے اپنا سرمایہ بینک میں جمع کرادیا اور اُسے لاڈ ہسپتال جانا دیکھتی رہی۔

اُسے لاڈ کی بہت ہی یاد آتی تھی اور اُسکی موت کا یقین کبھی آتا تھا بلکہ وہ اپنی گزشتہ بد نصیبیوں کو یاد کر کے سزا بہن بھرا کرتی تھی۔ بہت دنوں کے بعد اُسکے پاس ایک نوکر کا خط آیا جس میں لکھا تھا کہ میں نے مقام وائش میں ولیم لاڈ کو دیکھا ہے۔ اُسے مجھے تعزیری بابت کئی باتیں پوچھیں۔ اور کم سے بہت جلد ملنے کا وعدہ کیا ہے۔

مارگیرٹ کا دل خط پڑھ کر نہایت ہی بے قرار ہو گیا اُس نے سات روز تک اُسکا انتظار کیا۔ دن رات اسکو چین نہ پڑتا تھا مگر بعد اُسوچھ جانے کی ٹھان لی اتفاق دیکھئے کہ ولیم لاڈ بھی کسی کام سے اُسوچھ آیا جہاں دو تین آدمی ملے جن میں سے ایک شخص کو لاڈ بھیانتا بھی نہ تھا۔ اُس شخص نے اپنا سا حال صاف صاف بیان کر دیا تو لاڈ کو اب وہ بات سچ معلوم ہوئی جو مارگیرٹ نے کہی تھی یعنی اب میں کسی دوسرے جہاز ان سے تعلق کروں تو کا فرم اس بات نے اُسکے دل پر نہایت ہی اثر کیا اور اُسے مارگیرٹ سے ملنے کا نتیجہ کر لیا اتفاق سے جس روز وہ اُسکی تلاش میں سرگردان ہوا اُسی روز مارگیرٹ بھی اُسوچھ میں آئی ہوئی تھی۔

جب مارگیرٹ اپنے چچا سے جدا ہوئی تھی تو اُس نے اپنے سفر کی خاطر

بیان کر دی تھی اور روپیہ کی بات بھی اپنا عندیہ ظاہر کر دیا تھا۔ اسپوچھ مین مارگریٹ کو چوان ملا جسے کہا کہ
 ”میں نے لاڈ کو سا لوسیشن پر دیکھا ہے، مارگریٹ وہاں سے
 چل کھڑی ہوئی اور اسے میں اُسی شخص سے ملاقات ہو گئی جو پہلے لاڈ سے
 مل چکا تھا۔

اس نے محبت و عشق کی باتیں کرنا شروع کیں اور مارگریٹ کی سیرت و صورت
 چال و فعال سب پر لٹو ہو گیا۔
 مارگریٹ یہ رنگ دیکھ کر دم بخود ہو گئی اور کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ کیا کرے۔ اُسے
 کچھ آگاہی چھانے بھائی دیا اور اُس کے ساتھ چلنے کو رضامند تو ہوئی مگر اس شرط پر
 کہ وہ ایک بار ولیم لاڈ سے ملکر بات چیت کرے۔
 اس شخص نے پوچھا کہ تم اتنے دنوں کہاں رہیں۔ اور اسپوچھ مین
 کیا شغل ہے؟

مارگریٹ بولی ”میں لاڈ کی جستجو میں سرگردان ہوں۔ اس شغل کے سوا
 اور کوئی شغل نہیں۔ بھلا تم نے بھی اُسے کہیں دیکھا؟
 اُسے جو اب دیا۔ بیان میں نے دیکھا ہے مگر بیان راند کی باتیں کرنا
 ٹھیک نہیں چلو فلاں مقام پر چلین جہاں مجھے اور لاڈ سے ایک نفع
 صحبت عیش و نشاط گرم رہی تھی ولیم چلو تو میں لاڈ کا سارا حال
 بتا دوں۔

مارگریٹ اس شخص کے دلی مقصد سے تو آگاہ ہو گئی مگر مصیبتاً غماض نہ کیا
 اور دونوں نے شام کے وقت صحبت نشاط کی تھرا دی۔ مارگریٹ نے کچھ
 تازہ تازہ سیوہ جات وغیرہ منگوائے مگر فکر و تردد کی وجہ سے کچھ بھی
 نہ کھایا گیا۔

وہ شخص بولا کہ میں نے اُس کے دل سے غلط فہمی دور کر دی
 مارگریٹ نے کہا کہ کیا یہ بات سچ ہے؟ جب تم نے اُس سے کہا تو اُسے
 اس بات کا کیا جواب دیا۔ اُسے مجھے معافی دی یا نہیں؟

اُس نے کہا۔ وہ تو سن کر چپ ہو رہا میں نے اُس کا سا خاموش آدمی دیکھا ہی نہیں۔ انکی صورت پر بالکل بن برس رہا تھا اور وہ قسم کھا تھا کہ لوگوں نے اس کے خلاف سازش کی ہے۔ مگر باوجود ان سب باتوں کے وہ یہی کہتا تھا کہ مارگریٹ سے بڑھکر دنیا میں کوئی خوبصورت نہیں ہے۔
میں سچ کہتا ہوں کہ اگر اُس سے جسے ملاقات ہو جائے تو وہ تمہیں خوش کر دے گا۔

مارگریٹ پوچھنے لگی کہ یہ تو بتاؤ وہ ہے کہاں؟ کیا وہ ایسا چھپی میں تو نہیں سچ ذرا اُسے اپنے ساتھ لیتے آتا۔

وہ یوں باتیں بنانے لگا کہ ذرا دم توڑ مجھے جسے کچھ راز کی باتیں کہنا ہیں سچ جاننا کہ مجھے اور لڈا سے اس قدر دوستی ہے کہ جتنی خط و کتابت وغیرہ ہوتی ہے وہ سواہم دونوں کے اور کسی کو بھی نہیں معلوم۔ وہ تمہارے جانیئے بعد پھر فنیہ فروشی کرنے لگا اور اب گرفتار ہو۔ نے کے خوف سے روپوش ہے۔

مارگریٹ نے کہا۔ اچھا۔ اب وہ ملے گا کہاں؟
وہ بولا۔ یہ بات تو میں ٹھیک ٹھیک کل بتاؤں گا۔ مگر سنا گیا ہے کہ وہ کل کی گاڑی سے لندن چل دیا۔ اُس کا خط یہ ہے پاس آج آجائے گا اور میں کل تمہیں بتا دوں گا۔

یہ سب باتیں اُس نے اسیلے نالی تمہیں کہ مارگریٹ اُس کے دام فریب میں پھنس جائے مگر اتنی ہی خیر ہوئی کہ مارگریٹ نے لڈا کے روپیہ کے متعلق اُس سے کچھ نہ کہا ورنہ وہ ایک ایک کوڑی ڈکا رہا تھا۔ جب کچھ دیر تک باتیں ہو چکیں تو مارگریٹ نے اُس کے ہاتھ میں کچھ روپیہ تھا کہ رخصت، حاصل کی اور اپنے قیام گاہ میں آئی تو رات نہایت ہی بے چینی اور فکرات میں گزری مگر ابھی تک وہ اس بات سے نہ چونکی کہ اس کے حق میں کیا کیا زہر ہوا جا رہا ہے۔

دوسرے روز کسی شخص کا ایک خط اینڈ ہون لیتھ سے کسی شخص کے پاس آیا جس کا نفس مصنون یہ تھا کہ
معدین نے گھوڑا بیچ ڈالا ہے اور رقم اینڈ لی۔

یہ خط سرے میں ملا اور سینٹ مارگریٹس کے کنکشن کے سیر کر دیا گیا جسے ظاہر ہوتا تھا کہ اُس شخص سے اور گھوڑے کے چوروں سے کچھ تعلق ہے اور انھیں لوگوں نے لوٹ مار بچا رکھی تھی مذکورہ بالا گھوڑا جان بکولہ کو اکٹھا اور سینٹ مارگریٹس گرین کی چراگاہ سے غائب ہو گیا تھا۔

بد معاش کی نظر اسی گھوڑے پر پڑی اور اب مارگریٹس کیج پول کو پھانسنے اور مبالغہ دینے کے لیے اُس نے یہ حکمت عملی لی کہ اُسی خط کا اوجھا معنوں پھاڑ کر دوسرا مصنوعی خط ول لاڈ کی طرف سے موزوں کر دیا۔ مارگریٹس لاڈ کی طرز تحریر بیجا تھی اُسے دھوکا دینا بالکل بائین ماہر کا کھیل نہ تھا اور اگر وہ اس میں کچھ سمجھ لگاتی تو اس کے لیے بھی اُسے حکمتیں سوچ رکھی تھیں۔ ادھر تو اسے یہ نزدیک لڑائی ادھر جان سے اصلی خط آیا تھا وہ ان لکھ بھیا کہ اگر تمہیں مارگریٹس کا گھوڑا مل جائے تو لے لینا۔

ول لاڈ کی طرف سے جو اُسے مصنوعی خط لکھا تھا وہ حسب ذیل ہے۔

ڈاک اینڈریوون۔ لمبتھ

مؤرخہ ۹ مئی ۱۹۵۸ء

مشفق و مہربان

محافی مبارک۔ میں بندر گاہ پر اچھی طرح پہنچ گیا۔ یہ ایسا مقام ہے جہاں میری گرفتاری آسان نہیں۔ تم کسی نہ کسی طرح سے مارگریٹس کو یہاں بھیج دو اُس سے عذر و معذرت کر کے میری طرف سے معافی مانگ لینا اور کہہ دینا کہ یہاں شادی کرنے کا ہر طرح سے انتظام ہو سکتا ہے جہاں تک ہو سکے مارگریٹس مردانہ بھیس میں اپنے عاشق کے پاس سب سے اچھے گھوڑے پر سوار ہو کر چلی آئے تاکہ دونوں کی زندگی عمر بھر چین سے گئے۔ اور رنج و مفارقت دور ہو۔

تمہارا قدیم دوست

ولیم لاڈ

مارگریٹس نے یہ خط پڑھا تو اُس کے چہرے پر رنج اور غمی دونوں حالتیں

کے آثار ظاہر ہونے لگے وہ اسکے ہر ایک لفظ پر کامل یقین کرتی تھی مگر تاہم لاڈ کی یہ حکمت عملی اُسے پسند نہیں آئی۔ وہ بولی اس سے تو بہتر ہے کہ ٹیکر کا گھوڑا مانگ لے مجھے یقین ہے کہ وہ ضرور دیدے گا۔
اُس شخص نے کہا کہ۔ نہیں اُس سے مانگنے کی ضرورت نہیں۔ تجھ اے آفت کا بولڈ کا گھوڑا خوب کام دے گا۔

مارگیرٹ نے جواب دیا میری خواہش ہے کہ میں اُس سے کسی اور طریقہ سے ملوں۔ مجھے یہ ترکیب پسند نہیں ہے کیا کوئی دوسرا گھوڑا میسر نہیں ہو سکتا ہے؟ وہ بولا۔ اگر اُسے پاس گھوڑا ہو گا بھی تو کبھی نہ دے گا۔ تجھ کو پورے یقین ہے؟
مارگیرٹ اسکی بات مان گئی اور دوسرے روز وہی ترکیب عمل میں لانے کے لیے راضی ہو گئی جو زیرِ تجویز تھی۔ مگر مرضی اُنہی سے وہ سچ ٹھنی کیونکہ اس روز رات کو اُسے بڑی ہی شدت سے بخار آ گیا۔ جسم میں وہ کئی روز تک مبتلا رہی مارگیرٹ نے صحت یابی کے بعد جوتا اور لباس خریدا اور مقام مقررہ پر جا کر اس شخص سے ملی جہاں ایک اور مزاحمت و پیش ہو گئی۔

گھوڑوں کے چوچراگاہ میں چلے گئے اور وہاں لاکھ لاکھ گھوڑا کپڑے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوئے

وہ شخص مارگیرٹ سے بولا کہ میں نے لاڈ کو تجھاری ملاقات کا مقام ہی لکھ دیا ہے جہاں سے تم آئی ہو۔ میں گھوٹے کی تلاش میں آیا ہوں اور اس کو ڈھونڈھ نکالوں گا کیونکہ میں کیتان کو ۱۰۰ گھوڑوں کا وعدہ کر آیا ہوں تو بولیکہ آگے میں تیرے دربارہ تو کچھ کر کے اٹھیں گے۔

مارگیرٹ گھبرائی اور اُس سے پوچھا کہ تمہارا اس بات سے کیا مطلب ہے؟ وہ بولا۔ یہاں سے آگے بڑھ کر ایک صیقل ہے اس میں دو نہایت ہی اصل گھوٹے ہیں۔ ہم انہیں سے ایک کو اڑالنا چاہتے ہیں۔

مارگیرٹ نے کہا کیا تم گاڈی کا گھوڑا چاہتے ہو مجھ سے تو اُس پر خرچہ نہ جلاؤ وہ تیار بدل کر لولا کہ۔ اگر تم میرے کہنے پر نہ چلو گی تو میں لاڈ کو لکھ دوں گا کہ مارگیرٹ کو منسے ملنے کی کچھ پروا نہیں، سیدھی طرح سے میرے ساتھ چلی چلو

جو کام کیا ہے اسکو ادھورا چھوڑ دو گی تو بڑا ہو گا یہ
 مارگریٹ دھکی مین آگئی اور کانپتی ڈرتی ہوئی اس کے ساتھ ہولی چلتے چلتے
 وہ دیوار پر چڑھ گیا اور مارگریٹ کو بچھڑا کر اپنے ساتھ ساتھ لیے بیٹھے آ کر گئی
 صطبل کا دروازہ بند تھا۔ مگر ایک ریچ سے مارگریٹ اندر چلی گئی اور صطبل کا دروازہ کھول دیا
 گھوڑے مارگریٹ سے سدھے ہوئے تھے کیونکہ وہ اکثر وہاں آتی جاتی اور
 انھیں کھلایا بلا یا کرتی تھی۔ اُسے دونوں کے حوالہ رکھے تھے انھیں ناموں سے
 پکارا تو وہ شناسا ہو گئے۔ اُسے لالین جلا کر گھوڑے پر زین کسا لگا منہ میں
 دسی اور سائیکس کا بانا کر لیا۔ آگے چل کے اس شخص نے بھی دوسرے گھوڑے
 پر آسن جمایا۔ اور دونوں باہر نکلے۔ وہ شخص بولا کہ۔
 ”آؤ چلو چراگاہ میں چلین میں تعین فلان مقام پر لیا کرو مکان سے بھاڑے ساتھ
 چلوں گا“

مارگریٹ نے کہا کہ تم نے پتہ نشان تو بتایا ہی نہیں آخر وہاں میری کیونکر
 پہونچ ہو سکتی ہے۔“

وہ بولا ”اچھا آؤ میرے ساتھ چلو،
 مارگریٹ گھوڑے پر چڑھ بیٹھی اور وہ شخص اُس سے مخاطب ہوا کہ
 ”دیکھو۔ جو میں کہوں وہ کرنا اگر تم سے ممکن ہو تو کل صبح گھوڑا ضرور پہونچ دینا
 اگر تم یہ نہ کرو گی تو لندن میں فلان مقام پر جانا پڑے گا اور تم دونوں عاشق
 و معشوق کے لیے بری ٹھہرے گی۔ تم گھوڑا بیچ کر میتھ میں چلی جانا وہاں
 پبلک ہاؤس میں ولیم لاد تھا نا انتظار کر رہا ہو گا“

گھوڑا انہماک سے ہی کھیل تھا اپنی جیتی و تیزی میں فرد قد و قامت میں
 بے مثال۔ خوبصورتی اس کے چہرے سے چمکتی تھی۔ ہر کس و نا کس اس کی تعریف
 شے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔ خیر چلتے چلتے وہ دونوں ایک مقام پر پہونچے جہاں
 اُسے بوجھا۔

مشکیوں مارگریٹ۔ ہوشیار۔ تیار۔ بھر دار۔
 وہ بولی ”جی ہاں میں بالکل تیار ہوں مگر کسی ہوئی ہے۔“

مارگریٹ اس جگہ اُس شخص سے جدا ہو کر نو دو گیارہ ہو گئی اور اسے گھوڑے کو ایڑ لگائی تو وہ ہوا سے باتیں کرنے لگا۔ ایک بچے اُسوچ کی ڈاک گاڑی کے ڈر ایور نے دیکھا کہ مارگریٹ ایک گھوڑے پر جا رہی ہے وہ پہچان گیا کہ گھوڑا مسٹر کا بولڈ کا ہے اُسکا دل لول اٹھا کہ یہ گھوڑا چوری ہی کا ہے۔ اُسوچھ کے پوسٹماسٹر کو اس بات کی خبر ملی تو اُسے فوراً ہی مسٹر کا بولڈ کو اطلاع دی کہ گھوڑا تو ایک شخص ملا تھا جو آپ کے گھوڑے پر لندن کی طرف جا رہا ہے۔

پانچ بجے ہی تھے کہ مسٹر کا بولڈ کے یہاں ٹھنٹی بجی اور ایک آدمی اندر سے آکر پوسٹماسٹر کی چچی اسکے پاس لے گیا۔ وہ بڑھے سے ہی گھبراہ اور اٹھین بیرون اس آہوے کہ وہ ایس کیا کہ اسٹبل میں جا کر دیکھے کہ گھوڑے اور محافظ اسٹبل کا کیا حال ہے وہ آنا فانا اسٹبل میں پہنچ گیا اور یہاں سے چارج محافظ اسٹبل کو آواز دی۔

اور دیکھا کہ کراپ نامے گھوڑا نہیں ہے۔

چارج گھبراہوا اور آ آیا اور بولا کہ کون ہے کیا کام ہے۔

جو اب ملا کہ گھوڑا چوری کیا ہے ذرا باہر تو آؤ۔

چارج نے اپنی پوشاک نہ پا کر پوچھا۔ میرے کپڑے کیا ہوئے۔

وہ شخص بولا کہ مجھے تمھاری پوشاک کی بابت کچھ معلوم نہیں تمھارے مالک مسٹر کا بولڈ بھی یہاں آتے ہی ہو چکے ذرا میرے پاس تو آنا۔ میری بات کا تعین ہونا دیکھو تو کیا غضب ہو گیا ہے۔

چارج نے تفتیش کی تو اپنے دوست کا کہنا بالکل درست پایا۔ اور نہایت ہی گھبراہ بہر حال وہ سمجھ گیا کہ چور نیازین و سانہ ہی نہیں بلکہ گھوڑے کو بھی حرا لیتے آئے غور کیا تو معلوم ہوا کہ چور بالکل آٹھون گانٹھ کیت اور پورا تھک رہی تھا کیونکہ اُسے دروازہ تک بھوسا بچھا پایا تاکہ گھوڑے کی ٹاپوں کی آواز نہ سنائی دے اسکا مالک بھی آیا اور وہ بیٹہ لگتا رہا۔ اس واقعہ سے سب لوگ انگشت بندن رہ گئے اُسے چارج سے کہا کہ جا کر مسٹر اسپنک کو بلا لائے۔

اسی اثنائیں مسٹر جیکسن مالک کوئی پریس کے یہاں ایک اشتہار چھپے ہو گیا جسکا نص مضمون حسب ذیل ہے۔

”تین سو روپیہ انعام“
 ۲۴ مئی کو رات کے وقت مشرک بولڈ کے اسٹبل سے انکا نہایت ہی میل
 گھوڑا چوری کیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی بالکل نئی زمین لکام اور پوشاک داروغہ
 اسٹبل کا بھی پتہ نہیں۔ جو کوئی شخص چور کا پتہ لگائے گا اسے مذکورہ بالا انعام
 دیا جائے گا۔

نوٹ

گھوڑا نہایت ہی تندہست و توانا اور پھرتیلہ ہے عمر قریب ۱۵ سال۔ قد ۱۵
 اونچا اور اس کی دم کشی ہوئی ہے

”ایسوجھ ۲۴ مئی ۱۹۰۷ء“
 یہ ہشتہارا تمام شہر میں چسپان ہو گئے اور ہر جگہ انعام مشتہر ہو گیا۔ مشرک بولڈ
 اور اولڈ ٹیکر ایسوجھ سے کالکٹروں پر لے کر روانہ ہوئے اور بعد ۴ مارٹرٹ کے تعاقب
 میں لوگ دوڑاتے گئے راستے میں انھوں نے لوگوں کی زبانی سنا کہ ایک شخص
 بعینہ اسی شکل کے گھوڑے پر سوار اور ہر سے گیا ہے جب وہ تھوڑی دور اور پہنچے
 تو یہ پتہ پایا کہ گھوڑا کسی دوسری طرف گیا ہے مگر ان لوگوں نے ایک نوٹ لکھ
 کہ لندن کی طرف جانے دیکھا جس سے دریافت ہوا کہ فلاں مقام پر کوئی شخص
 اسے بیچ رہا ہے۔

ناظرین۔ اب ہم آپ کو مارٹرٹ کی بیٹی سنانا چاہتے ہیں سنئے۔ وہ ایسوجھ
 سے لندن روانہ ہوئی راستے میں صرف ایک دفعہ پبلک ہاؤس میں ٹھہری
 بیان اس نے اسے گھوڑے کو دانہ پانی دیا اور خود تھوڑی سی شراب پی گھوڑا
 خفیہ مشاعرے کی دُرسے زمین بجا دیا ان اس نے زیادہ دیر تک ٹھہرنا
 مناسب نہ سمجھا اور گھوڑے کی عنان شہر کی طرف موڑی
 شہر میں پہنچتے ہی لوگوں کی انگلیوں کی طرف پڑنے لگیں مگر مارٹرٹ نے
 پھر توجہ بایرون کی اور گھوڑا بڑھائے چلی گئی۔ آخر کار جاتے جاتے ایک مرا
 مین تھری پر پہنچے اُسے اور بھٹائے کو بٹا کر اس انداز سے گفتگو کی کہ گویا وہ
 سائیں ہی ہے۔ اس نے کہا ”گھوڑے کی پیٹھ اچھی طرح ملکر ادھر ادھر گھٹا لگا“

خبردار۔ کیا تمہیں کامل یقین ہے کہ گھوڑا مسٹر جان کا بولڈ کا نہیں ہے ذرا بل کو تو پڑھو۔

بات سنکر مارگریٹ کے کان کھٹے ہو گئے وہ گھوڑے پر سے گرنے لگی چاہتی تھی کہ کانسٹیبل نے روک لیا اسی اٹنارمین مارگریٹ کا جاکٹ کھل گیا اور اب سارا بھانڈا پھوٹ گیا۔ ان لوگوں نے غور کر کے دیکھا تو معلوم ہو گیا کہ مارگریٹ عورت ہے۔

مارگریٹ گرفتار کر کے والات میں بھیج دی گئی اس حیرت انگیز خبر سے لوگ انگشت بدندان ہو گئے اور چست تھا وہ موقع واردات پر دوڑا چلا آتا تھا۔ حتیٰ کہ بہت سے آدمی جمع ہو گئے۔ اتفاق سے اس جم غفیر میں مسٹر کا بولڈ کا داماد بھی موجود تھا اور اسنے ہی مین مسٹر اسٹینک اور گاڈیسیان آکر اسے سچسٹریٹ کے روبرو لائے اور مارگریٹ مزید تحقیقات کے لیے یونیورسٹی میں رکھی گئی۔

باب (۲۲)

پیشی مقدمہ

مارگریٹ والات میں بند کر دی گئی اور ایک خط البوچر مین اسکے مالک کے پاس چوکی گرفتاری کی اطلاع دینے کے لیے بھیجا گیا۔ بد نصیب مارگریٹ کو اپنے کڑوت بھگتنا پڑے یا تو اسنے اپنے شوہر سے منے کے لیے ترکیبیں لڑائی یقین یا اب ایسی شرمناک موت سے سابقہ پڑ گیا جس سے بچنا دو بہر تھا۔

اب یہ مسئلہ ظہور کیا کہ مسٹر کا بولڈ اور انکی زوجہ شہر مین جا کر اپنی کارروائی کرین چنانچہ قیدی کو مجسٹریٹ کے سامنے لانے سے پیشتر ہی وہ دونوں دفتر پولیس مین پہنچ گئے۔

عدالت میں تمام لوگ مقدمہ سننے کے شوق میں آنے لگے یہاں تک کہ

اندھ سے باہر تک کہیں کل رکھنے کی جگہ نہیں رہی۔
 مارگریٹ ٹری ہی حفاظت سے لائی گئی اور جب وہ آئی تو اس نے دیکھا کہ
 تماشائیوں کا ایک جم غفیر لگا ہوا ہے۔ لوگ اسے ایک گونے میں لے گئے
 جہاں مارگریٹ نے اپنی مخدومہ کی آواز سنی اور اسے دیکھا تو اور بھی پریشان
 ہوئی۔ حالت میں جانے کے قبض وہ مجسٹریٹ کے کمرے میں نکلی گئی اسے
 اپنی مخدومہ کے سامنے جانے بہت ہی عورت اور غم معلوم ہوتی تھی اس نے یہ
 درخواست بھی کی کہ وہ سسر کا بولڈ کے روبرو نہ لائی جائے بلکہ اسکی ایک بھی
 پیش نہ لگے۔

جیسے ہی مارگریٹ نے اپنی مخدومہ کو دیکھا وہ ایک جج مارگرگرمی لوگوں
 نے اسے اٹھا کر کرسی پر بٹھا دیا۔

بہت بحث و مباحثہ کے بعد یہ طے پایا کہ جب مارگریٹ کو ہوش آئے تو
 اسکا اظہار یہ جائے۔

مارگریٹ کی مخدومہ کی حالت دیکھ کر نہایت ہی پریشان ہوئی ہوتے ہوئے
 مارگریٹ کو ہوش آیا تو ٹھلک کو اظہار یہیے کا صدم ہوا اور مجسٹریٹ نے کہا یہ تعاضی
 مرئی پر منحصر ہے کہ تم جو کچھ چاہے اظہار دو۔

مارگریٹ نے اپنی مخدومہ سے معافی مانگ لی اور اقبال جو کر دیا۔
 ٹھلک اسکا اظہار کھٹا گیا بعدہ سب پڑھ کر سنایا جس پر مارگریٹ کے دستخط
 کرائے گئے۔

مارگریٹ حوالات میں سیر کر دی گئی اور سسر کا بولڈ دعویٰ دائر کر کے
 ہوٹل چلے گئے۔ جان لک کی تفتیش میں کوئی بھی دقیقہ فرنگزداشت نہ کیا گیا
 مگر وہ مارگریٹ کی گرفتاری کا حال سننے ہی قرار ہو گیا۔ اسکا کہیں بھی پتہ نہ لگا
 اس کے کسی دوست کا آدھا پیٹا ہوا خط سرائے میں ملا جس سے یہ سراغ ملا کہ
 گھوٹے کے چورون سے اور اس سے کچھ تعلق ہے۔

اس خط کا ملنا مارگریٹ کے حق میں اور بھی نہ ہو گیا وہ وہاں سے لپوٹ
 پیہدی گئی جہاں پہنچتے ہی اس نے مخدومہ کو ایک خط لکھا جس کا نفس مضبوط

نہایت ہی خوشامدانہ یہ تھا۔

جنابہ محذومہ مکرمہ دام ظلہا

جب مجھے آپ کی خدمت سے سرفرازی حاصل تھی تو جو عیش و آرام مجھے ملتا تھا وہ انظر من الشمس ہے میں آپ سے جرم کا اقبال کر کے سارا حال بیان کر چکی ہوں اب یہ آپ کی مرضی ہے کہ مجھے ذبح کیجئے یا میرے مردہ قالب بیز روع پھونکیے میری عزت و آبرو آپ ہی کے ہاتھ ہے مجھے آپ کے قدم دیکھنے کا نہایت ہی اشتیاق ہے۔ آپ یہاں فوراً تشریف لے آئیں اور میرے باپ کو میری جاے سکونت سے اطلاع دیدین مسٹر ریشا نے آپ کو خط لکھنے کا وعدہ فرمایا ہے

آپ کی بد نصیب خادمہ

مارگریٹ

قد خانہ کے داروغہ سے اور مسٹر کابولڈ سے بڑی ہی دوستی تھی اس لیے اُسے اس سے درخواست کی کہ میں مارگریٹ سے ملنا چاہتی ہوں ذرا تم میرے ساتھ چلے جاؤ تو میں اُسے دیکھاؤں،، دوسرے روز گیا رہ بجے کے قریب مارگریٹ اور مسٹر کابولڈ سے ملاقات ہوئی چند گھنٹے تک بات چیت ہوتی رہی۔ مارگریٹ نے اپنی قدیم حالت پر افسوس بھائے بعد ازاں ان دونوں میں متواتر ملاقاتیں ہوتی رہیں۔

مسٹر کابولڈ دل ہی دل میں سمجھتی تھی کہ اسے سزائے موت دی جا چکی کیونکہ اس زمانے میں گھوڑے کی چوری ایک سنگین جرم سمجھی جاتی تھی۔ اب سینے ولیم لاڈ کو مارگریٹ کے اقبال جرم کی خبر بذریعہ اخبارات معلوم ہوئی تو اُس کے خیالات اسکی طرف سے تبدیل ہو گئے۔ ولیم لاڈ کو اس بات کا پورا یقین ہو گیا کہ مارگریٹ کے ارتکاب جرم کی وجہ صرف یہی ہے اُس کو کسی دوسرے شخص کا عشق ہو گیا اس لیے لاڈ نے بھی اسکی طرف سے محبت چھوڑ دی۔ گولاڈ کا خیال مارگریٹ کی طرف سے پھر گیا تھا مگر مارگریٹ کو اسکی محبت پسے دل سے تھی۔

جب سنس کا بولڈ نے لاڈ کی بیوی فانی کا تذکرہ سنا تو وہ بولی ”
مارگریٹ تم اسکا خیال زیادہ نہ کیا کرو“

مارگریٹ نے کہا۔ یہ بات تو نہایت مشکل ہے اگر ایک شخص نے دوسرے
کے لیے اپنی جان کو جان نہ سمجھا تو دوسرے کا خون کیسے گوارا کرے گا کہ اسکی
محبت سے جوش میں نہ آئے زمانہ طرب و عہدِ ثقب و دونوں میں اسکی یاد میرے
دل میں بنی رہتی ہے۔

سنس کا بولڈ۔ مارگریٹ۔ تمکو ولہ لاڈ کی طرف سے کچھ امید نہ رکھنا چاہیے
بہتر ہوتا اگر تم اسکی محبت سے پہلے ہی تنگ رہ کٹھ ہو جاؤ۔

مارگریٹ۔ آہ۔ مہربان نہ ہو۔ شاید ایسا ہی ہو کہ نہ اب مجھے اپنی بہن
کے ان الفاظ کا خیال آتا ہے جو اسنے دم توڑتے وقت کہے تھے۔ یعنی۔

”مارگریٹ۔ تم لاڈ کے ساتھ ہرگز مطلق زندگی نہ اٹھاؤ گی۔“

پہلے تو مجھے اسکا یہ کہنا بالکل مغل سا معلوم ہوا مگر اسنوس کہ اب وہی ظہور
میں آیا اور آ رہا ہے۔

اسوقت مارگریٹ کو لاڈ سے ملنے کی خواہش کیا معنی گویا آگ ہی تلواروں سے

لگ رہی تھی۔ اسکو دین و دنیا کا کچھ خیال نہ تھا۔ وہ یہی کہتی تھی کہ اگر لاڈ اور

اس سے ایک مرتبہ بھی ملاقات ہو جائے تو پھر اسکے دل میں موت کے سوا اور

کوئی خواہش باقی نہیں ہے پیشی کا دن آ پہنچا۔ اب مارگریٹ بری جانوالی

تھی ایک روز پیشتر اسنے اپنی محذومہ کو حسب ذیل خط روانہ کیا۔

جیلنا نہ اسوچھ

مورخہ اگست ۱۸۹۰ء

محذومہ معظمہ و مکرّمہ

جسوقت آپ کے دست مبارک میں یہ خط پڑے گا اسوقت شاید میں

بری میں ہوئی بہر حال آپ کی عنایات و مرحمت کا شکریہ ادا کیے بغیر ہرگز نہیں

جاسکتی میں نے دنیا و عقبیٰ دونوں میں اقبال جرم کر دیا۔ مجھے معلوم ہوا

ہے کہ مجھے عدالت میں جہنم کے سامنے کسی شخص سے اپنی نیکی چلنی

کی تصدیق کرانا ہوگی چنانچہ آپ کے سوا میں کوئی ایسا شخص نہیں پاتی
جس پر کسی قسم کا بغور و سادہ ہو۔ آپ یہ خیال ہرگز دہرگز دل میں نہ لائیں کہ میں معافی
کی خواستگار و امیدوار ہوں آپ نے میرے حال پر ہمیشہ نظرِ رحم رکھی ہے
جس کا اجر عظیم خدا میرے مالک اور آپ دونوں کو دے گا۔ آپ نے میرے
دل و دماغ کو جیسا تسکین و تسلی سے متحکم کر دیا ہے خدا اُس کا معاوضہ
آپ کو دے گا۔ پروردگار آپ کو اور آپ کے بچوں کو برکت دے اور مسلمان
رکھے اُن احباب سے میرا شکریہ ادا کر دیے بغیر جس نے دل میں میری سچی الفت
ہے میری کل غلطیوں اور قصور و ن کی معافی دے کر ممنون کیجئے۔ رحم
کرم کا یہی وقت ہے

آپ کی اصالند و خاکسارِ خادومہ

مائیکریٹ کچ پاول

مائیکریٹ چند اور قیدیوں کے ہمراہ زیر حراست بری روانہ ہوئی وہ سب
داروغہ جیلانی نہ کے سپرد کر دیے گئے ان سب کی آمد کا شور و غل تمام شہر میں
مچ گیا جہاں گواہ بھی آمو جو دہوے۔ اور اس قدر جمع ہو گیا کہ الغلطیت لیت

باب (۲۳)

نزلے موت

بری میں اجلاس کے وقت حکام عدالت نہایت ہی زرق برق پوشا
زیب تن کیے ہوئے آہو پئے۔ انکی شاندار گاڑی کے ارد گرد منتظرانِ فضل
جوق جوق آکر کھڑے ہوتے جاتے تھے۔ وہ شہر میں داخل ہی ہوئے تھے
کہ ہر طرف سے ہنگل کی صدا میں آنے لگیں اور گھنٹے بجنے لگے ۱۲ بجے ہی
لکھے کہ پیشی کا وقت آہو پئے حبش متعہ صدر نشین ہوئے اور ادھر ادھر
تپائیوں پر حبش و پیشکار وغیرہ بیٹھ گئے۔ بعدہ روجہ و ادھر مقدمہ پیشی گئی
شانِ عدالت ایک طرف بچھا دیے گئے۔ گواہوں کی طلبی ہوئی جب

پس سب ہو چکا تو لارڈ چیف بیرن مائخون کی طرف مخاطب ہوا اور ان لوگوں سے مقدمہ کی روداد پڑھے ہی پرجوش لہجے میں بیان کر دی۔

ہجڑوں کے ہاتھ پر رون میں پھٹکڑی بیڑی ڈال دی گئی اور وہ عدالت کے سامنے کھڑے میں بند کر دیے گئے جہاں سے سب حال گوشش زد ہو سکتا تھا۔

فائشان بیچ ہٹ گئے اور مائخون نے جان بوم فلیڈ کو اپنا مختار کل مقرر کر دیا بعد ازاں فائشان بیچ کے صندوق میں سے ایک کاغذ نکال کر کلاک کو دیا گیا جو مارگریٹ کیج پول کے گھر لے چور آنے کے الزام کے خلاف بطور ایک شہادت کے تھا۔ مارگریٹ کیج پول اپنا نام سننے ہی کا پتہ ہونے اجلاس پر آئی اسکا کیلجہ و طرہ و طرہ ہو رہا تھا اور پیرسین کے کہیں پڑنے تھے اسوقت عدالت میں اور بھی غل و شور مچ گیا بہت سی لیڈیان اور شریف رائے آکر تپائیوں پر بیٹھ گئے

بیچ نے مارگریٹ کی طرف نظر فرسے دیکھا اسوقت گو مارگریٹ کے چہرہ سے نہایت دلیری برس رہی تھی وہ ایک میل لبادہ زیب تن کیے ہوئے تھی ماہم اسکے چہرے پر آٹا ریا لوسی نمایاں تھے معلوم ہوتا تھا کہ وہ خدا سے جانبری کی دعا مانگ رہی ہے۔ اسنے نظر اٹھا کر عدالت کے چاروں طرف دیکھا اسکی آنکھیں اپنے عاشق کو ڈھونڈھتی تھیں اسے جان تک کی تلاش تھی جو اس چوری کا محرک تھا اسے پلٹنے باپ بھائی کی طرف کٹنگی باندھ کر دیکھا باپ کو بیچی کی حالت پر نہایت ہی بیچ ہوا اور اسکی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے آخر کار اس سے نہ رہا گیا اور وہ بڑک ہاتھ میں ہاتھ لے لیا۔

مارگریٹ نے اسکا لم تھچوم لیا اور نہایت ہی اشکبار و بیقرار ہونے لگی بعدہ بیچ اس سے یوں مخاطب ہوا۔

مارگریٹ کیج پول تمھارے سامنے دو نصف موجود ہیں تمہیں اقبال جرم کیا ہے کہ کس طرح جا کر جان کا بولڈ کے اہطل سے گھوڑا چرایا اور راتوں رات لندن چلی گئیں بعدہ گھوڑے کے بیچنے کے وقت کس طرح گرفتار ہوئیں وغیرہ

عض اسی جرم کے لیے آج تک کو یہ موقع ہوا ہے کہ تم اس اجلاس عدالت میں
کھڑی ہو۔

یہ بتاؤ کہ تم نے جرم کیا ہے یا نہیں۔
مارگریٹ نے جج کی طرف دیکھا اور پھر نہایت ہی غمگین آواز سے بولی،
حضور۔ میں مجرم۔ میرا بال بال مجرم۔ میں عذر گناہ کو بدتر از گناہ سمجھتی ہوں
جج نے کہا کہ مارگریٹ۔ گوئے اقبال جرم کر لیا ہے تاہم میں تم کو اب بھی اس بات
پر بحث کرنے کا اختیار دیتا ہوں کہ تم خطا دار نہیں ہو۔ تمھارے اقبال جرم سے
کچھ بھاری سزا رک نہ جائیگی۔

مارگریٹ۔ یہ تو ناممکن ہے میں جرم سے کبھی انکار نہ کروں گی۔

جج صاحب۔ کیوں؟ وجہ؟

مارگریٹ۔ مجھے معلوم ہے کہ میں خطا دار ہوں۔

جج نے ایسے سوال و جواب زیادہ کرنا مناسب نہ سمجھا اور وہ یوں بولا
مارگریٹ کچ بول۔ مجھ کو تمھاری ذات سے ایسا جرم سرزد ہونے کی امید
نہ تھی۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ تم کو ایسا کام کرنے کی رغبت کس طرح ہوئی ہوگی
موت کی سزا کے سوا اور کوئی سزا نہیں دی جاسکتی کیا تم کوئی معقول وجہ نہیں
بیان کر سکتی ہو کہ یہ سزا تم کو کیوں نہ دی جائے؟

کیا عدالت میں تمھارا کوئی دوست نہیں ہے جس سے تم اپنے چال چلن
کی تصدیق کرا سکو۔

اس سوال پر تمام اجلاس بھر میں کھلبلی مچ گئی ہر ایک کے چہرے سے یہی
نمایان ہوتا تھا کہ وہ صفائی کی گواہی دینے کو تیار ہے مگر مارگریٹ نے چال
دیکھ کر جج سے اپنے خیالات کا اظہار کرنے کی اجازت مانگی جس پر لاڈلیرن
بول۔

”جو تم گواہی میں شوق سے سنوں گا،“
تمام عدالت میں خاموشی چھا گئی سر شخص نے خاموشی اختیار کر لی کوئی کسی
سے بات چیت نہ کرتا تھا۔

مارگریٹ کچھ بول نہایت ہی موذبانہ طبعی میں سنجیدگی سے کہنے لگی۔
 غریب پرورد۔ میں اپنے بچاؤ کی بابت کچھ نہ بیان کر دیتی اور نہ اس بات
 کی خواہش ظاہر کر دیتی کہ میرے جرائم کی معافی ہو۔
 میں نے پہلے ہی آپ کے گوش گزار کر دیا ہے اور اب بھی کہے جاؤں گی کہ
 میں مجرم ہوں میں آج عدالت میں اس لیے بول رہی ہوں کہ لوگ میرے احوال
 سے فائدہ اٹھائیں اور عبرت حاصل کریں مجھے اپنا جرم اور اس کی سزا خود معلوم
 ہے میرے دل کو یہ بات محسوس ہو رہی ہے کہ اگر قانون مجھے بری بھی کر دے
 تاہم میرا دل یہ بات قبول نہ کرے گا اور مجھے اپنے کیے کی سزا ضرور کبھی کسی طرح
 ملے گی۔ ولی نعمت مجھ کو ضرور سزا دین مجھ کو کامل یقین ہے کہ میں کچھ دن آرام
 اور چین سے بسر کر دیتی۔

میرے اٹک اور محذورہ نے تو مجھے معافی دیدی حالانکہ میں نے انھیں کی
 ٹھکر اسی کی ہے۔ میں عدالت سے معافی ہرگز نہ نہیں مانگتی کیونکہ میں اس کی
 مستحق نہیں ہوں اگر عدالت میری سزا موت میں کچھ کی کر دے یا مجھ کو جلاوطن
 یا دائم الحبس کی سزا دے تو میں ان سب سے موت ہی کو بہتر سمجھتی ہوں
 میں نے جرم کیا ہے اور میں سزا موت کی مستحق ہوں۔
 میں اس قدر ہوں کہ حضور میرے بیباکانہ الفاظ کو معاف کر دیونگے اور مجھے
 میرے جرائم کی سزا دیدینگے۔“

مارگریٹ کے اظہار کا جو اثر عدالت پر ہوا اس کی تصویر نہیں کھینچی جاسکتی۔
 لوگوں نے خیال کیا کہ شاید عدالت مارگریٹ کو معاف کرنے سے منع نے
 اس پر حیرت سے نظر رحم ڈالی۔ اس نے لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا
 تو کیا حاضرین اجلاس میں سے کوئی شخص ایسا ہے جو کہ ملزمہ کے گزشتہ
 چال چلن کی بابت کچھ کہنے کو تیار ہے

یہ سنتے ہی اس کی محذورہ اٹھ کھڑی ہوئی اور بولی کہ جب تک مجرمہ
 میری ملازمت میں رہی تب تک اس نے ہر کام نہایت ہی وفاداری سے انجام
 دیا وہ ہر ایک کے لیے جان لڑانے کو تیار اور کمر بستہ رہتی تھی اس نے کہا کہ

مارگریٹ نہایت کار گزارہ مستعد اور ہوشیار عورت ہے اسے میرے لڑکوں کی جان بچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، مسٹر کا بولڈ نے بھی اٹھ کر کہا کہ میں ہوتا تو مجرم کو معاف کر دیتا وہ قابل بریت ہے مگر چونکہ لندن کے مجسٹریٹوں نے اسے گرفتار کر لیا لہذا میں مجبور ہو گیا مالک نے اپنے حتی الامکان مارگریٹ کی طرف سے سفارش کر دی کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ اسے اپنے فائدہ کے لیے یہ عین کیا ہے بلکہ یہ جرم اور لوگوں کی اغوا سے سرزد ہوا ہے۔

اسنے یہاں تک کہا کہ اگر حضور کی ملازمت میں یہ ہوتی تو آپ اسکے کام خوش اسلوبی سے انجام دینے پر نہایت ہی خوش ہوتے ڈاکٹر نے بھی شہادت دی کہ میں مارگریٹ کی عادات اور چال چلن سے واقف ہوں بچپن سے صاف معلوم ہوتا تھا کہ یہ نہایت ہی ہونہار اور نیک نسل نطین گی۔ مارگریٹ کچھ پول نے ایک سرداہ بھری اور منہ ہاتھوں سے چھپا کر سر جھکا لیا۔

ایک ڈاکٹر ملہا کہ۔ مارگریٹ سے یہ جرم محض اپنے شوہر کی ملاقات کی لالچ سے سرزد ہوا ہے۔ انا لکھ کر اسنے ایک درخواست لکھی اور لوگوں سے اپہر دستخط کرا کے عدالت میں پیش کر دی۔

اسی طرح سے اور اور لوگوں نے مارگریٹ کی طرف سے صفائی کی کو اسی دی جس سے حضار عدالت سمجھے کہ مارگریٹ ضرور راہ ہو جائیگی۔

اسی اثنا میں جج بڑے مجسٹریٹ سے باتیں کرنے لگا دونوں میں بڑی دیر تک گفتگو ہوتی رہی جس پر مارگریٹ کی رہائی کی زیادہ امید ہونے لگی مگر جب باتیں ختم ہو چکیں تو جج نے نہایت ہی ہوناک نظر سے عدالت کے چاروں طرف دیکھا اسنے سزا کا حکم سنایا تو تمام عدالت میں تھک چک گیا بہت لیسٹیاں گریہ و زاری کرنے اور عدالت سے بھاگنے لگیں۔

اتنے ہی مین عالم خاموشی طاری ہو گیا اور بیرن سید بخت مارگریٹ کی طرف اس طرح مخاطب ہوا۔

مین نے تمھاری باتوں کو نہایت غور سے سنا بیشک تمھارے عزیز گھنگو سے ظاہر ہوتا ہے کہ تم نہایت فہیمہ و سنجیدہ ہو۔

جس وقت سے مین حج ہوا ہوں تب سے مین نے تمھیں کو ایسا شخص دیکھا جسے اپنے نیک و بد کی کال تیز ہو۔ تمھارے گزشتہ چال چلن کی بابت جو بیانات ہوئے ہیں وہ مین بادشاہ سلامت کے سامنے پیش کرونگا جو شاید تمھیں بخشنا کر دے ورنہ تمھیں سزا موت سے کسی طرح بچاؤ کی صورت نہیں۔ میرے اختیار میں یہ بات نہیں ہے کہ مین تمھیں سزا موت سے بچنے کی کوئی صورت بتاؤں۔ غیر کج رات کو مین تمھارا مقدمہ پیش کروں گا وہ مین جو کچھ ہو سکتا ہے وہ ہو سکتا ہے تم دوستوں کی جھوٹی اسید و مین نہ آنا باقی میرا جو حکم سنانے کا فرض ہے وہ مین سنانے دیتا ہوں یعنی تم جہان سے آئی ہو مین اس جاؤ گی اتنا کہہ کر اسے مارگریٹ کو پھانسی کا حکم سنا دیا۔ حکم سننے ہی عدالت بھر میں آہ و زاری ہونے لگی۔ ہر ایک شخص غش کھا کھا کر گر پڑا مگر مارگریٹ کچھ پول کی تیوریوں پر نہ ابھی میل نہ آیا۔ اسے پھانسی کے حکم کا کچھ بھی خیال نہ ہوا اور تسلی نے اس کے دل میں حج کے شکنجے بخش الفاظ سے ٹھکر کر لیا تھا۔

بعد ازاں وہ اپنے باپ سے لپٹ گئی اند لوگ اسے حرکات میں لے گئے اسی اثناء میں لوگوں نے حج کے روبرو مقدمہ کی نظر ثانی اور سزا میں کمی کرانے کی بڑی کوشش کی۔ انھوں نے ایک عرضداشت لکھی جس میں کمی اٹھانے کی درخواست کی اور بہت بڑے بڑے آدمیوں کے دستخط کرائے۔ اس کا ردروائی اسے لوگوں کے دل میں رعایت سزا کے ہونے کی بڑی امید پائی گئی تاہم مارگریٹ کو اس کا ردروائی سے مطلق نہ آگاہی ہوئی اسپر ہر وقت پہرا ہوتا تھا اور رات کو ایک عورت گمران ہتھی تھی اسے انجیل مقدس پڑھنے کے لیے اور قلم دوات گھسنے کے لیے پہلے ہی سے مانگ لی تھی وہ رات کو پل بھر بھی نہ سوئی بلکہ انجیل پڑھ پڑھ کر وقت کاٹتی تھی۔ اسنے اپنے دوستوں کو چند خطوط بھیجے ایک خط اپنے چچا اور ایک اپنی والدہ کو

لکھا آجکے مضمون سے مارگریٹ کے دلی خیالات صاف ظاہر ہوتے ہیں۔

جناب چچا صاحب

میرا یہ خط آپ کو شاید بڑی روانہ ہوتے وقت پہنچے گا مہربانی منوراکر
جارج اسٹینگ سے میرا شکریہ ادا کر دیجئے گا اور آئین بھجادیجئے گا کہ وہ
اس ناچیز کی طرف سے طبیعت نہ پریشان کریں۔ اور سچے لہجے کہ مارگریٹ کچھ لہل
دنیا میں آئی ہی نہ تھی۔ خدا انکو انکی عنایات کا ثمرہ ضرور دے گا۔ آپ یہ خط
ان صاحب کو دکھا دیجئے گا جسکی زیرنگرانی میری جائداد رکھی ہوئی ہے اسنے اتنا
کھدےجئے گا کہ اگر وہیم لاؤ کہیں مل جائے تو یہ روپیہ اُسکو دیدیں۔ اگر میری موت
کے سال بھر بعد تک اُسکا کہیں پتہ نہ ملے تو روپیہ کے چار حصہ کر کے ایک
حصہ میرے باپ کو۔ دوسرا حصہ چچا کو۔ تیسرا حصہ میرے بھائی ایڈورڈ کو اور چوتھا
حصہ میری چچی کو دیدیں۔

میں امید کرتی ہوں کہ آپ اور چچی صاحبہ پھانسی کے قبل مجھے اپسوجھیں
ضرور دیکھئے آئینگی اب آپ کا یہ فرض ہے کہ آپ میرے بھائی باپ وغیرہ کو تسلی
وین زیادہ کیا لکھوں۔ اب آپ اپنی بھینجی کو اس دنیا میں نہ بھجیں۔

مارگریٹ کچھ لہل

انڈیڈ خانہ بری۔ ۹۔ اگست ۱۸۹۷ء

بعد اُسنے اپنی مالکہ کو نہایت ہی تسلی بخش خط لکھا جس میں اُسنے اپنا کلیجہ
چیر کر دکھا دیا کہ وہ موت سے بالکل نہیں ڈرتی اور پھانسی کے لیے بخوشی تیار ہے
۱۱۔ اگست کو لندن کے دفتر میں ایک موعودہ آیا جس میں مارگریٹ کی سزا پنا
رعامت کی بہت ہی عاجزانہ درخواست کی گئی تھی۔ اتفاق سے جج اُس روز اپنے
مکان ہی پر رہ گیا تھا اسے وہ خط ملا تو پڑھ کر جھٹٹ اور شکر بالوں کو ہلایا اُسکے دل پر
مضمون عرضداشت کا بہت ہی اظہار ہوا اور اُسنے سزا سے موت کے عوض سات
برس کی جلا وطنی کا حکم لکھ کر بھیجے اپنے دستخط ثبت کر دیے وہ مارگریٹ کچھ لہل کی صاف
اور نیک نیتی کا نہایت ہی معرفت ہوا۔

باب (۲۴)

سزائیں مخفیہ

مارگریٹ کے دل میں جن خیالات نے اپنا گھر کر لیا تھا وہ مندرجہ ذیل خط سے بالکل صاف صاف معلوم ہو سکتے ہیں جو اُس نے مالکہ مسٹر کا بولڈ کو ایسیچم جاتے وقت لکھا تھا۔

مخدومہ و مکرمہ

آپ نے اپنی خادمہ کی سزائیں رعایت ہونے کی خبر سنی ہوگی۔ اب آپ کے اقبال سے مجھے قلم دوات وغیرہ مسٹر پشپا نے خود ہی دے دیا ہے تاکہ میں اپنے دل کا سچا حال آپ کو لکھوں جس طرح پہلے مجھے اپنی زندگی بھار و معلوم ہوتی تھی اور موت کی خواہش محسوس ہوتی تھی ویسے ہی اب دوبارہ زندگی پانے سے نہایت خوش ہوں۔

یہاں میرے بہت دوست ہیں جو میرے پاس آیا جایا اور ہر وقت دل بہلایا کرتے ہیں۔ آپ کی برکت سے میں بڑھ چکھی ہوں اور دن بھر حمد خدا میں کاٹا کرتی ہوں۔ مہربانی کو کہ آپ مجھے پند کتب بھیج دیں جس سے میں تفسیر حاصل کر سکوں۔

اب مجھے سات برس جلا وطنی میں گزارنا ہیں آپ کے فضل سے میرے ہر بات موجود ہے اور میں یہاں بہت کچھ ترقی کر سکتی ہوں مسٹر پشپا نے مجھے بہت کچھ کام دینے کا وعدہ کیا ہے اور یہ بھی اقرار کیا ہے کہ جہاں تک مجھے ہو سکے گا تمھاری میعاد جلا وطنی میں کمی کرادوں گا۔

میرے حال پر جو آپ اور مسٹر پشپا نے مہربانی کی ہے اس کا شکریہ میں کس زبان سے ادا کروں۔ مجھے جہاں تک ہو سکے گا مسٹر پشپا کی خدمت کرنے سے ہرگز ہرگز منہ موڑ دوں گی۔

آپ کی خادمہ۔ مارگریٹ کیم پول

مارگریٹ اپنے اولاد کی کمی تھی اسے جیسا کہا تھا کر دکھایا
مسٹر ریشا کی ملازمت کرنے سے وہ نہایت ہی مقبر و معتد ہو گئی۔ وہ اپنی نئی مالکہ
کا حکم کبھی نہ مانتی تھی۔

کبھی کبھی اسکے باپ اور بھائی اس سے ملنے آجاتے اور اسکے لیے بڑی ہی
لذیذ و خوش ذائقہ اشیاء لایا کرتے تھے۔

آنا سب کچھ بڑا اگر مارگریٹ کچھ بیل کو ولیم لاد کی یاد آتک نہ بھولی وہ ہمیشہ
اپنے بھائی ایڈورڈ سے اسکا حال دریافت کیا کرتی تھی جو ادھر ادھر کی باتوں
میں بہلا کر مارگریٹ کا خیال اسکی طرف سے پریشان نہونے دیتا تھا تھوڑے دنوں
بعد مارگریٹ کا باپ عارضہ بخار میں مبتلا ہو کر دنیا سے کوچ کر گیا اندون
گردوں میں بخار بہت پھیل رہا تھا اسنے اس بے وقت سانحہ پر جو خط اپنے
بھائی ایڈورڈ کو لکھا اسکو پڑھ کر بے ساختہ آنکھوں سے آنسو گرنے لگے ہیں۔

پیارے بھائی

آہ میرے گناہوں نے مجھے ہر طرح برباد کر دیا یعنی میں اپنے معزز والد ماجد
کی کچھ خدمت نہ کر سکی

اگر اس وقت پر ہوتے تو ضرور ذکر پہنچتی اور تعین تسلی دیتی مگر بے کیا کروں مجھ پر ہونا
اور ایسے یہ خط بھیجتی ہوں۔

آہ۔ ایڈورڈ۔ میری ہی بچپنی میرے قبلہ کو میں کی جان کی گالک ہو گئی وہ مجھ
بذنب سے جس طرح محبت کرتے تھے کیا بیان کروں مرتے دم تک وہ میرا ہی
منہ دیکھا کیے اور

”اچھے ہیں اچھے ہیں“

کہتے ہوئے ہم بذنب کو ماتم داری اور رونے پٹنے کے لیے چھوڑ کر دنیا سے
چل دیے۔

ہائے ”اچھے ہیں اچھے ہیں“ نے جان لے لی۔

خیر بھائی۔ سوا صبر کے کیا چارہ وہ اب کچھ ملے تو جاتے ہی نہیں اور نہ لوٹا
اسکتے ہیں اگر ہم لوگ نیک اور سچے راستے پر چل کر بقیہ منزل زندگی گزاریں

تو شاید اسے دوسری دنیا میں مل سکیں۔

۳۔ کعبہ دارین کیا آپ ہی نے ہمارے ساتھ کرسمس منانے کو کہا تھا
آپ تو مزے سے پٹے لگے اور آپ ہمیشہ کے لیے کرسمس منائے گا
خدا آپ کو دہان بھی کرسمس ہی منانے دے۔

پیائے اید وروڈ۔ کیا تم کو وہ دن یاد ہے جب میری مان کا جنازہ
نکلنا تھا؟

کیا تمہیں اپنے بھائی چارلس کی پیدائش کا دن یاد ہے؟
ہاں یہ صدمہ جگر خراش آن لوگوں کی ہی یاد دلادلا کر اور بھی مائے ڈال رہا
ہے۔ آہ۔ دنیا نظروں میں سنسان نظر آرہی ہے مکان کا نظارہ آنکھوں میں
بس بس کٹا جاڑ سا معلوم ہو رہا ہے۔

ہاں گھر کی یاد دکھانے لیتی ہے اب تم میرے پاس بہت جلد آؤ کیونکہ
کوئی ایسا نہیں دل کو جوشلی دے
آنسو امدے چلے آتے ہیں مری آنکھوں سے
پیارے بھائی جیسے ہی فرصت ملے فوراً آؤ اور صبر کرو مرضی الہی میں
مجھ چارہ نہیں ہے

وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے

تمہاری بد نصیب بہن

مارگریٹ کیمپ بول

اب سنے کہ ایڈورڈ کیمپ بول مارگریٹ کی بدنامیوں سے ناراض تھو گئے
اپسوجھ کے گرد و نواح سے اٹھ کر کسی اور مقام پر چلا گیا تھا اور اسے دہان
مڈریہ کا ہمیشہ اختیار کر کے نوکری کر لی اور بیٹریں وغیرہ چرانے لگا۔
گو ایڈورڈ مارگریٹ کا دل خوش کرنے کے لیے اکثر خط بھیج دیا کرتا تھا مگر وہ
س نقصان کو دل ہی دل میں محسوس کرتی تھی۔

اپسوجھ میں مارگریٹ کے دوست و احباب نے اسے جو تحفہ و تحائف
دیے تھے وہ اسے جمع کر رکھے تھے۔ جب میعادِ جلا وطنی میں نین برس باقی

رہ گئے تب اسکے چال چلن کی پھرتیش کی گئی اور خدا کے فضل سے وہ نیک چلڑ
ہی ثابت ہوئی۔

مارگریٹ نے لاڈ کے لیے جو روپیہ جمع کیا تھا اسمین سے ایک جہہ تک صرف
نہ کیا وہ اسکی حقدار ولیم لاڈ کی اب تک منتظر تھی مجسٹریٹ مسٹر ریشا سے وعدہ
کر چکا تھا کہ مین مارگریٹ کی سزا مین کمی کر دوں گا مگر گھوڑے چرانے کی دبا نے
اتنا روز باندھ دیا تھا کہ روز ایک نہ ایک گھوڑا چوری جاتا تھا اسلئے مارگریٹ
کی سزا مین اب تک کمی نہ ہوئی۔

مارگریٹ کے کسی دوست نے اسے لکھا تھا کہ عرضی جج کے سامنے پیش ہے
وہ اسکے نتیجے کے لیے نہایت ہی بیداری سے انتظار کر رہی تھی مگر آخر میں سب
امید منقطع ہو گئی۔

اب ولیم لاڈ کا حال سنئے کہ وہ ہمیشہ تجارت میں مشغول تھا ایک روز اتفاقاً
وہ آرمیون نے ولیم لاڈ کی شراب کے پیون سے بھری ہوئی چالیس گاڑیاں
پکڑ لیں اور لاڈ بھی گرفتار ہو کر ایک سال کی قید بھیلنے کے لیے ایسوجھ کے
قید خانے میں بھیج دیا گیا اسکا کل مال و متاع ضبط ہو گیا اور اسکے پاس ایک جہہ
نہ رکھانے کو بھی نہ رہا۔

باب (۲۵)

فراری و روپوشی

مارگریٹ کچھ پل لپک کر ولیم لاڈ کی گرفتاری کی خبر ابھی تک معلوم نہ ہوئی تھی اسکو
مظاہرہ علم نہ تھا کہ ایک روز وہ مسٹر ریشا کو ہٹلانے جا رہی تھی کہ اتفاقاً سر راہ
ایک گھوڑا اٹھڑا ہوا نظر آیا جسکی داس اس نے اپنے ہاتھ میں تھام لی اور مکان
کے اندر لے جانے لگی کیونکہ اسکو اپنی خدمت سے کوئی چیز لانا بھی تھی وہ گھوڑا
کو اپنے ساتھ لیے جا رہی تھی کہ راستے میں ایک ملاح کی صورت نظر آئی۔
جو دیوار کے سہارے سے ٹھڑا ہوا تھا اسکو شک ہوا کہ ملاح ہو نہ وہ ولیم لاڈ ہی ہے

لہذا وہ نہایت ہی تعجب آمیز نظر سے اُسکی طرف دیکھنے لگی۔
ولیم لاڈ نے مارگریٹ کو بھان لیا اور وہ اُسکی پیشوائی کے لیے آگے بڑھا
مگر رعب گلن نے اُسکا میر نہ اٹھنے دیا مارگریٹ کے بھی ہاتھ پاؤں پھول گئے
تاہم امواج عشق اُسکی کشتی دل کو تھپیڑے لگا لگا کر لاڈ کی طرف پہنچانے ہی لگیں
چونکہ مارگریٹ نے اُسے قریباً دو تین سال کے بعد دیکھا تھا اسیلئے اُسکا دل
قابو میں نہ تھا اور پچھلی راز و نیاز عشق و محبت کی باتیں اُسکے دل میں از سر نو
تازہ ہو گئیں۔

خیر لاڈ جیون تیوں اُسکی طرف بڑھا تو مارگریٹ نے کچھ بہانہ بٹ کر اُسے مال دیا
مگر جوش جنون جب چڑھتا ہے تو کہیں بیجا بھی جھوٹا ہے اُسکے ہاتھ کاپٹنے
اور قدم لڑکھانے لگے اُسکا اسٹکا ہوا چہن اپنا بہار دکھا رہا تھا جوش محبت
میں اُسکی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اسنے لاکھ چاہا کہ مسکرائے مگر مہزی نہ آئی
نہ آئی آخر کار وہ اپنے کوسنبھال دسکی اور پٹ سے زمین پر گر پڑی۔

اُسکے ساتھ ہی گھوٹا بھی اسپر گر پڑا اور مارگریٹ کے سخت چوٹ آئی اُسکے
گرنے کا دھماکا سن کر سب لوگ دوڑے آئے اور اُسکو اٹھا کر ایک کمرے میں
لے گئے ولیم لاڈ سے تو کچھ بن ہی نہ پڑا وہ چپ چاپ تے وہاں سے کھسک گیا
کسی کو بھی یہ پتہ نہ چلا کہ یہ ولیم لاڈ کا عا شق ہے۔

مارگریٹ نے مسز ریشا سے کہا کہ
دو میرا دماغ جکڑ کھانے لگا آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا اور ایسا بدن
سنسنائے لگا کہ کمزوری کے سبب سے میں گر پڑی،

ان لوگوں نے ڈاکٹر جارج اسمتنگ کو بلا یا جسے مارگریٹ کی فصد بھول دی
اور چارپائیچ روز تک چارپائی سے اٹھنے کی ممانعت کر دی
مسز ریشا نے مسز کاہلڈ کو اس سانحہ سے خبر دی مسز کاہلڈ یہ سنکر فوراً
ہی دوڑی آئی۔

مارگریٹ کے حالات دریافت کیے رسائے قید خانے میں مارگریٹ کے سوا
کوئی اور شخص ولیم لاڈ سے واقف نہ تھا اور نہ کسی نے مارگریٹ کی وجہ سے اُسکی

کچھ خبری۔

مگر ولیم لاڈ اور ماریگریٹ سے خفیہ خط و کتابت ہو جاتی تھی جسکی کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہونے پائی تھی
اب ماریگریٹ کو معلوم ہوا کہ لاڈ کس طرح قید ہو کر ایک سال کے لیے محبس کی ہوا کھانے کو آیا اور کس طرح اُس کا سب مال و اسباب ضبط ہو گیا ہے ماریگریٹ نے جو خط ولیم لاڈ کو لکھا تھا اُس سے اُسکے اصلی جوش اور وسوسے صاف صاف ظاہر کرتے ہیں کہ وہ ولیم لاڈ کی جدائی سے کس قدر بیقرار تھی۔

فلنس سل

۱۰۔ جزوی مستند

آرام جان و جنگ

آپ کو یہ بات سن کر بڑا تعجب ہو گا کہ شاید جان لگ آپ سے واقف بھی نہ تھا اور محض گھوڑا چرانے کی سازش سے اُسے بھکویہ سبز باغ دکھایا تھا اور یہی خیال میری مانگہ اور سسر کا بولد کا بھی ہے۔

خیر وہ تو جو کچھ ہونا تھا ہو گیا۔ اب مجھے خاص کر اس بات کی خوشی ہے کہ اب تک میں نے آپ کے رویہ کی کسی کو بھی خبر نہیں دی اور نہ اپنے پاس رکھا اگر وہ میرے پاس ہوتا تو اب تک اُس کا پتہ بھی نہیں لگتا۔ جان لگ نے مجھے آپ سے لندن میں ملنے کی ترکیب بتائی تھی اور اس بات کی بھی خبر دی تھی کہ آپ گرفتار ہو جانے کے ذریعے روپوش ہیں اُسے آپ کا ایک خط بھی مجھے دکھایا اب آپ کو چاہیے کہ کسی طرح سے جرمانہ ادا کر دیں تو زیادہ قید خانے کی ہوا نہ کھانے پینے۔ میں نے آپ کا جو رویہ آپ کے چچا صاحب مشیر لڈر کے پاس کھایا تھا وہ مشغور الونگی۔ اسی رویہ سے آپ کا جرمانہ بھی ادا ہو جائے گا اور پھر اسلئے صرف کے لیے بھی بیچ رہے گا۔

مجھے تو خوشی اس بات کی معلوم ہوتی ہے کہ میں نے اس آپ کے رویہ میں سے ایک جبر بھی خرچ نہیں کیا اور نہ کسی کو اس میں ہاتھ لگانے کی اجازت دی آپ بس اس خیال کو اپنے دل میں لیے رہے کہ ماریگریٹ کے دل سے

لگی ہوئی ہے کہ آپ جلد رہائی پا جائیں اور پھر ہم دونوں اپنی زندگی کے دن بخوشی بسر کریں۔

آپ کو تو جلد رہائی مل ہی جائے گی مگر مجھے اپنے نسات برس کا منہ مشکل ہو جائیں گے اگر آپ کو میری سچی محبت ہے تو شاید آپ میرا انتظار کریں گے اور فلنس گول ہی کے تشریب رہیں گے جب خدا ہنکوا وہ آپ کو ملائے گا۔ تو دونوں اپنے اپنے دل کی آہستی ہوئی آہنگوں کو ہادی کر کے ہوسین نکال دیں مجھے رات بھر عجیب عجیب خواب دکھائی دیا کرتے ہیں جن سے طبیعت نہایت ہی پریشان رہتی ہے۔ قصہ مختصر چاہے آپ مجھے نہ یلین یا ملین اور خواہ میں آپ سے ملوں یا نہ ملوں آپ مجھے اپنی جان نثار محبوبہ دلنواز بھتے رہا کیجئے گا میں ہوں آپ کی شائق دیدار

مارگریٹ سٹیج بول

اس خط کے پہونچنے ہی کے بعد سکرٹری آف اسٹیٹ کے حضور میں مارگریٹ کی معافی کی درخواست پھر پیش کی گئی مگر گھوڑ دن کے چوری ہو نیکے سبب سے منظور نہ ہوئی چوراہی سر اٹھانے لگے تھے لہذا مارگریٹ کو معاف کرنا مناسب نہ سمجھا گیا۔

اُسے اپنی زندگی کا ایک ایک دن پہاڑ معلوم ہوتا تھا اور ایک ایک گھڑی ایک ایک برس کی طرح مشکل سے گنتی تھی۔

اب خینے کہ ولیم لاڈ کی رہائی کے ایام قریب آہونچے اور جب کچھ ہی دن باقی رہ گئے تو مارگریٹ نے اپنے چچا کے نام ایک خط لکھا جسکے پہونچتے ہی وہ اس سے ملنے کے لیے بلا توقف آگیا۔

اُس نے اپنے چچا سے عرض کی کہ مسٹر اسمتھ سے روپیہ لیکر مسٹر ریشا کے حوالے کر دیں۔

مسٹر لیڈر کو کامل یقین تھا کہ مارگریٹ روپیہ اسمتھ کے ہاتھوں سے نہ لے گی اور ولیم لاڈ کو ضرور دیے گی اُس نے مارگریٹ سے صاف صاف حال پوچھ کر جواب دیا کہ

ابھی تو ولیم لاڈل قید خانے ہی میں ہے جب رہائی ہوگی تو دیکھا جائے گا، چونکہ مارگریٹ نے ایماندار سی سے صاف صاف حال کہہ دیا لہذا اسپر کچھ آنکھ نہ اٹھ سکی۔ داروغہ محبس کو کچھ شبہ بھی ہوا تو غلط ہی نہ لگا مارگریٹ کے سپرد ابھی تک قیدیوں کے نملانے کا کام تھا اور حسب معمول ایک روز وہ قیدیوں کو نملاتا ہی رہی تھی کہ ایک طرف سے کوئی آواز سنائی دی اسنے پھر کر دیکھا تو ولیم لاڈل کو کھڑا پایا وہ ادھر ادھر دیکھنے لگی کہ کوئی آواز نہیں ہے اور دکھا دے کے یہ اپنے کام میں مشغول رہی۔

اسنے لاڈل سے کہا
میں تمہارا منشا سمجھ گئی۔ میں چاہتی ہوں کہ کسی طرح سے میں بھی تھکے ساتھ بھاگ نکلوں۔ میں بھاگ تو سکتی ہوں مگر یہ کام ذرا اہم معلوم ہوتا ہے۔ لاڈل بولا۔ جب حاکم برسی چلا جائے تو تم بھاگنے کا انتظام ٹھیک کر رکھنا مارگریٹ نے پوچھا۔ کس طرح؟ کوئی ترکیب؟ اسنے کہا کہ۔ تمہارے پاس گھوڑا اور ساز وغیرہ تو ہے ہی۔ اب رہا بھاگنے کا راستہ وہ دیوار کے چاروں طرف کہیں ڈھونڈ کر لینا۔ اگر نہ بھی ملے تو میں کشتی کسی طرح تھکین ضرور بھاگے چلوں گا۔

مارگریٹ نے پوچھا۔ اچھا اگر میں نکل بھی جاؤں تو کہاں ٹھہروں؟ لاڈل نے جواب دیا۔ میری بہن کے گھر پر۔ مارگریٹ بول اٹھی کہ۔ میں پھر کیا پوچھ رہی ہوں ۲۰ تاریخ کو مشر رہنشا قیدیوں کے ساتھ مقام برسی جائینگے پھر تو مجھے بھاگنے کا کافی موقع مل رہے گا اگر تم فلاں مقام پر میرا انتظار کرو تو اور بھی بہتر ہو، لاڈل بولا۔ تم گھبراؤ نہیں۔ میں ضرور تمہارا انتظار کروں گا۔

مارگریٹ نے کہا۔ بہت بہتر۔ میں تو تمہاری بات پر ایک مرتبہ اور بھروسہ کروں گی مگر تم مجھے دھوکا دو گے تو نہ معلوم میرا کیا حشر ہوگا۔ میری جان پر بھائیگی حالانکہ مجھے تمہارا اعتنا ضرور ہے اور میں تمہارے قول کو ٹھیک سمجھتی ہوں اچھا اب جاؤ۔ دیکھو سامنے سے کوئی آ رہا ہے، اس روز مارگریٹ کو

بہت کام کرنا ہے وہ آٹھین کو انجام دینے میں مشغول رہی۔
جب کل کام ختم ہو گئے تو مارگیرٹ کو تمام اور قیدیوں پر ترجیح دی گئی اور
اسکا اعتبار لوگوں کی نظروں میں بڑھ گیا۔

مسٹر لیڈ مارگیرٹ کا چچا خود اس سے ملنے آیا اور اس کے ہاتھ میں تیس اشرفیاں
تھا کر بولا۔ سو گئی مسٹر ریشا کے حوالے کر دی گئیں یہ تیس تم اپنے پاس رکھو آتنا
کہہ کر وہ وہاں سے فوراً ہی روانہ ہو گیا اور اس کے چند روز بعد ہی مارگیرٹ نے اپنے
عاشق ولیم لاڈ کو چند اور قیدیوں کی ہمراہی میں مسٹر ریشا کے ساتھ جاتے ہوئے
دیکھا جب وہ چلے گئے تو رات کو مارگیرٹ بھاگنے کیلئے راستہ ڈھونڈنے کو نکلی
ایک جگہ پر آئے دووار کسی قدر شکستہ پائی تو اپنے دل میں ٹھان لی کہ بس
اسی طرف سے بھاگ نکلوں گی جانیزی کی گنجائش ہے تو اسی جانب سے۔

وہ رات بھر کام میں لگی رہی اور سارا سامان بیس کر لیا۔ آٹھ ایک گڈریوں
کی وضع کا باندھ بنایا اور اپنے بستر میں اس طرح باندھ کر رکھ لیا کہ کوئی جان پائے
جب مسٹر ریشا وغیرہ بری میں پہنچ گئے تو لاڈ اپنی بہن کے یہاں گیا۔ وہاں
سب حال بتایا اور مارگیرٹ کی مفوری کی تدبیر ظاہر کر دی تو اسکی بہن نے بھی اسکی
راے سے اتفاق کیا۔ آٹھ یہ نقطہ سوچا تھا کہ مارگیرٹ کو ساتھ لیکر
خفیہ فروشوں کی کشتی پر سوار ہو جائے اور ہالینڈ میں جا کر شادی کر کے ایام زندگی
آرام سے بسر کرے۔

ولیم لاڈ کو یہ تو معلوم نہ تھا کہ ساحل پر کون کون کشتیاں موجود ہیں اس سے
اور ایک شخص داؤدشا سے ملاقات بھی ہوئی جس نے لاڈ کے لیے ایک کشتی
بیچنے کا وعدہ کر رکھا تھا۔ اٹنا رنگلو میں داؤدشا نے ولیم لاڈ سے چند مفید
اور کارآمد ہدایات کر دیں اور سب اسباب سمندر کے دوسرے کنارے پر
آنا روایا۔

ایک روز جب قیدیوں کے نہلانے کی پھر باری آئی تو مارگیرٹ سمجھ اندھیر
سے لیکر آٹھ بجے رات تک اپنے کام میں مشغول رہی اور قیدی مستورات
کو نہ ملایا کی جب رات کو قیدی اپنی اپنی جگہ پر چلے گئے اور کچھ بچول چھنے لگے

تو مارگریٹ اپنا موقع دیکھنے کے لیے باہر نکلی مگر چند وجوہات ایسی پیش آئیں جو اس کے مفروضہ ہونے میں مبالغہ ہو سکتی تھیں جن میں سے ایک تو یہ تھی کہ رات کو گھوڑے باغ میں باندھ دیے گئے تھے اس بات سے اسے بڑی نا اُمید ہوئی کیونکہ اُسی روز رات کو وہ بھاگنے والی تھی۔

عین اُسی وقت ایک چوکیدار اُدھر سے گذرا تو مارگریٹ کچھ پول ڈانٹ کر بولی۔

آج رات کو تم نے ہمارے واسطے گھوڑے باہر نہیں نکالے۔

اُسے جواب دیا: ”خطا معاف۔ آج ہم لوگ صفائی میں مشغول رہے کل صبح یہی کام کر دیا جائے گا۔ اس جواب سے مارگریٹ کو خوشی اور سچ دو نون موسیٰ ہوئے۔ یاس و اُمید دونوں کی جھلک اُسکی نظر کے سامنے آگئی۔ خوشی اس بات کی تھی کہ گھوڑے کا زین وغیرہ سب الگ ہی رکھا ہوا تھا اور سچ اس بات کا تھا کہ گھوڑے باغ کے اندر بندھے تھے ایسے وہ انہیں سے کسی کو اپنے کام میں نہ لاسکتی۔ وہ کسی بات پر غور کرنے لگی اور ہوتے ہوئے اور نظر اٹھائی تو دیکھا کہ کلبس کی دیوار پر نمبر ۲۲۔ فیٹ اوپن ہے۔ پہلے تو سیرھی لگا کر اتر جانے کا ارادہ کیا ماکا میاب رہی۔ آخر کار اُس نے دوسری ترکیب لڑائی جبین اُسے کامیابی ہوئی اور اُس نے اُدھی رات کو مفروضہ ہونے کا تہیہ کر لیا۔

اُسکو اپنی کامیابی کی پوری پوری اُمید تھی پس رات کو جب سب قیندی اپنی اپنی کوٹھریوں میں چلے گئے تو مارگریٹ بھی اپنی کوٹھری سے سب مال و اسباب لے آئی اور اُس کے متصل ایک کوٹھری میں جا کر چھپ رہی۔ رات کو جب پہرہ والا آیا اور سب قیدیوں کو یکے بعد دیگرے پوچھ گیا کہ ”اپنی اپنی کوٹھریوں میں موجود ہو یا نہیں“

سب لوگ بول دیے۔ ”ہاں۔ ہم لوگ موجود ہیں“

بعد اُجب پہرہ والا مارگریٹ کی کوٹھری کے پاس آیا تو وہاں بھی آواز دو مارگریٹ نے دوسری کوٹھری سے ایسے لہجے میں جواب دیا کہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنی ہی کوٹھری میں ہے۔

اب ذرا لطف سینے کہ پہرے والا اُسی کو ٹھہری مین بے کھٹکے چلا گیا مین مارگیرٹ بستر کے نیچے چھپی ہوئی تھی۔ مارگیرٹ دل ہی دل مین ڈر رہی تھی کہ کہیں وہ اسکی سانس کی آواز نہ سن لے یا دروازہ بند کر کے نہ چلا جائے وہ نہایت پریشان ہو رہی تھی اُسکا خون اندر ہی اندر کھول رہا تھا اور دل مین دھڑکن ہو رہی تھی۔ مگر غرض قسمتی سے پہرے والے نے اور قیدیوں کی کوٹھڑیوں کے دروازے تو بند کر دیے مگر جس کو ٹھہری مین مارگیرٹ چھپی تھی اُسے خالی سمجھ کر دروازہ کھلا چھوڑ گیا۔

اب مارگیرٹ اٹھی اپنے ہاتھ مین جوتے لیے اور سب چیز مین ایک گھڑی مین باندھ کر اپنے کاندھوں پر لٹکائی پھر وہ دبے پاؤں بڑے پھانگ پر لگی اتفاق سے وہ کھلا ملا وہاں سے جا کر وہ باغ مین گئی باغ سے ایک رسمی بی جو اُسے چھت پر پھینکنا چاہی مگر وہ چھوٹی تھی اسلئے کارآمد نہ ہوئی۔

دوبارہ اُس نے ایک بڑی بھاری رستی لی اور اُسی کے سہارے سہارے چھت پر چڑھ گئی وہاں اُس نے رستی چھت کی بیرونی دیوار کی طرف لٹکائی اور آخر بڑی وقت سے اتر گئی۔

مارگیرٹ چلتے چلتے سینٹ کلیمنٹ کے مینار کے پاس پہونچی اور وہاں سے ولیم لاڈ کی مین کے گھر کی طرف روانہ ہوئی۔

اُس جگہ ولیم لاڈ اسکا انتظار ہی دیکھ رہا تھا لاڈ اور مارگیرٹ دونوں ساحل کی طرف مقرر ہو گئے جہاں پہونچکر مارگیرٹ نے ملاح کا بھیس بدل لیا۔

چلتے چلتے دونوں ساحل پر پہونچے جہاں انھوں نے رہنسن کرو سو کو موجود پایا مگر وہ وہاں نہ ٹھہرا اور شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔

مارگیرٹ اور لاڈ اُسکے چلے جانے پر بڑے ہی غور ہوئے اور وہاں سے چل کر سمندر کے دوسرے ساحل پر جا پہونچے۔

باب (۲۶) قتل و گرفتاری

جب مارگریٹ قید خانے سے مفور ہوئی تھی تو اسکی دوسری صبح کو مالی نے پہرے والے کو پکارا اور وہ رستی دکھائی جسکے سہارے سے مارگریٹ چھت پر چڑھی تھی۔

پہرے والے نے یہ بات اور کسی کو نہیں بتلائی اور جا کہ سب کو ٹھہرایاں دیکھیں مگر سب بند پائین۔ وہ مارگریٹ کی کوٹھری میں گیا تو اسکو بھی قفل پایا۔ پھر اسے اچھی طرح دیکھا بھالا اسین بھی کوئی سیخا تک نہ ہٹا ملا۔

پہرے والے نے حسب معمول کل قیدیوں کو ایک جگہ جمع کیا تو اسین مارگریٹ کو نہ پایا اسنے اسکی کوٹھری بھولی مگر کوئی آدمی نہ دیکھا اور ستر آلٹ پلٹ کے دیکھے تو انہیں بھی کسی شخص کو نہ پایا۔ یہ معاملہ دیکھ کر سب حیرت میں رہ گئے اور سب کی عقل غلط ہو گئی پہرے والے نے یہ سب ماجا مسٹر ریشا کو سنایا تو وہ بھی انگشت بندان رہ گئے مسٹر ریشا کو اسکی روپوشی سے بڑی ہی پریشانی ہوئی۔ تمام قید خانہ میں مارگریٹ کی تفتیش ہوئی مگر اسکا کہیں پتہ نہ لگا۔

جن جن عورات کو اسنے نہ لایا تھا انھوں نے کہا کہ ”ہم مارگریٹ کی مفوری کی بابت کچھ نہیں جانتے ہیں“

پہرے والے کو مارگریٹ کی وہ بات یاد آگئی جو اسنے گھوڑوں کی بابت پوچھی تھی سب باتوں سے ٹھیک ٹھیک معلوم ہوتا تھا کہ وہ ضرور بھاگ گئی مسٹر ریشا نے فورا ہی ایک قاصد کے ذریعہ سے مسٹر ریشا کو اس معاملہ کی خبر بھیجی اور مسٹر کا بولڈ کہے پاس بھی ایک پرجوش خط روانہ کیا جس میں اسنے درخواست کی کہ وہ اسکے ٹھیک پتہ سے اطلاع دے نہیں تو اسکے شوہر اور دو ضامنوں کو قیدی کے قید خانہ سے بھاگ جانے کے جرم میں پانچ سال سزا دی جائے گی۔

روپیہ جرمانہ ادا کرنا پڑے گا۔

اس وقوعہ سے ایسوجھ میں اس قدر بھل مچ گئی کہ کبھی پہلے نہ ہوئی تھی اس واقعہ سے ایسوجھ کے قید خانے میں تمام لوگ تماشا دیکھنے آئے لوگوں نے مارگیرٹ کی بابت مختلف افواہیں بھی اڑائیں مارگیرٹ کی اس حرکت ناشایستہ سے اُسکے ہمدردوں کو بڑا ہی رنج ہوا وہ دل ہی دل میں سمجھتے تھے کہ اس حرکت کا نتیجہ بڑی خراب ہو گا جسکی سزا موت ہے۔

مسٹر ریشایری سے ایسوجھ واپس آیا اور قید خانے میں کی مجسٹریٹ بیٹھے بائے اُسنے اپنے دل میں ایک قطعی رائے قائم کر لی اور مجسٹریٹوں سے درخواست کی کہ ہرے والے کو بٹا کر اظہار لیے جائیں۔

چوکیدار کی طلبی ہوئی اور اظہار لیے گئے مگر اُسکے بیانات قابل اطمینان نہ ثابت ہوئے مجسٹریٹوں نے اُسے بخوشی دیکر کے لیے زیر حوالات رکھا اور باہم گفتگو کرنے لگے ان لوگوں نے یہ رائے قائم کی کہ کسی نے چوکیدار کو رشوت دیکر مارگیرٹ کو بھاگنے کا موقع دلایا ہے اور چوکیدار نے یہ سب چال اُٹھ کر پرکی ہے تاکہ کسی کو اسپر شہم نہ ہو۔

وہ پھر بتایا گیا اور اس شبہ پر کہ اُسے مفزور کے بھاگنے میں مدد کی ہے زیر حراست کر دیا گیا۔ اس اثنائ میں بڑی بڑی گہری تحقیقاتیں ہوئیں مگر کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ بعد اُہ حسب ذیل اشتہار تمام اطراف و جوانب میں شہر اور چسپان کیا گیا۔

اشتہار

۲۵۰۰۔ روپیہ انعام

۲۵۔ پارچ کو بخشنے کے دن مارگیرٹ کیچ پول قیدی عورت قید خانہ ایسوجھ سے مفزور ہو گئی ہے یا تو یہ حرکت ہرے والے کی سازش سے ہوئی یا مجرمہ دیوار پر چڑھ کر بھاگ گئی ہے۔ جو شخص مارگیرٹ کیچ پول مسٹر ریشا داروغہ مجلس سے پاس لا کر حاضر کرے گا اسکو ۲۵۰۰۔ روپیہ

انعام دیا جائے گا اور جو کوئی شخص مجرمہ کی بابت کیسی ہی خبر یا اطلاع دے گا اسکو ۱۲۵ روپیہ انعام ملے گا۔ جو شخص مارگیر ٹی سچ پول کو اپنے مکان میں پوشیدہ رکھے گا اسے حسب قانون سزا دی جائے گی۔

حلیہ
قد لیا۔ رنگ سیاہ فام۔ بال چھوٹے چھوٹے۔ آنکھیں کالی کالی۔ پن پھرتیا۔ اسے پاس بستر کی دو چادرین ہیں۔

قید خانہ اسپوچھ

۲۸ مارچ سنہ ۱۹۵۷ء

یہ خبر دور دور تک مشہور ہو گئی کوئی ایسا شخص نہوگا جسے پاس یہ اشتہار موجود نہ ہو۔ لوگوں نے جھوٹی سچی افواہیں بھی اڑائیں مگر کسی سے مطلب برآزی نہیں ہوئی اتفاقاً مسز کابولڈ کے کسی نوکر اور رابنسن کرسو سے ملاقات ہوئی۔ اسے پوچھا۔

راہن۔ تمہیں انعام والا اشتہار تو نہیں ملا۔ مارگیر ٹی کی مفوری سے واقفیت ہوئی یا نہیں؟

راہن نے جواب دیا۔ میں نے اسے ضرور کہیں دیکھا ہے بشرطیکہ نظر کو مغالطہ نہ ہو۔

اسے پوچھا۔ تم نے اسے دیکھا کہاں؟

وہ بولا۔ میں نے لاڈ کو کسی شخص کے ساتھ جاتے دیکھا تھا جو مجھے مارگیر ٹی ہی معلوم ہوتی تھی۔

اس گفتگو کی خبر مسٹر ریشا کو پہونچی وہ خبر سننے ہی مسٹر کابولڈ سے جا کر ملا اور وہاں سے معلوم ہوا کہ مارگیر ٹی اور لاڈ سے بڑی گہری محبت تھی۔ وہ وہاں سے فوراً ہی اوہرج اور اسٹن فری کو گیا وہاں اسے خبر ملی کہ دو شخص آئے تھے مگر اب اسٹن کی جانب چلے گئے ہیں۔ مسٹر ریشا وہاں بھی پہونچا لیکن کوئی سماع نہ ملا آخر کار وہ سڈ ہارن گیا۔ اسے معلوم ہوا کہ دونوں مجرم لاڈ کے بہنوئی مسٹر کسلی کے بیان روپوش ہیں ریشا نے ایک کانسٹیبل

اپنے ساتھ لیا اور اس کے مکان پر پہونچا
کیلی تو موجود نہ تھا ایسے اس نے لاڈ کی بابت سن رکھیلی سے دریافت
کیا تو اس نے کہا۔

واہ۔ مجھ سے اور مسٹر لاڈ سے کیا مطلب۔ میرے یہاں وہ نہیں ہے
اس جواب پر اسے قید کی دھمکی دی گئی جس پر اس نے اقبال کر دیا کہ مارگیرٹ
اور لاڈ دونوں ساحل پر ہیں اور کشتی آنے کا انتظار کر رہے ہیں۔ اس نے
یہ بھی کہہ دیا کہ مارگیرٹ میرے مکان میں ایک سو ہی روز رہی اور جوں ہی اس نے
اپنی گرفتاری اور انعام کی خبر سنی وہ وہاں سے مسٹر کیلی کے ساتھ بھٹیر میں
چرانے چل کھڑی ہوئی۔

کانسٹبل اور ریشا دونوں چراگاہ کی طرف روانہ ہوئے مگر راستہ میں
انہیں مسٹر کیلی مل گیا جس کے ساتھ کوئی دوسرا شخص نہ تھا۔
مسٹر ریشا نے کانسٹبل سے کہا کہ اس شخص کو گرفتار کر لو۔
کانسٹبل نے اسے پکڑنے کے لیے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ وہ بولا
مہوارنٹ دکھاؤ۔ میں بغیر وارنٹ کے تمہارے ساتھ ہرگز نہیں جاسکتا۔
وہ یہ جواب دیکر بڑا ہی غضبناک ہوا اور چاہتا ہی تھا کہ اپنے بہادر اور
خونخوار کتوں کو دونوں پر حملہ آور ہونے کا اشارہ کر دے مگر کتے اور طرف
چل پڑے اس نے انہیں سنٹی بجا کر بلایا اور وہ دوڑ کر ساحل کے کنارے آ پہونچے
یہاں ایک کشتی لگی تھی جس میں سے ایڈورڈ میری اتر کر آیا تھا۔ میری نے ریشا
سے کچھ باتیں کی اور ریشا نے اس سے اپنے مرحلے میں امداد کی درخواست
کی میری ایک نمیدہ شخص تھا ایسے اس نے ریشا کی بات نہ ٹالی اور بولا۔
”مستی المقدور میں ہر طرح کی امداد کرنے کے لیے تیار ہوں۔“

تینوں کشتی پر سوار ہوئے اور چلتے چلتے دوسرے ساحل کے قریب
پہونچے ہی تھے کہ مارگیرٹ اور لاڈ دونوں کو کشتی کے انتظار میں کھڑا پایا
دونوں کو ذرا بھی خیال نہ تھا کہ کیا شدنی ہے مارگیرٹ نے کانسٹبل
کی آواز پہچان لی تھی اس نے اسکو باتیں کرتے ہوئے دیکھا تو منہ پیچھا کر

سمندر میں کود پڑی۔ لیکن لاڈ نے فوراً ہی ہاتھ پکڑ کر نکال لیا۔
مارگیرٹ بالکل نیم جان ہو رہی تھی اُسے مطلق ہوش نہ تھا طاقت گویائی
بالکل زائل ہو گئی تھی۔

لاڈ اپنے ہاتھ میں پستول لیے ہوئے اسکے پاس کھڑا ہوتا کہ مارگیرٹ
کے پاس کوئی دوسرا شخص نہ آ سکے۔ مسٹر ریشا اور کانسٹیبل وغیرہ
اسکے پاس جانے لگے تو لاڈ ڈانٹ کر بولا

”آپ لوگوں کو ہمے کچھ مطلب نہیں۔ خبردار جو یہاں آئے۔

مسٹر ریشا نے کہا ”اگر تم مارگیرٹ کیجے بول کو نہ دو گے تو اچھپا نہ ہوگا
سیدھی طرح سے دید و بین اسکو حراست میں رکھوں گا۔

لاڈ نے جواب دیا۔ مسٹر ریشا۔ میرے پاس اگر کوئی بھی شخص آیا تو اُسے
جام اجل پلا کر سوئے عدم راہی کر دینا گا۔“

ایڈورڈ بری لاڈ کی بات چیت سن کر نہایت ہی گھبرایا وہ تو چاہتا تھا
کہ کسی نہ کسی طرح لاڈ کی جان بچ جائے مگر لاڈ اور ہی قسم کی باتیں کر رہا تھا
خیر وہ نہ آگے بڑھا اور لاڈ نے یوں مخاطب ہوا کہ

ولیم لاڈ۔ میں تم سے مودبانہ درخواست کرتا ہوں کہ تم مارگیرٹ کیجے بول کو
ہمارے حوالے کر دو وہ قید خانے سے بھاگ آئی ہے میں تم سے وعدہ کرتا ہوں
کہ تمھارا ایک بال بھی بیکا نہ ہوگا ایک آدھ کے خون کرنے سے کوئی فائدہ نہیں
ہمیں اُسے لیجانا ہے اُسے ہمارے حوالے کر دینا ہی تمھارے حق میں بہتر ہوگا
لاڈ نے ایڈورڈ بری پستول کا وار کر دیا مگر خیر ہوئی کہ نشانہ خطا نہ لگتا

بری نے بھی اُسکے ہاتھ پر گولی چلائی تو لاڈ گر پڑا اور اُسکی روح نفس غصہ
سے پرواز کر گئی۔ لاڈ کی لاش اور مارگیرٹ دونوں کشتی میں لٹا دیے گئے
اتنا سا ساہ میں مارگیرٹ کو کچھ ہوش آیا اُسے ادھر ادھر سر اٹھا کر دیکھا
تو لاڈ کی لاش چری ہوئی نظر آئی۔

جسکو دیکھتے ہی وہ پھر ہوش ہو گئی اور اب اسکو دنیا و عقبی کا کچھ خیال

نہ رہا۔

مارگریٹ اور لاڈکی لاش دونوں ارفورڈ کے بندرگاہ پہنچائی گئی وہاں جہازران مارگریٹ کی حالت زار دیکھ کر گھبرا اٹھے مگر مارگریٹ کو پھر ہوش آیا اور وہ نہایت ہی ہلک ہلک کر رونے اور ماتم کرنے لگی اتفاق سے جہان مارگریٹ بیٹی ہوئی تھی وہاں ایڈورڈیری کا گزند نہ ہو گیا وہ گرسی پر جاٹھا اور یون مارگریٹ سے بائین شروع ہوئیں۔

مارگریٹ نے کہا۔

”کیون ایڈورڈ۔ تم نے تو کہا تھا کہ لاڈکی جان بچ جائیگی مگر تمہیں نے اُسے ہزار اجل کیا۔ اسکی وجہ؟“

ایڈورڈیری۔ ”اُسے میرے اوپر پستول چلا کر بیشکدی کی مگر اتفاق سے نشانہ خطا کر گیا میں نے اُسکے جواب میں صرف اُسکا ہاتھ بیکار کرنے کے لیے پستول چلائی مگر کیا کروں کہ نشانہ بھر پور بیٹھ گیا۔“

مارگریٹ طعن آمیز الفاظ میں کہنے لگی

واقعی تم نے نہایت ہی عمدہ کام کیا۔ اب تو تمہارا نام زندہ جاوید ہو گیا اور بہادر ی مین بھی شہرت ہو گئی۔ تم نے ایک بیگناہ شخص کو قتل کیا اور غریب بیکس عورت کو گرفتار کر کے تم خوش ہو گئے۔ اب کیا ہی مزے سے انعام لو بھی وہ خوب نام پیدا کیا میں نے ایسا بہادر شخص کبھی دیکھا ہی نہ تھا ایڈورڈیری۔ ”میرے اوپر آوازہ کیوں کستی ہو میں تو اپنا فرض منصبی ادا کیا تھا۔ یقیناً جو کہ لاڈکی موت کا بوجھ مجھے تم سے زیادہ ہی ہے۔“

مارگریٹ اس بات پر زار زار رونے لگی اور مارے بے رحم کے اپنا سر ہلک دیا۔

وہاں سے مارگریٹ ایسوجھ بھیجی گئی اور داروغہ نے اُسے حوالات میں غزنہ کر دیا۔ لاکھ پرسش ہوئی مگر اُسے لوگوں سے اپنے بھاگنے کی ترکیب بتانا بھی نہ بتائی۔

چوکیدار رہائی پا گیا اور وہ اپنا معمولی کام پھر انجام دینے لگا۔

مارگریٹ کو قید تنہائی نصیب ہوئی اُسکے پاس کوئی بھی نہ جانے پاتا تھا اور

وہ رات دن گریہ و زاری کر کے اپنی بھوٹی قسمت کو روپا کرتی تھی۔

باب (۲۷)

سزلے جلا وطنی کی بھالی

جب مارگریٹ قید خانے میں وارد ہوئی اور وہیں نظر بند کی گئی تو مسٹر ریشا کی درخواست پر کئی مجسٹریٹ اسکے اظہارِ رائے کے لیے آئے انھوں نے مارگریٹ کو تخلیقہ میں بلایا جان پہلے تو مسٹر ریشا اور کانسٹیبل کے بیانات ہوئے پھر ایک مجسٹریٹ نے مارگریٹ کو کل مقدمہ کی روداد اور اسکے عبرت انگیز نتائج سنائیے مارگریٹ نے جو اپنے جرم کی سزا سنی تو بڑی ہی بخیر ہوئی اور مجسٹریٹوں سے بولی کہ اگر مجھے ذرا بھی معلوم ہوتا کہ میرے اس خفیف جرم کی سزا موت ہو گئی تو میں ہرگز اس جرم کی مذکب نہ ہوتی۔

ایک مجسٹریٹ اُس سے یوں مخاطب ہوا،
”اُس بات سے تو نکلو ضرور آگاہی ہے کہ تم نے مسٹر ریشا کے دل سے اپنا اعتبار اٹھا دیا اگر اس وقت تم گرفتار نہ ہوتیں تو مسٹر ریشا کو ۲۵۰۰ روپیہ ضمانت کے اگلا بڑا مارگریٹ نے جواب دیا۔ ”مجھے یہ بات معلوم نہ تھی کہ میری مفردی میرے مالک اور مالک کے حق میں زہر ہو جائیگی۔ وہ دونوں ہمیشہ مہربان رہے اور کبھی انھوں نے مجھے اس جرم کی سزا سے آگاہ ہی نہ کی اور نہ کچھ تنبیہ فرمائی۔“

مجسٹریٹ بولا۔ ”اس خیال میں نہ رہنا کہ تم نے ایک بیگناہ آدمی کی گردن پھینا دی ہے۔“
وہ نے کوہم لوگوں نے محض شہرہ پر گرفتار کر لیا تھا کیونکہ لوگ کہتے تھے کہ مارگریٹ سے تنہا یہ کام ہرگز نہیں ہو سکتا تھا۔

مارگریٹ نے کہا ”بیشک۔ میں یہ کام اپنی ہی مرضی پر اکیلے نہ کرتی جس شخص کی مرضی و مدد سے یہ جرم سر نہ ہوا ہے اسکا تو دنیا ہی میں تہہ نہیں۔ اگر آج وہ زندہ ہوتا تو شاید میں یہ کام کرنے کے لیے ایک مرتبہ اور کو شمش کش کرتی۔ ہمت کبھی نہ ہارتی۔“

محشریٹ نے اُسکی بات کاٹ کر کہا۔ "دراستحیدرگی سے بات چیت کرو، زبان سنبھالو مارگیر میٹ بولی میں آپ لوگوں کی ہتک عزت نہیں کرتی اور نہ مجھ میں گستاخی کرنے کی طاقت ہے۔ میں اپنی کمزوری پر خود ہی خجل و نادم ہوں یہ تو آپ لوگوں کی مہربانی ہے کہ مجھے قانون کی ماہیت اور جرم کی آئندہ سزا سے آگاہ کر دیا۔ مگر میں آنا پوچھنا چاہتی ہوں کہ ایسے خفیف جرم کی اس قدر سخت سزا کس قانون کی رو سے ہے۔"

محشریٹ بولا۔ "اور تم جو سوال کرنا چاہتی ہو کرو مگر اپنے جرم کی سزا پر برا بگھنے نہ کیونکہ یہاں کچھ عدالت تو ہے نہیں۔ ہولوگ تو ملک کی خوشحالی اور سرسبزی کے لیے یہ کام کرتے ہیں۔"

یہ بات قابلِ غور ہے کہ ہم لوگوں کو یہ عہدہ ملا ہے کہ ہم قیدیوں کو جج کے سامنے پیش کریں۔ مایگیر میٹ اسنو۔ بادشاہ جہان پناہ نے محض رحم کھا کر تھاری پالی سزا سے جلا وطنی کی کمی کر دی تھی۔ اب تم سے یہ جرم سرزد ہوا ہے جسکی قانونی سزا گوشِ ہوش سے سنو یعنی

"جو شخص قید خانے کی دیوار توڑ کر نکل جائے اور داروغہ محبس کے حکم کی تعمیل کرے اسے فود آگولی مار دی جائیگی اور جو شخص سزائے موت سے بے پروا قید خانے سے مفرد ہو کر پھر پکڑا جائے گا اسکو نہایت بیدردی سے پھانسی دی جائیگی اگر قید خانے کا دروازہ کھلا ہوا اور قیدی بھاگ نکلے تو یہ اسکا جرم نہ قرار دیا جائیگا بلکہ اسکا مجرم داروغہ محبس ہوگا۔"

اے مایگیر میٹ۔ گو تم بالفعل اس سزا کو نامناسب اور بے انصاف نہ سمجھتی ہو مگر قانون کا فشار بعد میں سمجھو گی۔

اگر کوئی قید خانے سے بھاگ جائے اور اسکو سزا نہ ملے تو نتیجہ بھی ہوگا کہ اور قیدی بھی فرار ہونے کی کوشش و جرات کریں گے۔

مجھے تمھارے مقدمہ پر محنت پہنچ ہے میں مجبور ہوں کیونکہ مجرم تو ضرور سزا پائے ہی گا اور ہولوگوں کا یہی فرض ہے کہ تعین عدالت میں پیشی کے وقت حاضر کریں۔

آج سے داروغہ چلنا نہ کے بھی کان کھڑے ہو جائیں گے اور وہ اس بات کی اور بھی خبر داری رکھے گا کہ کہیں بھاگنے نہ پائے۔

مارگیریت نے مجسٹریٹ کا برا شکریہ ادا کیا اسے اپنے کردار پر بڑا ایشیاں اور بخیرہ ہونا پڑا وہ اپنی عدم واقفیت اور کتاب جرم کی نادانستہ غلطی کی معافی کی درخواست کرنے لگی مجسٹریٹوں کے باہمی گفتگو سے آخرین میں یہی طے پایا کہ مارگیریت پیشی کے لیے بھیجی جائے مسٹر گلسن مجسٹریٹ اسکی حاضر جوابی و مکملہ فہمی کا بہت ہی معرفت اور چرب زبان پرانہ تحیر ہوا۔

ناظرین! آپ سمجھ سکتے ہیں کہ مارگیریت کیون قید خانہ سے بھاگ آئی اور دوسری مرتبہ کیسلے قانون میں گرفتار ہوئی۔

اس حرکت کا حرک و بان مبینی شخص ولیم لاڈ تھا جسکے پھسلانے اور عشق میں گرفتار ہونے سے مارگیریت ان جرائم کی ترکیب ہوئی اور جب وہ مر گیا تو اسکے ساتھ مارگیریت کی محبت و الفت کا بھی خاتمہ ہو گیا۔

اب اسے یہ دل میں خیال جم گیا کہ بے میرا کوئی عاشق اور محبت کرنے والا ہی نہیں اور نہ کوئی مجھ سے راز و نیاز کی باتیں کرنے والا باقی ہے۔ شاید اسے اس جرم کے سرزد ہونے سے دورست و احباب اس سے ایک مرتبہ اور برگشتہ ہو جائے مگر نہیں اٹھوں نے اپنی نظر جرم برقرار رکھی۔ ان رحم دل احباب میں سے اسکی مالکہ بڑی ہی فیاض و دریا دل ثابت ہوئی جیون ہی مارگیریت کی دوبارہ گرفتاری کی خبر ہو گئی وہ اسکے حشر انگیز نتائج پر خیال کر کے نہایت ہی پریشان ہونے لگی اسنے مارگیریت سے ملنے کی درخواست مجسٹریٹ کی خدمت میں پیش کی جو فوراً ہی منظور ہو گئی اور مجسٹریٹ نے اسکو حسب ذیل جواب لکھا۔

رڈ ماؤس

۱۰۔ می سنٹلہ

مکرمہ معظمہ

آپ نے مارگیریت کی ملاقات کے لیے جو درخواست ارسال کی ہے وہ بخوشی منظور کی جاتی ہے میں مسٹر ریشا داروغہ مجسٹریٹ کے نام بھی ایک چٹھی لکھ کر آپ

بھیجتا ہوں اسے آپ سٹرپٹا کو دیدین اور بے تکلف مارگیریت سے ملاقات کریں۔ واقعی مارگیریت نہایت سبک الطبع و فہمیدہ اور مستقل مزاج عورت ہے پھرتی اور چالاک اسکی فطرت میں داخل ہے اسنے جو کچھ کیا اس سے ملکی قوانین کی خلاف ورزی نہیں ہوئی آپ کا جانا شاید مارگیریت کے حق میں مفید اور کارآمد ثابت ہو

آپ کا وفادار

ملیس رڈگار

مسٹر کا بولڈ قید خانے میں پہنچی اور مارگیریت دلی کوٹھری میں چلی گئی۔ مارگیریت دیکھتے ہی اٹھ مچھی اور اسکو نہایت تعظیم سے بٹھایا۔ اسکی آنکھوں سے زار زار آنسو بہنے لگے اسنے اسقدر گریہ و زاری کی کہ قریب قریب نیم جان ہو گئی۔

داروغہ محبس نے مسٹر کا بولڈ کے لیے ایک کرسی بچھا دی اور فوراً ہی لوٹ گیا پہلے تو دونوں میں گفتگو نہ چھری مگر بعدہ مارگیریت گہری سانس لے لے کر یوں مخاطب ہوئی۔ آہ میں کسی لائق نہ رہی۔ زمین اور آسمان میں ہمیں میرا ٹھکانا نہیں رہا مجھے اپنی صورت نہیں دکھانی جاتی ہے آپ نے میرے حال پر نہایت کرم فرمائی گی جو اپنے دیدار فرحت آتار سے میرے دل و دماغ کو طراوت و نازکی بخشی۔ میں اول دجے کی بد قسمت ہوں جو تقدیر دکھائے گی وہ دیکھوں گی۔ قسمت سے بس ہی کیا ہے؟

وہ بولی۔ مارگیریت۔ خدا پر جو وسار کو میں غور و تحقیق تسلی نشفی دینے اور تمھاری طرف سے پیروی کرنے کے لیے آئی ہوں مگر تم اور ہی قسم کی باتیں کرتی اور اپنی قسمت کو فضول الزام لگاتی ہو تم عقلمند ہو اور اچھی طرح جانتی ہو کہ اگر اس جرم کی ترکیب نہ ہو تو میں تحقیق سے زندگی ہی نہ بسر کرتیں۔

مارگیریت نے بچھا۔ بھلا اگر آپ کو ایسا سابقہ پڑا ہوتا تو آپ کیا کرتیں؟ اسنے جواب دیا۔ کرتی تو ایسا ہی جیسا تمنے کیا مگر تم مجھے دوست سمجھ کر اپنا خونخوار بنائیں اور بتا دیتیں کہ لاڈ قید خانہ میں ہے تو یہ طوفان نہ پڑتا۔

مارگیرٹ بولی۔ مجھے یہ خوف تھا کہ کمین آپ مجھے لاڈ سے ترک ملاقات کرنے کی ترغیب نہ دے بیٹھیں۔

مسٹر کا بولنے کا کہا۔ تو یہ کرو۔ تم اپنی ہی ہٹ پر قائم رہیں اور اسی وجہ سے بیچاے لاڈ کی جان بھی گئی۔ سنو مارگیرٹ اگر تم کو مجھ پر اعتبار ہو تا تو میں یہ یہ دیکھتا ہوں کہ کوئی کسے نہ چھوڑتی اور تمھاری رہائی پر دونوں کی شادی کر دیتی مارگیرٹ اور مسٹر کا بولنے سے بڑی دیر تک یوں ہی بات چیت ہوتی رہی اس کے بعد مسٹر کا بولنے میں سے تک برابر آتی جاتی رہی اسکو اچھی طرح معلوم ہو گیا کہ مارگیرٹ اپنا وقت بہت ہی اچھی طرح بسر کرتی ہے اور اس کے چال چلن میں ایک نمایاں تبدیلی واقع ہو گئی ہے۔

مارگیرٹ سیری جانے والی تھی اس کے ایک روز پہلے اسکی مالکہ نے مارگیرٹ کو ایک نہایت طویل نصیحت آمیز خط لکھ بھیجا مارگیرٹ نے خط پڑھا تو اس کے دل پر بڑا ہی اثر ہوا اور اسکی نصیحتوں پر کاربند ہونے کی قسم کھائی۔

وہ ۲۵ اگست کو سیری روانہ ہوئی اور تیسری تاریخ کو عدالت میں لائی گئی عدالت میں سب لوگ اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے اور مارگیرٹ کیچ پول کہتے میں ٹھہری کی گئی اسوقت اسکی پوشاک بالکل سادی تھی۔

نہ تو وہ ان ولیم لاڈ تھا نہ اسکا باپ بھائی وہ دیکھتی تو کسی جاننے والے سے اپنے سر جھکا لیا اور خاموش کھڑی رہی۔

جج نے اسکی طرف نظر اٹھا کر دیکھا اسٹاف نہ دائر ہوا اور کلرک مارگیرٹ سے یوں مخاطب ہوا۔

”تم اقبال جرم کرتی ہو یا نہیں“

مارگیرٹ نے سر اٹھایا اور جج کی طرف دیکھ کر بولی۔

”میں اقبال جرم کرتی ہوں“

اس کے کہنے پر عدالت میں خاموشی چھا گئی اور جج اس سے یوں مخاطب ہوا۔

”میں تمھیں اس طرز سے مخاطب نہ کروں گا جس طریقہ سے پیشتر مخاطب کیا تھا“

کیونکہ میں تمھاری حرکات سے واقف ہو گیا ہوں
اس مرتبہ میں نے تمھاری گمنی کا خیال کر کے پیر جرم کھایا تھا مگر تم جتنی چھوٹی
ہو اتنی ہی کھوٹی لگی ہو۔ تم نے مجھ کو بڑا ہی دھوکا دیا ایسے میں تمہیں اپنا بھی
مارا ستیوں سمجھتا ہوں۔ تمھاری صحبت سے لوگوں پر نہایت خراب اثر پڑے گا
تم وہ عورت ہو جسے ایک مرتبہ محض ترحم کی وجہ سے چھٹکارا پا کر جرم کا ارتکاب
کیا اور اپنی بدچلنی سے دوسروں کے لیے ایک اعلیٰ نظیر قائم کی۔

اب تمھارے جرموں کی ہی سزا ہے کہ تم دنیا میں نہ رہو کیونکہ تم زندہ رہتے
کے لائق نہیں تمھاری وجہ سے ایک شخص کی جان گئی اور ڈوبے کہ تم اور وہ
کی جان کی بھی گاہک نہ ہو پھر ہوئی نہیں تو قید خانے کا بیگناہ پہرہ دار بھی لکھنؤ
اور اسے سزا بھگتنا پڑ جاتی۔ سسر ریشا کو بھی تمھاری ہی وجہ سے جرمانہ ہوتا مگر وہ
تقدیر سے بچ گیا۔ اب تمہیں بتاؤ کہ تم کو کیوں نہ سزا دی جائے۔ جو کچھ کہنا ہو جلد کہو
مارگریٹ نے بڑی ہوشیاری اور متانت سے یوں کہنا شروع کیا۔

مائی لارڈ شپ۔ جے پہلے ہی امید تھی کہ حضور مجھے اس جرم کے لیے سخت
لعنت ملاست کریں گے مگر اب جانتی تھی کہ مجھے سختی ضرور ہوگی مگر اتنی نہیں کہ میں بالکل
جان سے ماری جاؤں۔

گو میں، ایک خوفناک مجرم ہوں تاہم میں نہایت ادب سے عرض کر دیتی کہ
شاید حضور ہی غلطی پر نہ ہوں۔ میں نے قانون ملکی کے خلاف دو جرم کیسے ہیں
ایک تو میں نے اپنے جرم کو جرم نہیں خیال کیا دوسرے یہ کہ میں یہ نہ سمجھتی تھی
کہ ایسے خفیف جرم کی اس قدر سنگین سزا ہوگی۔

خدا حاضر و ناظر ہے میں عدالت میں کھڑی ہو کر کہتی ہوں کہ حضور کا خیال
بالکل بے بنیاد ہے کیونکہ میں ایک زخم خوردہ و ستم رسیدہ مجرم ہوں۔ میں نے
جو کوئی فعل کیا وہ سچی محبت کے جوش میں۔ میں جس شخص کے واسطے
عمر بھر زندگی کو زندگی نہ سمجھی ہزاروں طرح کی تکلیفیں برداشت کیں مصیبتیں
جھیلیں اُسی کی تحریک سے اس قسم کی جرأت ہوئی مگر اس گناہ بے لذت
کی بجائے پہلے ہی سزا مل گئی یعنی ولیم لاؤ دنیا ہے اٹھ کر چھوڑ دو اور جکڑ چکے

اب مجھے کچھ غم نہیں چاہے جان رہے یا جائے۔ میں نے رشتہ الفت و وفا
نہا ہ دیا اور نظیر قائم کر دی کہ کبھی محبت ایسی ہوتی ہے یہ
مارگیر مٹ یوں ہی بڑی شیریں زبانی سے اظہار دیتی رہی۔ اُسے عدالت
سے رحم کی درخواست کر کے اپنی بیگناہی ثابت کی اور سامعین اُسکی سحر بانی
کے قایل ہو رہے تھے لیکن جج نے جلا وطنی کی سزا بدستور حال رکھی اور تحفیف
سزا کا کوئی پہلو نہ پایا۔

باب (۲۸)

جلا وطنی

مارگیر مٹ اپسوجھ میں نہایت دل شکستہ ہوئی اُسکی محبت ٹوٹ گئی۔ جو صلہ است
ہو گئے اگر اُسکی سزا موت میں تحفیف سے جلا وطنی کی سزا نہ ہوتی تو نہ جانے
اُسکی جان پر کیا گذر جاتی۔ جب وہ قید خانہ میں پہنچ گئی تو اُسے اپنی مالکہ
کو حسب ذیل خط لکھا۔

از قید خانہ اپسوجھ

۹۔ اگست سن ۱۹۰۷ء

مخدومہ کرمہ معظمہ

میں سیری سے واپس آ گئی۔ مجھے سخت رنج ہے کہ محبت زندگی نے میرا
پہنچا اب تک نہ چھوڑا۔ مجھے تو اب اپنے ملک اور اپنے دوست و احباب سب سے
جدائی نصیب ہو گئی اور اب حالت غلامی اختیار ہونے والی ہے مجھے تو
اصل موت سے نہایت ہی خراب زندگی کا مقابلہ کرنا پڑ گیا اگر میں آپ کو
نہ بھی دیکھ سکی تو عمر میرا دہی رہے گی۔

جج نے مجھے ایک سنگدل مجرم قرار دیا اور کہا کہ میری زندگی ہمیشہ کے لیے
خدوش ہے اگر یہ بات سچی تو اُسے سزا موت کیوں نہ دی۔

آپ کے بغیر میری حالت نہایت اتر ہو رہی ہے اگر ہو سکے تو جلد آ کر مجھے

سرفراز فرمایئے آپ میری خطاؤں کی چشم پوشی فرمائیں آپ کی خدمت میں رہنا تو میرے لیے بہتر ہے مگر ایک غیر ملک میں کسی کا غلام ہونا موت سے بھی بدتر ہوگا۔ آپ کا خاندان پھولے پھلے اور زیادہ کیا عرض کروں۔

تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہون دن پچاس ہزار

آپ کی خادم

مارگریٹ کچھ پول

ایک روز لارڈ چیف بیرن قید خانہ اسپتال کے معائنہ کرنے آیا۔ چونکہ کیدار اس سے واقف نہ تھا اس نے کہا کہ میں مجلس کا معائنہ کرنے آیا ہوں اور خاص کر وہ موقع دیکھوں گا جہاں سے مارگریٹ فرار ہوئی تھی اس نے چونکہ کیدار سے پوچھا کہ جب مارگریٹ فرار ہوئی تو تم کیا کر رہے تھے؟

چونکہ کیدار نے جواب دیا۔ ”میں پہرہ پر موجود تھا۔“
لارڈ نے کہا۔ ”اگر مقدمہ میرے ہاتھ میں ہوتا تو تھیں کو عدالت میں بلا کر اچھی طرح خبر لیتا،“

پہرے دار بولا۔ ”مجھے نہایت مسرت ہوئی کہ آپ فیصلہ کنندہ نہ تھے ورنہ میری تو مٹی ہی خراب ہو جاتی۔“

لارڈ چیف بیرن نے ابھی تک اسے نہ بتایا کہ میں کون ہوں،
پہرے دار نے اسے وہ مقام دکھا دیا جہاں سے مارگریٹ فرار ہوئی تھی اور شیشی وغیرہ لٹا کر بتا دیا کہ اس طرح وہ بھاگتی ہے۔
لارڈ چیف بیرن نے جب اچھی طرح معائنہ کر لیا تو بولا۔

”آف اوہ غضب کی عورت تھی جس نے اس طریقے سے تم کو دھوکا دیا
چونکہ مارلوگ کہتے ہیں کہ حاکم عدالت بہت ناراض تھا اس نے مارگریٹ کو حقارت کی نظر سے دیکھا اور بڑی ہی لعنت و لعنت کے ساتھ گفتگو کی۔
معائنہ کنندہ۔ ایسا ہی ہوگا۔ مگر میرے خیال میں تو ج مارگریٹ سے ناراض نہیں تھا اچھا اب یہ بتاؤ کہ مارگریٹ اپنی کوٹھری میں ہے یا نہیں؟“

ہرے دارے وہ اپنی کوٹھری میں موجود ہے
معائنہ کنندہ۔ مسٹر ریشا سے کہہ دو کہ میں کل کوٹھریوں کا معائنہ کرنا چاہتا ہوں
ہرے دارے مسٹر ریشا تو نہیں ہیں کہیں گئے ہوئے ہیں۔ مسٹر ریشا البتہ موجود
ہیں۔ کیسے تو میں آپ کو کوٹھریوں کا معائنہ کرا دوں۔

لارڈ چیف بیرن ہرے دارے کے ساتھ ساتھ مسٹر ریشا سے ملنے گیا اسی وقت
داروغہ بھی قیدیوں کی دیکھ بھال کر کے آیا تھا۔ داروغہ نے لارڈ چیف بیرن کا
کارڈ اسے دکھایا اور بتا دیا کہ وہ شخص کون ہے۔

لارڈ مسٹر ریشا سے بولا۔ میں قید خانے کا معائنہ کرنے آیا ہوں میں نے وہ
مقام دیکھ لیا جہاں سے مارگریٹ کیچ پول بھاگی تھی۔ ”داروغہ سے مخاطب
ہو کر،“

اگر آپ قیدیوں کی دیکھ بھال کے لیے جاتے ہیں تو میں جی آپ کے ساتھ
چلوں گا مگر آپ مجھ سے بیگانہ دار ہیں تاکہ مارگریٹ مجھے پہچانے نہ پائے۔
داروغہ نے کہا۔ بہت اچھا۔ مارگریٹ عورت تو بڑی خچیل اور چلتی پڑھ
گم جب سے وہ بیری سے آئی تب سے اسکا دل نہایت ہی
پڑمردہ رہتا ہے

لارڈ بولا۔ کیوں کچھ سبب ؟

داروغہ نے جواب دیا۔ سزا جلا وطنی کی وجہ سے

لارڈ۔ تو کیا وہ جلا وطنی پر سزا کو ترجیح دیتی ہے۔

داروغہ۔ اگر وہ آپ کو نہ پہچانے وہ آپ جس سے ذات پرست کریں تو آپ کو
معلوم ہو جائے گا۔

لارڈ جب میں اس سے باتوں ہی کا نہیں تو وہ کس طرح پہچان سکے گی
مارگریٹ لارڈ کو داروغہ کا بھائی اور کوئی دوست ہی سمجھتی تھی پس جب
داروغہ کوٹھری میں گیا اور کرسی پر بیٹھ کر مارگریٹ سے مخاطب ہوا تو ان
کے منہ کو ہلکا کر دیا۔

داروغہ مارگریٹ کو جب پہلے تھیں سزا ہوئی تھی تب تھا کہ چہرے

کارنگ و روغن اور ہی تھا ابکی مرتبہ کچھ اور ہی رنگت ہے۔
مارگیریت (غمگین بچے میں) میں تو بڑی ہی پریشان ہوں جلا وطنی کی سزا سے
اگر موت کی سزا ہوئی تو میرا یہ حال نہ ہوتا اور دنیاوی تفکرات سے رہائی پا کر ہمیشہ

کے لیے جلا وطن ہو جاتی اور پھر اس دنیا کی صورت نہ دیکھتی
داروغہ۔ خدا خدا کرو۔ تجھ اے حال پر تو رحم کر کے جلا وطنی کی سزا دی گئی ہے
مارگیریت۔ بچہ پر رحم کیا گیا ہے یا ظلم۔ کیا کسی شخص کو تنہا زندگی بسر کرنے
تنہائی میں رہنے اور اغوا و قربا کے سامنے نہ مرنے دینا رحم کی بات ہے ہرگز ہرگز
نہیں۔ بچے نے مجھ بالکل رحم نہیں کیا بلکہ میرا گلا حلال کر ڈالا۔ اگر آج مجھے
وہ بچا لسی کی سزا دیتا تو میں سچ کہتی ہوں کہ اس قدر پریشانی نہ ہوتی۔
بچے سے نہایت ہی برا لکھتے تھا اسکو میری آواز نہ معلوم ہوتی تھی۔ اسی
بغض کو دل میں جگہ دیکر اسنے اس قدر رنگین سزا دے ڈالی۔ کیوں صاحب کیا
رحم اسی کو کہتے ہیں۔

داروغہ۔ تم حج کے انصاف اور فیصلہ پر نکتہ چینی کرتی ہو کچھ دنیا و دین کا بھی
خیال یا خوف نہیں جو کچھ فیصلہ کیا گیا وہ تمھاری بھلائی کے خیال ہی سے تھا
نہ کہ جبرائی کے خیال سے۔ تم ہو کہاں ذرا سوچو تو جو کچھ ہوا وہ خدا کی مرضی سے
ہوا۔ ہلوگوں کا کچھ دخل نہیں۔

مارگیریت۔ خدا کی مرضی سے کیا ہوا جو کچھ ہوا محض انسان کی مرضی سے ہوا
داروغہ۔ مجھے تمھاری گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ تم کا فر ہو لیکن خدا چاہتا
ہے تم اور زندہ رہو اور یہ بات تو تمھاری بہتری سے خالی نہیں اسے کچھ
سوچ سمجھ کر ہی یہ کیا ہوگا۔

میں نے سنا ہے کہ جو جلا وطن لوگ اپنے چال چلن کو درست کر کے
سلیم الطبع ہو جاتے ہیں انھیں طوق غلامی نہیں پہننا پڑتا بلکہ وہ اچھے لوگوں
کی صحبت میں رہنے سے فرشتہ خصلت ہو جاتے ہیں۔

مارگیریت۔ شاید اور لوگ اسے رعایت سمجھیں مگر میں تو اپنی موجودہ
حالت پر نظر ڈالے رہتی ہوں مجھے اچھی طرح یقین ہے کہ حج کی آنکھوں میں

حکم سناتے وقت ذرا سا بھی رحم کا لگاؤ نہ تھا۔
 مارگریٹ اور داروغہ سے اسی طرح بڑی دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ بعد
 محوڑی دیر میں مارگریٹ زار زار رونے لگی اور اُسے اس بات کی خبر تک نہ ملی
 کہ دوسرا شخص لارڈ چیٹ بیرن تھا۔

لارڈ نے قریب قریب کل کو ٹھہرون کا معائنہ کر لیا اور جب وہ چلنے لگا تو اسے
 پہرہ والے کو اپنا نام بتا دیا اور کہا کہ جب مسٹر ریشا ولس آئیں ان سے کہہ دے
 کہ معائنہ کنندہ اسکی خوش اسلوبی سے فرائن انجام دہی پر بڑی خوش ہوا
 اور وہ اس بات کی یادداشت اور سائیکلٹ بھی لکھ کر بھیجے گا۔ اُسے
 پہرہ دار کو کچھ انعام بھی دیا اور مکان کو روانہ ہو گیا۔ اب مارگریٹ کی جلا وطنی
 کا وقت قریب پہونچا قید خانے میں اُسے بڑی بڑی اعلیٰ بائین اور صنعتیں سکھائی گئیں
 اسکی مالکہ نے بھی اسے لیے کچھ شغل مہیا کر دیا تھا۔

اُسے مسٹر کا بولڈ کو ایک خط لکھا خط لکھتے وقت اسکی گریہ وزاری کی جو حالت
 تھی وہ قلم سے نہیں لکھی جاسکتی۔

۲۶۔ کئی روز سہ نسبہ کی مسٹر کا بولڈ نے مارگریٹ کچھ پول کو اپنے آخری بد
 سے محفوظ کیا۔ اور جب وہ دہان پہونچی تو اُسے مارگریٹ کو اسی صندوق
 پر بیٹھا پایا جو اسے مارگریٹ کے لیے بھیجا تھا
 مارگریٹ کی آنکھیں روتے روتے سوچ گئی تھیں وہ اپنی محرومی سے ملنے کو
 اٹھی تو اسے قدم کہیں کے کہیں پڑتے تھے محرومی نے اُسے کلیجہ سے لگا کر بٹھالیا
 اور خود بھی بیٹھ گئی۔ مارگریٹ نے عرض کی۔

مخدومہ والا تیار، میرا وقت اب نزدیک آپہونچا میری چھاتی پھٹی جاتی
 ہے کیا کروں۔ میں تو جیسے جی مر گئی۔ آہ۔ یہ سزا تو موت سے بھی بدتر ہے۔
 مخدومہ بولی۔ ایسا نہ کہو۔ میری نصیحت آمیز باتوں کا خیال کرو اور یاد رکھو
 کہ تھکے ساتھ بدسلوکی ہرگز نہ ملے گی۔

مارگریٹ۔ مجھے تو سچ اس بات کا ہے کہ میں آپ اور اپنے پیارے دوستوں
 سے ہمیشہ کے لیے جدا ہوتی ہوں اور پھر لانا نصیب نہ ہوگا

مخدومہ۔ مگر چلو گ تو تمھاری خبر سن گواتے رہیں گے گھبراتے کیوں ہو مارگیرٹ۔ خدا آپ کو برکت دے۔ سچ چلنے کے مین جس وقت آپ کی صورت دیکھ لیتی ہوں بالکل یہی معلوم ہوتا ہے کہ میرا آفتاب قسمت ہمیشہ کیلئے گھٹنا یا جاتا ہے۔

مخدومہ۔ نہیں نہیں ایسا خیال نہ کرو۔ ایک مرتبہ تمھارا آفتاب اقبال اور چمکے گا مین نے تمھاری دلچسپی کے لیے بہت سے سامان مہیا کر دیے ہیں۔ صندوق مین کی کتاب مین موجود ہیں تم انجیل پڑھ پڑھ کر اپنا دل بہلا سکتی اور دن کاٹ سکتی ہو۔

مارگیرٹ اور مسز کا بولڈ سے بڑی دیر تک گفتگو ہوئی رہی جس مین اُسے مارگیرٹ کو بہت تسلی و تسفی دی۔ آخر کار وہ دن آ ہی گیا جس دن مارگیرٹ حبلا وطن ہونے کو تھی۔

۲۷۔ مئی کو مسٹر ریشا مین عورتوں کو پولیس موٹر لے گیا انھیں مین ایک مارگیرٹ بھی شامل تھی وہاں جا کر اسے مینوں کو جہاد پر سوار کر کے بوٹانی بے کو روانہ کر دیا۔

اوپر سے کہ جیون ہی مارگیرٹ قید خانے سے روانہ ہوئی ویسے ہی ایک کمزور و لاغر شخص آیا اُسے کپڑے میں سے کچیلے تھے اُسے پہرہ دار سے درخواست کی کہ مین مارگیرٹ کچ پول سے ملنا چاہتا ہوں۔

پہرہ دار نے جواب دیا۔ وہ ابھی ابھی گورنر کے ساتھ پولیس موٹر گئی ہے وہ شخص بولا۔ مین مارگیرٹ کچ پول کا بھائی ایڈورڈ کچ پول ہوں میرے والد نے قضا کی اور سب بھائی بھی دوزخ دے گئے اب خالی یہ بہن رہ گئی ہے مین ابھی ہندوستان سے واپس آ رہا ہوں ہمارے

تقدیر کے آگے نہیں چلتی ہے کسی کی افسوس کہ بہن کا بھی دیدار نصیب نہ ہونے پایا۔

چوکیدار بولا۔ تجراؤ نہیں۔ اسی راستے سے چلے جاؤ مین تمھیں داروغہ سے ملا دوں گا جہاں شاید کچھ سامان آسائش مہیا ہو سکیں

یہ کہہ کر اس نے تمام غم انگیز واقعہ راست راست بیان کر دیا جسکو سن کر چارلس
کچھ پول عرف جیک جو کالٹنس جون جاسوس بنا تھا اور جسکا ذکر سابق میں آچکا
ہے فقیرانہ مجلس میں واپس وطن ہو گیا۔

وہ ہندوستان پہونچا جہاں اس کے دوست لارڈ کارنوالس نے اپنی ملازمت
سے استعفا دیکر انگلستان کی راہ لی تھی۔

اس نے وہاں ہندوستانی وضع اختیار کی اور ایک نواب کی لڑکی پر عاشق
ہو کر اس سے شادی کر لی۔

جب یہ حال سچا کہ جاسوس انگریز تھا تو وہ اپنی بی بی کو چھوڑ کر اپنے مکان
کو بھاگ گیا۔

اس نے اپنی محنت و مشقت سے کچھ دولت حاصل کر لی تھی وہ اس گڈ ہوپ
کی جانب سے چاربا تھا کہ سمندر میں گر پڑا اور نذر گرداب فنا ہو گیا۔

مارگریٹ کچھ پول کا تو وہ حال ہوا مگر اہل انگلستان جہاں اس کے حیرت انگیز
جرائم زندگی بھر نہ بھولے وہاں اس کی نیکیوں کو بھی یاد کرتے رہے مارگریٹ نے
ایسی نیک روش اختیار کی کہ سچا ائمہ۔

باب (۲۹)

صحرا نوردی

مارگریٹ کچھ پول نے خود لکھا کہ ایک خط انگلینڈ بھیجا جس سے لوگوں کو
اس کے بہت حالات معلوم ہوئے اس نے لکھا تھا کہ میں نے ایک جگہ ملازمت
اختیار کر لی ہے اس کے خط میں دو اور خطوط موقوف تھے جن میں ایک تو مسٹر کالو
کے نام تھا۔ دوسرا ڈاکٹر جارج اسٹینگ کے نام جو ذیل میں درج ہیں

مخدومہ والا تبار

۲۰۔ تاریخ کو میں یہاں بخیریت پہونچ گئی میری طبیعت اس مقام کو دیکھ کر
نہایت ہی خوش ہوئی۔

پہاڑوں کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا سے دماغ مفرح ہوا کرتا ہے اور یہی معلوم ہوتا ہے کہ میں اپنے ہی گھر میں ہوں۔
جلا وطنی کیسی۔ اب مجھے آپ کی نصیحتوں پر باتوں اور دل دہی کی باتوں کا خیال آتا ہے جہاں میں آپ کی نصیحتوں پر میں نے بڑی ہی احتیاط سے عمل کیا اور اسے اور جوتوں نے بھی فائدہ اٹھایا۔

میں صبح و شام یا وہ خدا میں مشغول رہا کرتی تھی کپتان اسمتھ نے حاکم کالونی کو میری نیک چلنی کا پورا اطمینان دلایا ہے اور مجھے گودام میں دومی روز بٹھانا پڑا کہ جان پامر مجھے وہاں سے لے آئے کالونی میں یہ بڑے با اختیار اور مقرر شخص ہیں یہ کپتان آنکھ فلپ اور کپتان جان بریڈ کے ساتھ شہداء عین حاکم خزانہ مقرر ہوئے تھے۔ کپتان فلپ یہاں کے اعلیٰ حاکم تھے اور سنر پامر بھی بہت ہی نیک سیرت عورت ہیں انکو مجھ سے خاص انس ہو گیا ہے۔

آپ جانتی ہیں کہ مجھے بچوں کو کھلانے کا کتنا شوق ہے فضل خدا سے وہ دلچسپی کا سامان بھی یہاں مہیا ہو گیا ہے۔

مگر ایک بات بڑی ہی خراب ہے یعنی یہاں کے لوگ بڑے بے شرم ہوتے ہیں جرم کرنا انکے لیے بائین بائیں کا کھیل ہے جس طرح انگلستان میں فیشن کا مذہب ہے اسی طرح یہاں جرم کرنے کا۔ تہذیب کی طرف یہاں کے لوگوں کا بھان ہی نہیں۔ اگر کوئی کچھ اشاعت مذہب کی فکر بھی کرتا ہے تو گورنمنٹ اسکو مجرم قرار دیکر سزا دیتی ہے۔

آپ نے جو چیزیں میرے ساتھ کر دی تھیں وہ نہایت کامد انگلیں۔ میری طرح یہاں کئی لوگ ہیں جنہوں نے اپنی زندگی قید میں گزار دی ہے مجھے گورنمنٹ کا کام نہیں کرنا پڑتا ہے ہاں جب اور مجرم معائنہ کے لیے طلب کیے جاتے ہیں تب مجھے بھی اپنا جائزہ دینا پڑتا ہے۔

جب سے میں ساحل سڈنی پر قید ہوں تب سے طبیعت اچھی نہیں میں کبھی کبھی بالکل قریب مرگ ہو جاتی ہوں مگر فضل خدا سے یہ طبیعت درست ہو جاتی ہے بالخصوص اب یہاں کسی بات کی کمی نہیں۔ مہربانی کر کے دوسرا خط جا رہے ہیں

حوالے کر دیجئے۔ اور مجھے خط لکھ کر وعدہ پورا کیجئے۔ میں آپ کے خط کا بواپسی
ڈاک کا انتظار کرتی رہو گی میرا پتہ یہ ہے

(رزانہ بیگم خانہ مسس پامر)

آپ کی خادمہ۔ مارگریٹ کچ پیل
اُس نے ڈاکٹر اسٹیننگ کو جو خط لکھا تھا اس میں بھی وہی حالات درج تھے
جو اُس نے مسٹر کا بولڈ کو تحریر کیے تھے۔
اس کے خط سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ ایک شخص کے یہاں محلدار فی مقصد رہ
ہو گئی ہے۔

ایک سال کے بعد مارگریٹ کے حال چیلن کی عہدگی ثابت ہوئی اُس کے آقا
کی بی بی جی جی تھی ایسے اسکے دل میں آیا کہ مارگریٹ کے ساتھ شادی کر لے اسے
مارگریٹ سے کہا کہ میں تمھارے ساتھ شادی کرنا چاہتا ہوں تم کو کچھ تیاری وغیرہ
نہ کرنا پڑے گی۔ میں کل داروعدہ سے ملوں گا اور پھر تم گھر کی مالک بن جانا۔
مارگریٹ نے جواب دیا۔ نہ میرا شادی کرنے کا ارادہ تھا اور نہ مسٹر پامر نے
مجھ کو تم سے شادی کرنے کے لیے بھیجا ہے۔ انھوں نے صرف ملازمت کی تحریک
کی تھی۔ پس میں سمجھ بوجھ کر جواب دوں گی۔ شکا سا نہیں توڑ سکتی۔
اُسے کہا۔ اچھا اگر تم راضی نہ ہو تو مسٹر پامر کے یہاں جاؤ اور اُسے کہو کہ میں نے
تجین بھیجا ہے۔

مارگریٹ فوراً بوریہ بندھنا باندھ کر ولمان سے روانہ ہو گئی اور کل حالات سے
مسٹر پامر کو اطلاع کر دی۔
مسٹر پامر اس کی نیک چلنی سے نہایت خوش اور مسرور ہوئی اور اُس کو بڑے تپاک
سے بھلا لیا۔

مارگریٹ نے طرح طرح کی چیزوں کے خوشمار۔ قسم قسم کے درختوں کے بیج اور
کئی عمدہ عمدہ چیزیں اپنی خود مسٹر پامر کے واسطے سجوائی تھیں مگر اسے میں
لے جانے والے شخص نے صندوق کھول ڈالا اور بیج وغیرہ نکال کر بیج ڈالے۔
مسٹر جان پامٹر جب نے مارگریٹ کے ساتھ شادی کرنے کی خواہش ظاہر کی

دو سال بعد رگہ رگہ عالم جاودانی ہو گیا اور اُس نے اپنی جا بجا اپنی جچی مسٹر پار کے نامزد کر دی۔

مارگریٹ اسکے مکان پر جا کر کل خانگی معاملات دیکھنے بھانے لگی اور لوگوں کی نگرانی و تربیت کرتی رہی۔

باب (۳۰)

شادی سیمت آبادی

جب مارگریٹ کچ پول دوسری مرتبہ سڈنی سے رجائڈل گئی تو اسکے پاس انگلستان سے ایک صندوق آیا جس میں کئی خطوط اور تحفے بندھے وہ اسے دیکھ کر بڑی ہی خوش ہوئی اُسے صندوق کھولا۔ خطوط نکالے اور پڑھے یہ خطوط مسٹر اور مسٹر لیڈرڈ اکثر اسٹینگ اور کئی اور لوگوں کے پاس سے آئے تھے اسکے دوسرے خانہ میں کئی کنگھیان۔ سوئی کے ڈبے۔ جالی بنانے والی سوئیان دور کے پتے اور اسی طرح کی اور چیزیں ضروریات خانہ داری کی تھیں۔

جب تک مارگریٹ نے کل خطوط نہ پڑھے تب تک نہ کھانا کھایا اور نہ پانی پیا وہ خط پڑھتے وقت اس قدر روئی کہ مسس پامر نے کہا آخر پڑھو تو کیا لکھا ہے۔ اس نے کل خط سنا دیے اور مسر پامر وغیرہ نے خطوں کی نہایت تعریف کی۔ صندوق بچھنے کی رسید کے لیے مارگریٹ نے مسر کا بولڈ کو یہ خط لکھا۔

۱۸۔ اکتوبر سنہ ۱۸۵۷ء

خدا و مہ و معظمہ دیم ظمہا

بڑی خوشی کی بات ہے کہ مجھے آپ کو یہ خط لکھنے کا دوسرا موقع حاصل ہوا میں آپ کی تندرستی و سلامتی کیلئے ہر وقت دعا کیا کرتی ہوں میں نے آپ کو بھیجے ہوئے بہت عمدہ چیزیں جمع کی تھیں مگر یہاں کے دعا باز آدمیوں نے کم کر دیں۔ خیر میں پھر کوشش کر کے کچھ چیزیں بہم پہونچاؤنگی اور جب قدر جلد ہو سکے گا آپ کی خدمت میں ارسال کر دینگے۔ مجھے آپ لوگوں کی اور خاص کر پیارے بچوں کی بہت یاد آتی ہے

جب کبھی آپ اُنکا کچھ بھی حال لکھ دیتی ہیں تو میری طبیعت ہری بھری ہو جاتی ہے مہربانی کر کے آپ یونین اپنی اور اُنکی خیر و عافیت سے اطلاع دیتی ہیں اب یہ خبر نہایت افسوس سے سنی گئی کہ گورنر کمائی نے دائمی مفارقت سے مجبور کر دیا یہاں ہر شخص تجھ سے یہی کہہا کرتا ہے کہ میرا چال چلن اب باقاعدہ اور نیک ہو گیا ہے اور اسوجہ سے انعام کی مستحق ہو گئی ہوں اگر میری طرف سے ایک درخواست پیش ہو جائے تو شاید میرے حق میں بہتری کی صورت ہو مگر یہ کام میرے دوستوں کے ہاتھوں ہو سکتا ہے۔ اگر تجھے میرے جرائم کی معافی اور واپسی انگلستان کی اجازت مل جاتی تو میں خدا کی نہایت شکر گزار ہوئی میں اب مسز پامر کے ساتھ رہا کرتی ہوں۔

آپ کی خدمت میں ایک صندوق ارسال ہے اس میں عمدہ عمدہ جڑیوں کی نہایت نفیس و نایاب کھالیں بند ہیں۔

حال میں جطفیانی ہوئی اور سیلاب آیا اسکی وجہ سے تمام چیزیں مہنگی ہو گئی ہیں۔

آپ نے جو چیزیں بھی بھجی تھیں اُنکو دیکھ کر مسز پامر بڑی خوش ہوئیں اور مجھے ایک دوکان کھولنے کی صلاح دی ہے۔

آپ کو اس سے پہلے ایک اور خط لکھ چکی ہوں ایک شخص نے شادی کا پیغام دیا تھا مگر وہ انتقال کر گیا۔ حال میں میں مسز پامر کے ساتھ مائل سفر ہوئی تھی مگر تھکاوٹ اور دھوپ کی گرمی سے بیمار ہو گئی۔ اب ابھی ہوں تاہم قدرے شکایت باقی ہے ڈاکٹر نے مجھے آگ کے قریب بیٹھنے کی بالکل ممانعت کر دی ہے اور اسکے علاوہ اور پرہیز بھی بتائے ہیں۔

میری طرف سے سب لوگوں کا شکریہ ادا کر دیجئے گا اور جواب سے ضرور متنب فرمائیے گا۔

آپ کی فرمانبرداری

ایگریٹ کیمپ بول

ایگریٹ کیمپ بول نے چاٹنڈل جا کر ایک مکان بنوایا اور اُسی کے ایک کمرے میں دکان بکھری جان خوب بکری ہوئے لگی۔ بھوڑے دون کے بعد

اسنے ایک اور خط اپنی عذومہ کے نام بھیجا جس میں سڈنی کی طفانی کا حال لکھا اور اطلاع دی کہ کس کس طرح دو تین آدمیوں کی جان بچائی اور کس طرح خود طوفان سے بچ کر گھر واپس آگئی۔

یہ خط بھیجنے ہی کے بعد سنسز کا بولڈ کا خط آ پہونچا جس میں اسنے سنسز اپنی اور ایک اور شخص کی وفات کا حال لکھا تھا چڑیوں کے پروں وغیرہ کی رسید بھی اسی میں تحریر تھی۔

مارگریٹ خط دیکھ کر بڑی غوش ہوئی اسنے اسکا بھی ایک جواب لکھا جس میں سنسز وغیرہ کی موت پر بڑا رنج ظاہر کیا اور عطیات کی رسید حوالہ تعلیم کی۔

اب سنسز نے کہ ہماری تاریخ کا اہلی میر و جان سیری کہاں تھا۔ وہ انگلینڈ سے نیو ساوتھ ویلز چلا گیا تھا۔ گورنمنٹ نے اسے اسکو ان کا خطاب عطا کیا۔ یہ شخص ایسا لائق و فائق ایسا ایماندار اور محنتی تھا کہ ہر ایک شخص کو اس سے محبت تھی۔ کیا عورت۔ کیا مرد۔ کیا بچہ۔ کیا بوڑھا وہ ہر ایک کے لیے ہمیشہ جان لڑانے کو تیار رہتا تھا۔ اسنے بڑی بڑی عمارتیں بنوائیں۔ زمانہ یتیم خانہ اور سینٹ جارج گرجا گھر وغیرہ اسی کی سعی و کوشش سے بنے تھے۔ اسکی مالی حالت بھی معمولی نہ تھی۔ وہ زمیندار۔ تھیکہ دار اور سوداگر ہو گیا تھا الغرض کوئی ایسی صفت نہیں جو اس میں موجود نہ ہو۔

اسکی تین بہنیں تھیں۔ وہ اسنے بڑی محبت کرتا اور انکے یہاں رہنے آیا جایا کرتا تھا اتفاق سے چھوٹی بہن بنارمین مبتلا ہو کر انتقال کر گئی اسنے اسکے چھوٹے چھوٹے بچوں کے رکھنے کا انتظام کر لیا۔

پچھلے سال سنسز پورے اس سے کہا تھا کہ ایک عورت خالی ہے جو بچوں کے کھلانے میں بڑی مہارت رکھتی ہے وہ سنسز پورے سے ملنے گیا اور عورت کے لیے کہا تو وہ بولی۔

”ہاں۔ میں نے آپ سے عورت کا ذکر ضرور کیا تھا وہ میرے ایک پڑوسی کے یہاں منتظم خانہ داری اور کارخانہ کی نگران رہ چکی ہے مگر پڑوسی اب مر گیا سب کا روبا کہ بند ہے۔“

جان بیری - اور وہ -

سنسز پامر - وہ چیمانڈل پر نرے اڑا رہی ہے اُسے پڑوسی کی ملازمت دہات
خوش اسلوبی سے انجام دی مگر نہ معلوم اُسکو کیوں برخاست کر دیا گیا۔ وہ
بیجاری وہاں سے اُکر میرے ساتھ رہنے لگی جب پڑوسی مر گیا تو اُسے اپنی جائیداد
اور اولاد میرے سپرد کر دی۔

اُس عورت نے بچوں کو بڑی حفاظت سے پالا اور بڑی عمدگی سے
تربیت کی جسکے صلے میں میں نے اسے ایک قطعہ اراضی انعام دیا ہے گو وہ
ارضی کا کرایہ ادا کرتی ہے مگر میں کرایہ کاروپہ اُسی کے نام سے بینک
میں جمع کر دیتی ہوں

جان بیری - بات یہ ہے کہ حال میں میری چھوٹی بہن اپنے بچوں کو چھوڑ کر
دائع مفاقت دی گئی اُنھیں کی خاطر ونگرائی کے لیے ایک تنظیم درکار ہے
آپ اگر چاہیں تو اُسے ترغیب دیکر میرے یہاں نوکر رکھا دیں۔ اسے کھیت
وغیرہ کا انتظام میں ایک کسان کے سپرد کر دوں گا اور جتنی آمدنی یا لگان
ہوگا وہ اُسکو ملا کرے گا۔

سنسز پامر - مجھے شک ہے کہ شاید وہ نہ مانے کیونکہ اُسکا کارخانہ خوب ہی
چل رہا ہے اور وہی تنہا دن بھر کام کیا کرتی ہے ایک چھوٹی سی لڑکی شاید کچھ مدد
دیتی ہے جسے اُسے طیفانی کے وقت بچا یا تھا۔ وہ بڑی ہی بہادر اور پامر عورت
ہے۔ طیفانی کے وقت کسی کی جرأت نہ رہتی تھی کہ آفت رسیدن کو بچائے
مگر یہی اپنی جان پر کھیل کر اُنھیں بچا لائی۔ آپ نے سبزی گزٹ ملاحظہ فرمایا ہوگا
اُس میں کل حال درج ہے۔

جان بیری - مجھے اُسکے حالات سننے میں نہایت ہی دلچسپی ہے ایسی عورت
کوئی معمولی عورت نہیں ہو سکتی

سنسز پامر - ہے تو معمولی ہی۔ مگر چلتا پرتا بڑی ہے وہ ایک گھوڑہ اچھڑانے اور
امیر چڑھنے کے الزام میں گرفتار کر کے یہاں جلا وطن کر دی گئی تھی۔
جان بیری - آپ سے اُس سے کس طرح جان پچان ہو گئی؟

مسٹر پارمہ جب وہ یہاں آئی تو پاکستان سیمینٹر نے اسکی سفارش کر کے میرے
 چہرہ کو دیا۔ میں نے اسے قیم خانہ میں ملازم رکھ لیا۔ وہاں اسنے اپنے فرائض
 اس فنی اسلوبی سے انجام دیے کہ سب لوگ متحیر رہ گئے۔

جان بیرے۔ کچھ آپ کو معلوم ہے کہ انگلستان میں اسکا چال چلن کیسا تھا؟
 مسٹر پارمہ شروع سے آخر تک اسکا سبب حال بیان کر دیا اور جان بیرے
 کے چہرے کا رنگ فق دیکھ کر بولی

”آپ کے چہرے پر پریشانی سی کیوں چھا گئی کیسے تو ایک آدمی ساتھ کر کے
 آپ کو گھر بھیج دوں۔“

مسٹر بیرے۔ نہیں۔ اس عورت کا حال سنکر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے ہیں
 خدا اسکا نام تو بتائیے

مسٹر پارمہ۔ مارگریٹ کیمپ بول
 جان بیرے نے اسکا نام سنا تو کچھ عین آتش عشق بھڑک اٹھی اور وہ بولا
 ”آہ یہ تو وہی عورت ہے جس پر میں عاشق ہو گیا تھا اور اب بھی اسکی دلی
 محبت ہے۔“

مسٹر پارمہ۔ کیا اسے معلوم ہے کہ آپ یہاں رہتے ہیں۔
 جان بیرے۔ مجھے معلوم نہیں پہلے میں اسکے ساتھ شادی کرنے والا تھا مگر
 جب سنا کہ اسکو کسی دوسرے سے بھی عشق ہے تو میں نے یہ خیال دور کر دیا
 میں جانتا ہوں کہ میرے بھائی نے شاید اسکے عاشق کو قتل بھی کر ڈالا ہے
 مسٹر پارمہ۔ میں نے مارگریٹ کی زبانی آپ کی بابت کچھ بھی نہیں سنا۔ یہ تو بڑی ہی
 وسیع ملک ہے اگر اسکے کان تک آپ کی خبر ہو پئے تو وہ آپ سے ضرور
 ملے گی۔

جان بیرے۔ ہاں پھر اخلاق تو اسکی خلقی عادت میں داخل ہے۔ مگر ذرا
 وہ قلم یافتہ نہیں۔

مسٹر پارمہ۔ واہ۔ وہ تو خوب لکھ پڑھ گئی ہے دن بھر انجیل مقدس اور مختلف
 کتابیں پڑھا کرتی ہے۔

جان بیرے۔ میرے خیال میں میں اسکی معافی کرا سکتا ہوں۔ اگر آپ مجھے سڈنی گزٹ دکھا دیں تو میں حاکم کو دکھا کر اسے رہا کرالوں گا۔ لیکن میں سے قید سے چھڑاؤں گا تو اسکو میرے ساتھ شادی کرنا ہوگی۔ اگر آپ کو کچھ میرا خیال ہے تو مہربانی کر کے مارگریٹ کو لکھ دیجییں۔

اُسی دن مسز پامر نے ایک خط مارگریٹ کچھ پول کے نام روانہ کیا جس میں تحریر کیا کہ یہاں بڑا ہی ضروری کام ہے جو خط و کتابت سے طے نہیں ہو سکتا۔ تم جلد سڈنی چلی آؤ تمھارے بغیر سخت ہرج ہے۔

مسٹر بیرے کو انگلستان میں مارگریٹ کا بڑا ہی عشق تھا جس عورت کی شادی اسکے ساتھ ہو جاتی تو گویا اسکا اقبال چمک اُٹھتا مگر معلوم نہیں کہ مارگریٹ کو اسکی طرف کیا خیال تھا۔

مسز پامر نے کہا۔ شاید ہی مارگریٹ شادی کرنا منظور کرے کیونکہ وہ ایک آزاد خیال کی عورت ہو میں نے بھوایا تو ہو گئے کیجئے کیا ہوتا ہے،

پہلے تو مسٹر جان بیرے وہاں سے اُٹھ کر حاکم کے گھر پہنچا بڑی دیر تک باتیں ہوتی رہیں بعد اُسے مارگریٹ کا ذکر چھڑا اور اس نے مجھ سے اسکی بریت کی درخواست کی کہ حاکم نہ سمجھ سکا کہ بیرے سے اور مارگریٹ سے کیا تعلق با واسطہ ہے۔

بیرے بولا۔ کیا آپ نے مجرمہ کے جرم پر اچھی طرح غور کر کے اُسے جلا وطنی کی ہر دہی ہے۔ میرے پاس بہت اسناد موجود ہیں جسے ظاہر ہے کہ مارگریٹ بڑی نیک چلن عورت ہے۔

حاکم نے جواب دیا۔ آپ جس انداز سے سفارش کر رہے ہیں اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ سے اور اُس سے ضرور کچھ نہ کچھ خفیہ تعلقات ہیں مجھے صراحتاً خیال ہے کہ مارگریٹ قابلِ رحم ہے اُسکو معافی ضرور ملنا چاہیے۔ یہ بات گوہر اختیار کی ہے کہ اُسے معاف کر دیں مگر میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ اُس سے کیا تعلق؟

جان بیرے نے کہا۔ میرا ارادہ ہے کہ میں اسکے ساتھ شادی کر لوں۔

حاکم نے یہ بات سنی تو اس پر عالم حیرت طاری ہو گیا اسکی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ خواب دیکھ رہا ہوں یا کیا؟

وہ بولا۔ مسٹریری۔ آپ ایسے لائق فائق شخص جسکی دھماک تمام انگلستان میں بندھی ہوئی ہے اور ایک زمانے میں شہرت ہو رہی ہے ایسی عورت کے ساتھ شادی کرے۔“

وہ اتنا کمزور چھپک گیا اور لہجہ بدل کر پھر بولا۔

مسٹریری۔ آپ نے اس معاملہ کو اچھی طرح سوچ سمجھ بھی لیا ہے یا کچھ غور نہیں کیا۔ بھلا آپ کے دوستوں کی رائے کیا ہے؟ آپ سے اور مارگریٹ سے محبت کا رشتہ کس زمانے سے ہوا۔

مسٹریری نے جواب دیا۔

”ایام طفلی میں ہم دونوں ایک ساتھ کھیلا کرتے تھے جب بڑے ہوئے تو اپنی مشقت سے روزی کمانے میں مشغول ہو گئے بعدہ میں اور کام میں لگ گیا اور تب سے میں نے اسے نہیں دیکھا۔ جب تک وہ رہائی پا کر مجھے ملنے نہ آئے تب تک میں اسکا متھو نہ دیکھوں گا۔ جو میرے دل میں ہے وہ بات آپ کے اختیار میں ہے اور.....“

حاکم نے روک دیا اور کہا کہ۔ اب زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ عقدہ حل ہو گیا میں نے اسکو معاف کر دیا آپ اسکو اپنے ساتھ لے جائیں۔
حاکم کا سرکٹھی آیا اور اسنے پروا نہ معافی پر دستخط کرائے۔ حاکم نے سٹر جانیری سے مصافحہ کیا اور وہ سڈنی سے وڈسٹر لاج میں آگیا۔

جانیری نے ایک مکان بنوایا اپنے بھانجون کو کبوا لیا اور کل نوکروں کو انعام تقسیم کیا۔ وہ ہمیشہ ادھر ادھر گھومنا کرتا اور مارگریٹ کی آمد کے انتظار میں آنکھیں سفید کرتا رہتا تھا۔

اب سینے کہ مارگریٹ کے نام سٹر پاپر کا خط پہونچا تو وہ فوراً سڈنی میں وارڈ ہو گئی اور طلبی کا سبب پوچھا تو اسنے کہا۔
”بس فقط یہ خوشخبری سننے کے لیے بلایا تھا کہ تمکو معافی مل گئی۔“

مارگریٹ نے پوچھا۔ کس طرح اور کسکی کوشش سے؟
جواب ملا۔ ایک شخص کی کوشش سے جس نے حاکم کو تمھاری نیک چلنی کا
ثبوت پہنچا کر تمھیں بری کرالیا۔
مارگریٹ ہوتی۔ مجھے بھی تو معلوم ہو کہ وہ کون شخص ہے تاکہ میں اسکی ممنون و مشکور
ہوں۔

مسٹر پارمر نے جواب دیا۔ تم اسے جانتی تو ضرور ہو۔ مگر یہ بات ہے کہ تم نے کئی سال
سے دیکھا نہیں ہے۔

مارگریٹ نے پوچھا۔ آخر وہ شخص ہے کون؟ کہیں میرا بھائی چارلس تو نہیں؟
مسٹر پارمر نے جواب دیا۔ تمھارا بھائی نہیں۔ ایک شخص جان بیرری ہے جس سے
شاید تم واقف ہو۔

مارگریٹ۔ ہاں ہاں۔ میں جان بیرری سے واقف ہوں مگر وہ تو کتنا اڑا
گیا ہوا تھا۔

مسٹر پارمر۔ نہیں وہ وہاں نہیں گیا بلکہ اپنے ہی ملک میں رہا۔ اسکو بدستور
تمھاری محبت ہے

مارگریٹ۔ مسٹر پارمر۔ میری بڑے لائق شخص ہیں۔ انھوں نے ایک مرتبہ
میری جان بچائی تھی۔ انکی شادی ہوگئی ہے یا نہیں؟
مسٹر پارمر۔ انھی شادی تو نہیں ہوئی۔ مگر میں بڑے مالدار شخص۔ پہلوگون کو خود
تعجب ہے کہ انھوں نے اب تک شادی کیوں نہیں کی۔

مارگریٹ۔ یہ سنتے ہی دم بخود ہوگئی اسپر جو ش سا چڑھ گیا اور وہ بیہوش ہونے لگی
تھی کہ مسٹر پارمر نے تمام کر سنبھال لیا اور بولی کہ

جان بیرری نے ابھی تک تمھاری ہی وجہ سے شادی نہیں کی اسکو
تمھاری ہی جستجو رہی اور کسی سے واسطہ نہ رکھا

مارگریٹ۔ فقط میری ہی آرزو۔ ہرگز نہیں۔ وہ زمانہ گزر گیا۔ جناب آپ کس
خیال میں ہیں کہیں خواب تو نہیں دکھائی دیتا؟

مسٹر پارمر۔ یقیناً تاکہ انھیں تمھاری ہی سچی محبت ہے اور وہ تمہاری گروہ

ہو رہا ہے۔

سنسز پاور نے اتنا ہی کہا تھا کہ جانیری اپنے ہاتھ میں پروانہ معافی لیے ہوئے
اٹھو نچا مار گریٹ اُسے دیکھ کر جھپکی اور اپنا منہ چپا کر سنسز پاور کے قدموں
پر گر پڑی۔

جانیری نے اُسے اٹھالیا اور دونوں میں بڑی دیر تک باتیں ہوتی رہیں
آخر جب جانیری نے شادی کا ذکر چھیڑا تو مارگریٹ بولی
”آپ بھی کیا باتیں کرتے ہیں۔ کہاں کوئی نہی کہاں مالک کہاں ذہ کہاں
آفتاب بھلا میں ناچیز آپ ایسے لائق اور معزز شخص کی شادی کے قابل
توبہ۔ توبہ۔ محض ناممکن ہے۔“

بیری نے جواب دیا ”مارگریٹ۔ یہ نہ خیال کرو۔ تمہیں وہ دن یاد ہے
جب ہم تم دونوں ایک ساتھ کام کر کے اپنا اپنا پیٹ پالتے تھے۔
تمہیں شادی کر لینے میں کچھ ہرج نہیں اگر تم انگلستان جاؤ گی تو پھر
وہاں تجارتی بے قدری ہی ہوگی۔“

بیری بولا خدا کے فضل سے میں نے تمہیں معافی دلوا دی اُسکا شکریہ
ادا کرو اور مجھے قبول کر لو

بہت کچھ بات چیت ہونے پر بھی جب مارگریٹ نہ راضی ہوئی تو سنسز پاور نے
اُسے سمجھایا۔ اُدھر وہ راضی ہوئی اور طمان بیری۔ آخر کار وہ دونوں کا نکاح
مگر جاگھڑ میں ہو گیا اور شادی کے بعد بڑے عیش و آرام سے دونوں کی زندگی
بسر ہوئے مکی۔

باب (۳۱)

خاتمہ

جب مارگریٹ کو ونڈسر لاج میں رہتے رہتے بہت دن ہو گئے تو ایک روز
سنسز کا بولڈ کا مسئلہ ایک صندوق پہونچا جس میں کئی اعلیٰ اعلیٰ چیزیں تھیں جیسے مارگریٹ

انہیں دیکھ کر بڑی خوش ہوئی اور اس نے فوراً ہی مسز کا بولڈ کے نام حسب ذیل خط لکھا۔

ڈنڈسبریک سیری

مخدومہ مکرمہ دام مجیدہ
آپ کی بدلیف مارگریٹ کے دن پھر گئے خداوند کریم کے فضل سے میں
آپ قید جلا وطنی سے رہائی پا گئی اور مسز جان سیری سے قادی کر کے ایام
زندگی بہت عیش و عشرت سے بسر کر رہی ہوں

آپ کو معلوم ہو کہ جان سیری وہی شخص ہے جس سے میں بچپن میں
بڑی محبت کرتی اور جس کے ساتھ رات دن کیلکتی رہی تھی۔ اسکی ذات
سے میں نے رہائی پائی۔ یہ شخص ایک خادم کی تلاش میں مسز پارمہ سے
ملاقات کرنے آیا مسز پارمہ نے اس سے میرا ذکر کیا تو اس نے حاکم سے کہہ سکر
مجھ کو رہائی دلا دی اس نے میرے ساتھ شادی کرنے کا عندیہ ظاہر کیا تو
مسز پارمہ نے مجھے سڈنی سے بلا بھیجا اور یوں اس کے ساتھ شادی ہو گئی اب
میں آرام سے زندگی بسر کرتی ہوں۔ کسی بات کی تکلیف میں ہر ایک
سینئر مزبور ہے خدا آپ کو دلا آپ کے بچوں کو برکت دے۔

قدیم خادومہ

مارگریٹ کچ پول

مارگریٹ کچ پول اور اسکی خدومہ مسز کا بولڈ سے یوں ہی بہت دنوں
تک خط و کتابت جاری رہی اس نے اپنا نام مارگریٹ کچ پول سے مارگریٹ
سیری تبدیل کر لیا اور اب وہ بڑے آرام سے رہنے لگی۔

ایک عرصہ دہاز کے بعد اس نے اولاد کا منہ دکھا دو لڑکیاں پیدا ہوئیں اور
ایک لڑکا بڑے ہونے پر لڑکے اور لڑکیاں تعلیم حاصل کرنے کے لیے انگلستان
بھیج دیے گئے۔

۱۵۔ برس کے بعد مارگریٹ کا خادومہ مسز جان سیری ۱۹۲۷ء میں ملک عدم
کو راہی ہوا۔ مارگریٹ کو اسکی وفات کا سوچ ہوا اسے وہی حسوس کرتی تھی

اُسے ونڈ سہی پکیر سہی سے سڈنی میں نقل مقام کر لیا۔
مارگیر میٹ کے دل میں یہ بڑی ہوس تھی کہ اسکا بیٹا سفاک میں کہیں ملاو
حاصل کرے۔

سفاک میں اُن دنوں ایک بڑی بجاری عمارت فروخت کی جا رہی تھی
اسکا لڑکا وہاں گیا اور عمارت خرید کر نا چاہی مگر اکا میاب رہا۔ وہ مایوس
ہو کر کسی اور ملک میں گیا اور۔ اب تہتر سالہ ع میں بگڑے عالم فانی ہو کر اُس نے
بھی اپنے بزرگون کا ساتھ دیا۔ فقط

تمام شد

[illegible]

قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
۱۱۳	کنگ لیر مترجمہ لالہ سیتا رام صاحبہ	۱۱۳	نخشی امر و عمر زنا صاحب حیرت
	بی۔ اے۔ - مجلد۔	۱۱۳	دہلوی حصہ اول۔
	ولیس کی ایک شہزادی۔	۱۱۳	ایضاً حصہ دوم۔
	یہ ناول بھی بڑا دلچسپ ہے ایسا معلوم		خون ناحق - مترجمہ نخشی
	ہوتا ہے کہ مصنف نے تصنیف کی وقت		خلیل الرحمن صاحب - اس میں
۱۱۳	ہندوستانی مذاق کا خیال رکھا تھا		علاوہ دیگر مفید مطالب ہونے
	لعبت فرنگ - سیملی بہ انسانی		کے سراغ رسانی پولیس
	نادر الحقیقت اس فسانہ ہر لغزین	۱۱۳	قابل ملاحظہ ہو۔
	کو کتاب ہر روز پڑھیں یا اور جس سے		دولستان - مترجمہ بابو راجی داس
	نخشی عدیم نظیر خوش تقریب		صاحب بھارگواسکی ہر لغزین
	نخشی رام نرائن صاحب مترجمہ	۱۱۳	دیکھنے پر مخصوص۔
	فرمایا - عجیب قصہ و عمارت	۱۱۳	شہد جفا۔
	ہو اگر اس کے عنوان کو بھی کوئی صاحب	۱۱۳	ناول سیتا - در دو جلد۔
	ملاحظہ فرمائیں پھر کیا ممکن کہ بغیر	۱۱۳	فسانہ لارنس روٹھ - کالج
۱۱۳	تمام کیے کتاب دل کو چین دے		الف لیلہ اردو نشر بطر ناول
	قصہ حاجی بابا اصفہانی		مصنف پنڈت رتن ناتھ صاحب
	کتاب ایڈوچر آف دی حاجی بابا		اس میں قصص راتوں کی ترتیب سے
	آف اصفہان مصنفہ کپتان موریر	۱۱۳	نمبر وار وچ بن جلد اول۔
	صاحب شہور سیاح مالک ایران	۱۱۳	ایضاً - جلد دوم۔
۱۱۳	مترجمہ نخشی امر و عمر زنا حیرت دہلوی	۱۱۳	راز عشق۔
۱۱۳	ناول رقیب انگریزی ناول اگر ترجمہ		گناہ بے لذت - مترجمہ نخشی
	جنگ محبت روزہ - مصنفہ	۱۱۳	خلیل الرحمن صاحب۔
۱۱۳	سید ولایت حسین صاحب۔	۱۱۳	نئے بکٹے۔
			اردو شکسپیئر یعنی اردو ترجمہ

